وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ

جو مظلوم ہونے کے بعد انتقام لیں ان پر کوئی الزام نہیں

آریہ دھرم

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں شیخ عبدالرحمن صاحب کے اہتمام سے چھپا

۲۵ دسمبر ۱۹۱۵ء

بار سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس کریم ورحیم خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے قرآن مجید جیسی پاک کتاب بھیج کر اور جناب خاتم الانبیاء سید الاولین والآخرین کو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرما کر وحشی انسانوں کو پھر نئے سرے سے انسانیت سکھلائی اور کروڑہا دلوں کو ایمان اور عمل صالح سے منور کیا۔

جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے مذہب اور ملت کس چیز کا نام تھا اور کن طریقوں کو اعمال صالحہ سمجھ رکھا تھا تو اس وقت اسلام کی بے انتہا برکتوں کی قدر معلوم ہوتی ہے اس بات کو کون نہیں جانتا کہ اب تک جن عقاید اور اعمال کے پابند دوسرے مذاہب کے لوگ نظر آتے ہیں وہ سب قابل نفرت کام اور بے حیائی کے طریقے ہیں وہ لوگ اس حقیقی خدا کو اپنی کتابوں میں نہیں دکھاتے جس کو قانون قدرت اور صحیفہ فطرت دکھلا رہا ہے بلکہ ایک ایسے نئے اور مصنوعی خدا کو پیش کر رہے ہیں جو کہ انھیں کے خیالات کا بنایا ہوا ہے۔ چنانچہ بعضوں نے تو انسان کو ہی خدا بنا رکھا ہے اور بعض پتھروں کے آگے سر جھکا رہے ہیں اور بعض سرے سے خدا ہی کو نہیں مانتے۔ اور بعض مونھ سے خدا کے وجود کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن اس کو روحوں اور مادوں کا پیدا کرنے والا اور ہر ایک فیض کا مبدء اور منبع نہیں سمجھتے بلکہ ہر ایک جیو کو اپنے قوے کا آپ حافظ اور ہر ایک روح کو اپنی طاقتوں کا آپ ہی نگہبان خیال کرتے ہیں۔ حتےٰ کہ ہر ایک کیڑے مکوڑے کی جان کو بھی ایسی قدیم اور ازلی اور واجب الذات سمجھتے ہیں کہ جس کی کسی قوت کو خدا کے ہاتھ کی حاجت نہیں اور اس کامل اور نور الانوار کے سہارے سے غافل ہیں جس کے وجود کے سوا کوئی ہستی حقیقی نہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ وہی تو ہے جو ہر ایک فیض کا مبدء اور ہر ایک زندگی کا سرچشمہ اور

ہر ایک قوت کا ستون اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے اور انہیں معنوں کے رُو سے تو اس کو خدا ماننا
پڑتا ہے سو اُسی کا یہ فضل و احسان ہے کہ دُنیا کو تاریکی اور غفلت اور جہالت میں پاکر ایک نُور
بھیجا اور وُہ جس کا نام **محمد صلے اللہ علیہ وسلم** ہے دُنیا میں آیا اور خدا کا مقدس کلام
قرآن شریف اُس پر نازل ہؤا اور ہم کو علمی اور عملی پاکیزگی کے لئے بھی راہیں دکھلائیں
پس اُس عالیشان نبی اور اُس کے آل و اصحاب پر ہماری طرف سے بے شمار درود اور سلام
ہو جس نے کروڑہا لوگوں کو تاریکی سے نکالا اور پلید عقیدوں اور قابل شرم عملوں اور
نفرتی رسموں سے رہائی بخشی۔ اللھم صل علیہ وآلہ وبارک وسلم + آمین

امّا بعد اس مختصر رسالہ کے لکھنے کا یہ موجب ہے کہ ایک مُدت ہوئی کہ مجھے بعض لوگوں
کی زبانی معلوم ہؤا کہ پنڈت دیانند صاحب اِس بات پر بہت ہی زور دے رہے ہیں کہ آریہ
لوگ ضرور رسم **نیوگ** کو اپنی بیویوں اور بہو بیٹیوں میں **وید** کی شرائط کے موافق جاری
کریں۔ میں نے ان خبروں کو سُنکر باور نہ کیا اور خیال کیا کہ یہ دشمنوں کا افترا ہو گا۔ بھلا یہ کیونکر
ممکن ہے کہ شریف لوگ اپنی پاک دامن عورتوں کو صرف اولاد کی خواہش سے غیر مردوں سے
ہمبستر کرا دیں مگر میں چپکے چپکے بعض آریوں سے پوچھتا رہا کہ یہ کیا بات ہے وُہ صاف انکار کرتے
رہے کہ یہ بیانات غلط ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں مگر مَیں دیکھتا تھا کہ بعض کے چہروں پر انکار کے وقت
کچھ شرم اور انفعال کے آثار ظاہر ہوتے تھے گویا اُن کو ایک بھاری ندامت کا سامنا درپیش ہے
لیکن میرے لئے کافی نہ تھا کہ صرف اسی قدر قرائن سے کوئی رائے ظاہر کر سکوں اتنے میں
۱۸۸۶ء یا ۱۸۸۷ء میں ایک برہمو صاحب کا ایک رسالہ جو نیوگ کے بارے میں ستیارتھ
پرکاش کے حوالہ سے انہوں نے لکھا تھا مجھ کو ملا۔ اس رسالہ میں صاف طور پر تحریر تھا۔ کہ
ایک عورت زندہ خاوند والی اولاد کے لالچ سے نیوگ کر سکتی ہے یعنی کسی دوسرے سے مجامعت

نوٹ۔ ہمارا منشا اس رسالہ کے لکھنے سے صرف دو باتیں ہیں (۱) یہ کہ ایسی کتاب یعنی وید جس میں ایسی
گندی باتیں لکھی ہیں کیونکر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے (۲) یہ کہ تا اس ملک کے لوگ متنبہ ہو کر ایسی
فحش اور فسق و فجور کی رسموں سے پرہیز کریں اور نیز گورنمنٹ بھی جس نے ملک کی جسمانی خیر خواہی کے خیال سے پہلے
اس سے ستی اور جل پرداہ کی رسم کو بند کر دیا ہے وہ اب تہذیب پھیلانے کی نیت سے اس ناپاک رسم کو
بھی بند کر دے۔ منہ۔

کرا سکتی ہے جب تک کہ اُس غیر آدمی کا حمل ٹھہر جائے۔ مَیں نے اس رسالہ کو بھی خوب غور سے پڑھا مگر سچ تو یہ ہے کہ مجھے اس رسالہ پر بھی اعتبار نہ آیا۔ اور مَیں نے یہ خیال کیا کہ غالباً یہ رسالہ پنڈت اگنی ہوتری صاحب کے ہاتھ سے نکلا ہے۔ اور میں سُنتا ہوں کہ آریہ صاحبوں اور اُن کے باہم سخت عداوت ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ پنڈت صاحب نے عداوت کے جوش سے اپنی طرف سے کوئی حاشیہ چڑھا دیا ہو۔ لیکن جب میں ستیارتھ پرکاش کے حوالے اس میں دیکھتا تھا تو میرا پھر خیال اس طرف جھک جاتا تھا کہ کیونکر ممکن ہے کہ کوئی ثقہ آدمی جھوٹے حوالوں سے ناحق اپنے تئیں الزام کے نیچے لادے مگر بہرحال اس وقت بھی میں قابل تسلّی کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ پھر مجھے کلکتہ کے بعض نامی پنڈت صاحبوں کی رائے کی کیفیت بذریعہ ایک اخبار کے معلوم ہوئی۔ جو بڑے جوش سے نیوگ کے مسئلہ کے حامی تھے۔ مگر پھر بھی مَیں نے دل میں کہا کہ کلکتہ ہم سے بہت دُور ہے ممکن ہے کہ کسی اخبار والے نے اس میں جھوٹ ملا دیا ہو بالآخر یہ دل میں آیا کہ پنڈت دیانند کی کتابوں کو آپ ہی سُنیں اور ساتھ یہ بھی قرین انصاف سمجھا گیا کہ اگر دیانند صاحب نے نیوگ کے بارے میں صرف اپنی ہی رائے لکھی ہو اور وید کا کوئی حوالہ نہ دیا ہو تو آریہ مذہب پر حقیقی طور سے کوئی الزام نہیں آسکتا۔ وید پر تو تب ہی الزام آئیگا کہ جب وہ ناپاک تعلیم اُس کتاب میں پائی بھی جاوے جو الہامی مانی جاتی ہے غرض میں نے یہ طریق فیصلہ قرار دے کر دیانند صاحب کی کتابیں بہم پہنچائیں اور چونکہ سُنا گیا تھا کہ پہلے چھاپہ کی ستیارتھ پرکاش کو آریہ صاحب قبول نہیں کرتے۔ اسلئے اس تمام فیصلہ کا دوسرے چھاپہ کی ستیارتھ پرکاش پر دارومدار رکھا گیا چنانچہ وہ کتاب مجلس میں منگوائی گئی اور ایک صاحب ہماری جماعت میں سے صفحہ نمبر ۱۱۳ سے عبارت کو پڑھنے لگے اور پڑھتے پڑھتے اس مقام تک پہنچے۔

دیانند صاحب کی عبارت معہ ترجمہ

"(اُتر) نہیں نہیں کیونکہ جو استری پرش برہم چرج میں استھت رہنا چاہے تو کوئی بھی اُپدرو نہ ہوگا اور جو کل کی پرمپرا رکھنے کے لیے کسی اپنے سوجاتی کا لڑکا گود میں لے لینگے اُس سے کُل چلیگا اور وبھی چار بھی نہ ہوگا اور جو برہم چرج نہ کر سکیں تو نیوگ کر کے سنتان اُتپت کر لیں"

یعنی بے اولادی کی حالت میں دوسرا نکاح کرنا ہرگز درست نہیں اور نہ حاجت ہے۔ کیونکہ دو تدبیریں ایسی ہیں جن سے نکاح کی کچھ بھی ضرورت باقی نہیں رہتی ایک تو یہ کہ جس مرد کی بیوی نہ ہے یا جس بیوی کا خاوند نہ رہے وہ رہبانیت اختیار کرلیں یعنے تارک اور تارکہ ہوکر زندگی بسر کریں۔ اور قوم کی ترقی رکھنے کے واسطے کوئی لڑکا اپنی ذات کا متبنیٰ کرلیں۔ اس لڑکے سے خاندان باقی رہے گا۔ اور زنا بھی نہ ہوگا (یعنی نیوگ کی حاجت نہیں پڑے گی) لیکن اگر رہبانیت* اختیار نہ کرسکیں اور جوش شہوت فرو نہ ہو۔ تب نکاح تو کسی طرح کرنا ہی نہیں چاہیئے ہاں نیوگ سے شہوت فرو کریں اور اولاد حاصل کریں٭ *

یہ ہدایت بیوہ اور رنڈوے مرد کے لیئے ہے کہ جب عورت مرگئی یا مرد ہی مرگیا تو گویا عیالداری کی صف خدا نے آپ ہی لپیٹ دی۔ اب مجرّد رہو اور خوش رہو۔ ایک مدّت نکاح کرکے بھی دیکھ لیا اور حظ اوٹھا لیا اب سبکدوش ہوکر زندگی بسر کرو اور اگر شہوت زور کرے اور رہا نہ جاوے تو نکاح کا تو نام مت لو کہ وید کے رُو سے حرام ہے۔ ہاں چپکے سے ایک مرد کسی دوسری عورت سے یا ایک عورت کسی دوسرے مرد سے یارانہ جوڑ لیوے۔ اور اگر اس سے کامیابی نہ ہو تو دوسرا تیسرا خواہ دس تک نوبت پونہچے کچھ مضایقہ نہیں کہ آمین وید کی آگیا ہے یہی تو وہ کارروائی ہے جس کا وید مقدّس میں نام نیوگ ہے۔ اس کے آگے نکاح اور تعدد ازدواج کیا چیز ہے۔ یہ بہت عمدہ طریق ہے کہ بیوی خاوند کے مرنے کے بعد یا خاوند بیوی کے مرنے کے پیچھے بظاہر جوگی یا جوگن ہی بنی رہی۔ اور شہوت رانی کا کام ایسا عمدہ چلتا گیا کہ نکاح والوں کو بھی پیچھے

---

*حاشیہ۔ پنڈت صاحب کا یہ مقولہ کہ اور وہی چار بھی گیئے تارک رہنے اور لڑکا گود لینے سے مفت میں لڑکا ہاتھ آجائیگا۔ اور زنا تک نوبت نہ پونہچیگی۔ اس مقولہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پنڈت اپنے دل میں بیوہ کے نیوگ کو بھی زنا سمجھتے ہیں ورنہ اگر ان کے نزدیک نیوگ زنا نہیں تو نیوگ کرنے کی حالتمیں اس قید کی کیا ضرورت تھی معلوم ہوتا ہے کہ کانشنس کے جوش نے یہ کلمہ اُن کے موتھہ سے نکلوایا ہے جو ان کے دوسرے بیانات کے مخالف ہے۔ منہ۔

نوٹ ۱۔ اگر نیوگ سے شہوت رانی منظور نہیں تھی تو کیوں متبنیٰ بنانے پر کفایت نہیں کیگئی۔ منہ

نوٹ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ نیوگ صرف شہوت رانی کی غرض سے ہوسکتا ہے مگر اتنی شہوت رانی کریں کہ اُسکے ضمن مین اولاد بھی ہوجاے۔ منہ۔

नियोग करके सन्तानोत्पत्ति करें ॥

ڈالدیا کیونکہ ایسی عورت جو نکاح کی پابند ہو وہ صرف ایک خاوند کی قید میں رہے گی مگر نیوگ میں تو یہ لُطف ہے کہ ہر ایک نئی رات میں نیا آشنا اس کو ملسکتا ہے اور پھر اولاد کی بھی کمی نہیں اور ساتھ اس کے بے قیدی اور آزادی بھی۔

جب میری مجلس میں یہ مقام ستیارتھ پرکاش کا پڑھا گیا تو بعض دوست بے اختیار بول اُٹھو کر دیکھو یہ صاف زنا ہے کیونکہ جس حالت میں نکاح نہیں اور بچہ گود لینا اسی لیئے موقوف رکھا گیا کہ شہوت رانی مقصود بالذات ہے اور وہ شہوت نکاح کے ذریعہ سے پُوری نہیں کیگئی تو پھر اگر یہ زنا نہیں تو اور کیا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ اس طریق نیوگ میں اس ہدایت کی رُو سے بیوہ یہ بھی اختیار رکھتی ہے کہ اگر بیوہ صبح کو کسی غیر مرد سے ہمبستر ہو کر اس کی منی پتلی اور نا قابل اولاد پاوے تو دوپہر کو کسی اور بیرج داتا کے ساتھ سووے اور اگر دوپہر والا بھی اس نقص سے خالی نہ ہو اور ایسی تسلّی نہ کر سکا ہو جس سے اولاد کی امید ہو سکتی ہے تو شام کو کسی اور سے ہمبستر ہو جاوے۔ اور اگر شام والا بھی ناتمام نکلے تو رات کو اسی آزمایش کے لیئے کسی اور جوان کے آگے پڑے۔ پس جو عورت ایک ہی دن میں چار غیر آدمی سے سوائے طریق جائز نکاح ہمبستر ہو اگر وہ زانیہ نہیں تو پھر دنیا میں زنا کوئی چیز نہیں دیکھو اور خوب غور کرو کہ جس حالت میں مرد اور عورت دونوں کو اقرار ہے کہ ان میں نکاح کا بالکل تعلق نہیں تو پھر ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایسی مقاربت کا کیا نام رکھنا چاہیئے اور اس میں اور بیسوا کے پیشہ میں کیا فرق ہے۔ عدم نکاح کی صورت کو خوب یاد رکھو *

لیکن میَں نے اس مقام پر بھی اپنے دوستوں سے اتّفاق رائے نہ کیا اور دل میں یہ خیال گذرا کہ اگرچہ واقعی اس طور میں زنا کی صُورت تو ثابت ہے لیکن ممکن ہے کہ پنڈت دیانند کو اس مسئلہ کے بیان کرنے میں کچھ غلطی ہو گئی ہو۔ اور شاید دراصل وید میں یہ لکھا ہو کہ بیوہ اپنی حسب مرضی کسی سے نکاح کرلے مگر میرے دوستوں نے جب کھول کھول کر اس مقام کی عبارتیں پڑھیں اور خوب غور کی گئی تو یہ تو یقین ہو گیا کہ دوسرا نکاح تو ہندو مذہب میں قطعاً حرام ہے اور پھر جب نکاح نہیں تو یہ نیوگ دوسرے لفظوں میں حرامکاری کا نام ہے مگر تاہم میری طبیعت نے نہ چاہا کہ صرف بیوہ کے نیوگ پر اپنے اعتراض کی بنا کروں اسلیئے میَں نے کہا کہ آگے پڑھو

द्विजों में पुन विवाह वाला नेक विवाह कभी ना दा ना ही हिये

یہانتک کے وہ مقام آگیا جس میں آریہ صاحبوں کا دید ایک زندہ خصم والی عورت کو بھی ہدایت کرتا ہے کہ وہ اولاد نہ ہونے کی حالت میں کسی غیر سے ہمبستر ہو اس مقام کو پڑھ کر ہر ایک غیرتمند نے پانچوں انگلیاں مونھ میں ڈالیں اور سب توبہ توبہ کر اُٹھے کہ دنیا میں ایسی تعلیمیں بھی ہیں کہ بجائے تہذیب اور پاکیزگی سکھلانے کے اپنے پیرووں کو پہلی حالت سے بھی نیچے گراتی اور اُن کی نیک چلنی کا ستیاناس کرتی ہیں میرے دل پر اس وقت بہت ہی صدمہ گذرا اور قریب تھا کہ میں آہ مار کر روتا اس خیال سے کہ جن لوگوں کی کتاب کی ایسی تعلیم ہے وہ بھی اسلام کی پاک تعلیم پر اعتراض کرتے۔ اور اس زناکاری کی حالت پر راضی ہو کر تعدد ازدواج کے اُس مسئلہ پر شور مچاتے ہیں جو نکاح کی پابندی سے دراصل انہیں ضرورتوں کی بنا پر ہے جن ضرورتوں نے ان قوموں کی حرامکاری تک نوبت پہنچائی پاک طریق پر اعتراض اور ٹھٹھا اور ناپاکی اور دیوثی پر راضی ہونا اور جھوٹے طور پر دوسرے کے نطفہ کو اپنا نطفہ قرار دینا کہ یہ میری ہی اولاد ہے کس قدر سچائی اور حیا اور شرم اور غیرت کا خون کرنا ہے۔ مگر میں اس افسوس کو اندر ہی اندر کھا گیا اور چاہا کہ قادیاں کے آریوں کو بوجہ حق ہمسائگی کچھ نصیحت کروں اسلئے میں نے ایک مجلس مقرر کر کے ان میں سے چار آدمیوں کو بولایا اور ان کے سامنے ستیارتھ پرکاش کا مقام خاص پیش کر کے نیوگ کی حقیقت پوچھی گئی۔ سو پہلے تو بعض نے کتاب پر ہی اعتراض کیا کہ یہ پہلے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش ہے جو غلط ہے۔ اور جب بتلایا گیا اور دکھلایا گیا کہ صاحب یہ وہی دوسرا چھاپہ ہے تو پھر انہوں نے اپنے دلوں میں گمان کیا کہ مُسلمانوں میں سے اس کو کون پڑھ سکتا ہے کیونکہ ناگری ہے۔ اس لئے بعض نے چالاکی سے جواب دیا کہ صرف نیوگ بیوہ کے بارے میں ہے۔ اور اس کی بھی اصل صورت کو بدل ڈالا تا وہ کارروائی زنا کی ہمشکل ثابت ہو مگر افسوس کہ جب وہ گندی عبارتیں خاوند والی عورتوں کے متعلق ان کو پڑھ کر سُنائی گئیں تو کچھ بھی شرم اُن میں پیدا نہ ہوئی بلکہ بعض نے کہا کہ ہم نیوگ کی اس قسم پر بھی راضی ہیں سو ہم ان کی ان بے حیائی کی باتوں کو سُنکر چپ ہی رہ گئے۔ اور آخر ایک عام ہمدردی نے جوش مارا لہذا ہمیں اُس للّٰہی جوش نے اِس بات پر آمادہ کیا کہ اس بارے میں ایک اشتہار شائع کریں تا شاید کسی طالب حق کو فایدہ پہنچے۔ چنانچہ ہم

نے ۳۱۔ جولائی ۱۸۹۵ء کو ایک اشتہار* نیوگ کے متعلق محض ہمدردی بنی نوع کی غرض سے شائع کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ہماری نیت اس اشتہار کے جاری کرنے سے بجز اس کے اور کچھ نہ تھی کہ کسی طرح ہمارے ہمسایہ آریہ لوگ اس بے حیائی کے کام سے رک جائیں اور اپنی بیویوں کو اس ڈشٹ کرم سے ناپاک نہ کریں بلکہ غیرت اور خدا ترسی کو کام میں لا کر ایسی تعلیم سے دست بردار ہو جائیں جو شرم اور غیرت اور عزت کو برباد کرتی ہو کیونکہ ایک غیرتمند انسان کے لیئے اس سے زیادہ کیا رسوائی ہے کہ اُس کی بیاہتا بیوی اور خاندان کی رانی اُس کے جیتے جی اُسی کی عورت کہلا کر اور اُسی کے نکاح میں ہو کر کسی دوسرے سے ہمبستر ہو ایسے آدمی کا تو ڈوب کر مرنا ہی بہتر ہے کہ اُس کی آنکھوں کے سامنے اُس کے دیکھتے دیکھتے غیر آدمی اُس کی عورت سے مُونھ کالا کرے اور وُہ چپ رہے ان وجوہات سے ہمیں امید تھی۔ کہ جیسا کہ ہم نے کمال ہمدردی اور خیر خواہی کے رو سے اشتہار کو لکھا تھا۔ ایسا ہی آریہ صاحبان بھی ہمارے اشتہار کو غور اور انصاف سے دیکھیں گے اور کوشش کریںگے کہ اس بلا سے نجات پاویں اور اگر ان کو کوئی بات سمجھ نہ آئے گی تو ہم سے دریافت کرینگے یا اگر اُن کے زعم میں ہم نے خلاف واقعہ لکھا ہے تو پنڈت دیانند کے بھومکا اور وید کے حوالہ

---

*

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا

آریہ صاحبوں کے ملاحظہ کیلئے ایک ضروری اشتہار

چونکہ اس وقت کتاب منن الرحمان† میری طرف سے مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ رہی ہے اور اس کتاب میں ایک تقریب پر آریہ صاحبوں اور عام ہندوؤں کے مسئلہ نیوگ کا بھی ذکر کرنا پڑیگا

† حاشیہ — یہ کتاب دنیا کی زبانوں کی تنقیح اور تحقیق کے لیئے میں نے تالیف کی ہے اس کتاب کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ صرف عربی زبان ہی ایسی زبان ہے کہ جو خدائے قادر مطلق کی وحی اور الہام سے ابتدا زمانہ میں انسان کو ملی اور وہی اُم الالسنہ یعنے تمام زبانوں کی ماں ہے ورنہ صرف اسی

جسمیں پانچ ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

سے وُہ غلطی ہماری ہمیں دکھائیں گے اور ہمیں ملزم کرینگے اور اپنی صحیح تحقیقات معہ وید کے
منتر اور پنڈت دیانند کے بھاش کے لکھ کر شائع کر دینگے۔ مگر افسوس کہ یہ امید خلاف واقعہ نکلی
اور انھوں نے کیا تو یہ کیا کہ صرف ایک گول مول اور گم **اشتہار** جس پر کوئی تاریخ

بقیہ حاشیہ

اس لیئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس اشتہار کے ذریعہ سے بعض واقفکار آریہ صاحبوں سے
بحث کروں اور پھر اس مسئلہ کو اپنی کتاب میں لکھوں یا اگر وُہ مجھے اس کی معقولیت سمجھا دیں۔ تو
لکھنے سے دست کش رہوں کیونکہ میری نظر میں نیوگ کا عقیدہ ایک ایسا قابل شرم عقیدہ ہے
کہ اس کے بیان میں گو کیسا ہی تہذیب سے کام لیا جائے۔ پھر بھی بوجہ خبث نفس مضمون کے ناگفتنی باتیں
لکھنی پڑتی ہیں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی صاحب پیچھے سے کوئی بات زبان پر لاویں بلکہ یہ چاہتا ہوں
کہ اگر کسی کا کچھ عذر ہو تو اب پیش کر لے۔ میں بخوشی اس کے عذر کو سُنونگا اور اگر قبول کے قابل ہو تو
قبول کروں گا کیونکہ اسجگہ نفسانیت منظور نہیں صرف اظہار حق منظور ہے۔ اب ضروری استفسار
ذیل میں لکھتا ہوں:۔

استفسار

اے آریہ صاحبان آپ لوگ اس سے بے خبر نہیں کہ پنڈت دیانند صاحب نے وید کی شرتیوں کے حوالہ سے
نیوگ[له] کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے ایک یہ بھی قسم لکھی ہے کہ اگر مرد اس مردی کی قوت سے ناقابل
ہو جس سے اولاد پیدا ہو سکے تو وہ اپنی بیوی کو اجازت دیوے تا کسی دوسرے سے اولاد حاصل کرے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

میں سے نکلی ہیں بلکہ میں نے اس کتاب میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہی ایک زبان ہے جو پاک اور
کامل اور علوم عالیہ کا ذخیرہ اپنے مفردات میں رکھتی ہے اور دوسری زبانیں ایک کثافت اور تاریکی
کے گڑھے میں پڑی ہوئی ہیں اسلیئے وہ اس قابل ہرگز نہین ہو سکتین کہ خدا تعالیٰ کا کامل اور محیط
کلام انمین نازل ہو۔ کیونکہ ان زبانون کی کم مائگی اور کجی اور ناقص بیانی معارف الٰہیہ کی فوق الطاقت
بوجھ کو اُٹھا نہیں سکتی۔ غرض اس کتاب میں بڑی صفائی سے اور بڑے روشن اور بدیہی دلائل سے
فیصلہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا پاک اور کامل اور روشن اور پُراسرار اور پُرحکمت کلام جو دائمی
ہدایت لیکر دنیا میں آیا ہو وہ صرف اُسی زبان میں آسکتا ہے جو اُن معارف اور حقایق کو بیان کرنے
کے لیئے اپنے اندر کامل وسعت رکھتی ہو سو اس فیصلہ کے مطابق صرف قرآن شریف ہی اللہ تعالیٰ

له شاید آریہ کہینگے کہ یہ زنا نہیں مگر جس حالت میں خاوند موجود ہے اور بیٹا بھی اسی کا بیٹا کہلائے گا
اور عورت بھی اسی کی عورت رہے گی اور طلاق دی نہیں گئی تو پھر یہ زنا نہیں تو اور کیا ہے اور منو
لکھتا ہے کہ نیوگ کے دنوں میں بھی خاوند کو صحبت کرنے کا اختیار ہے۔ (دیکھو منو)

تاریخ نہیں محض یاوہ گوئی کے طور پر شائع کر دیا۔ یہ اشتہار اُن کا مطبع دھرم پرچارک جالندھر میں چھپا ہے اور ہم نے بار بار اس کو پڑھا کہ کیا اس میں ہمارے سوال کا کوئی جواب بھی لکھا ہے تو معلوم ہُوا کہ ہمارے قول کے ردّ میں ایک ذرّہ بھی تحریر نہیں کیا۔ ہاں بدزبانی بہت کی ہے

تب وہ شخص جسکو اجازت دیگئی ہے اُسی گھر میں جہاں اس عورت کا خاوند رہتا ہے اُسکی بیوی سے ہمبستر ہوگا اور نہ صرف ایک دفعہ بلکہ کئی سال تک اور جبتک کہ دس بچے پیدا ہو جائیں وہ اس سے ہمبستری کر سکتا ہے مگر ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ عورت اپنے خاوند کی خدمت اور سیوا میں بھی لگی رہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اُسی گھر میں اُس دیُوث خاوند کا رہنا بھی ضروری ہے جسکی عورت سے دن رات ایک اجنبی اسکی آنکھوں کے سامنے بدکاری کر رہا ہے اور ایسے زانی کا نام جو پرائی عورت سے بدکاری کرے وید کی رو سے **بیرج داتا** ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ بیرج داتا اسی عورت سے اپنے لئے بھی اولاد لے سکتا ہے اور یہ بھی درج ہے کہ اگر کسی عورت کے لڑکیاں ہی پیدا ہوں تو اس کا بھی فرض ہے کہ اپنے پتی کی اجازت سے نیوگ کراوے اور کسی بیرج داتا کو اپنے گھر میں بُلاوے اور وہ اسکی آنکھوں کے سامنے یعنی اس گھر میں اس عورت سے صحبت کرے اور ایک دراز مدت تک کرتا رہے اب آپ لوگ معاف فرماویں کہ ہم نے آپکے وید کی تعلیم کا یہ حصہ اس غرض سے نہیں لکھا کہ آپکے دلوں کو دُکھاویں بلکہ صرف اس استفسار کی غرض سے تحریر کیا ہے کہ کیا آپ لوگ ایسی شرتیوں کو بھی

کی وہ کامل کتاب ٹھہرتی ہے جو حقیقی اور کامل اور ابدی تعلیم لیکر دُنیا میں آئی اور دوسری کتابیں جو آسمانی کہلاتی ہیں اگر مان بھی لیں کہ کوئی ان میں سے خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی تو وہ ایک قانون مختص القوم یا مختص القوم کیطرح صرف چندروزہ مصلحت کے لئے آئی ہوگی۔ لہذا جیساکہ وہ خود ناقص تھیں ایسی ناقص بولی میں اُتریں مگر کامل کتاب کے لئے کامل بولی میں اُترنا ضروری تھا کیونکہ کامل اور ناقص کا پیوند درست بیٹھ نہیں سکتا۔ لہذا قرآن شریف عربی زبان میں اُترا جو اپنے ہریک پہلو کے رُو سے کامل ہے۔ غرض منن الرحمٰن کو ہم نے اس مدعا سے تالیف کیا ہے کہ تا کامل بولی کے ذریعہ **کامل کتاب** کا ثبوت دیں اسی وجہ سے ہم نے اس کتاب کے ساتھ پانچہزار روپیہ کا اشتہار بھی دیا ہے جو شخص چاہے ہم سے پہلے روپیہ جمع کرا لے۔ اگر وہ ثابت کر دیوے کہ وہ دلائل جو اس طرف سے عربی زبان کے ام الالسنہ اور وحی اللہ ہونیکے بارے میں پیش کئے گئے ہیں۔ ایسے دلائل یا

اور ہمارا نام قدیمی متعصب اور خبیث الباطن رکھا ہے اس کا ہمیں رنج نہیں کیونکہ جب چور
محاصرہ میں آتا ہے تو حتی الوسع ناجائز حملہ کرتا ہے۔ اسی طرح جب ان کی کچھ بھی پیش نہ گئی
تو چند گالیاں ہی دیدیں تا قوم کو خوش کر دیں لیکن یہ شریفوں کا کام نہیں کہ جھوٹے تو

ایشر بانی سمجھتے ہیں اور کیا آپ لوگوں میں سے کسی کی انسانی حمیت اور غیرت اس بات کو قبول
کرتی ہے کہ اسکے جیتے جی نیوگ کے بہانہ سے اس کا چھوٹا بھائی یا برادری میں سے کوئی
مشٹنڈہ اسکی پیاری بیوی پر صحبت کی غرض سے حملہ کرے بلکہ باجازت وید کام بھی کر ڈالے
یا کوئی برہمن اسکی عورت کے ساتھ ایسی حرکت کا مرتکب ہو اور وہ باوجود قوت اور شہوت اور طاقت
اور روبرو موجود ہونیکے الگ ہو بیٹھے اور کچھ چوں نہ کرے بلکہ پاس کی کوٹھڑی میں خاموش بیٹھا
رہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ ایک اجنبی اسکی سہروں کی منکوحہ اور برات کی بیاہتہ جو نام و ننگ
کے خاندان سے آئی تھی ہم خواب اور بغلگیر ہے اور صرف بوس وکنار پر بس نہیں کیا بلکہ حرکت
زنا سے اس کمبخت خاوند کی ساری پت اور عزت کو خاک میں ملا دیا اور پھر بھی ذرا غیرت اسکی جوش نہ مارے
اے آریہ صاحبان میں اسوقت تمہارے ہی پرمیشر کی تمہیں قسم دیتا ہوں اور تمہاری ہی کانشنس کی شہادت
تم سے چاہتا ہوں کہ کیا تمہاری مردانہ غیرت اور شریفانہ حمیت اس بات پر برداشت کر سکتی ہے کہ

ان سے بہتر کسی اور زبان کے بارے میں پیش ہو سکتے ہیں تو وہ پانچ ہزار روپیہ جو جمع کرایا جائیگا
اس کا ہوگا یہ اشتہار صرف کہنے کی بات نہیں بلکہ ہماری طرف سے یہ ایمانی اقرار ہے کہ ہر ایک
ایسا شخص جو مقابلہ کرنیکے لئے علمی لیاقت رکھتا ہو یعنی اگر وہ انگریزی کا حامی ہے تو انگریزی
دان ہو اور اگر سنسکرت کا حامی ہے تو سنسکرت دان ہو اسکی درخواست آنے کے وقت نقد
پانچہزار روپیہ ایسی جگہ جمع کرا دیا جائے گا جو اسکی مرضی کے مطابق اور قرین انصاف ہو غرض
یہ اس کا حق ہوگا کہ ہر طرح سے پوری تسلی کر لے ہاں اسپر یہ لازم ہوگا کہ ہمارا تحریری اقرار نامہ
لے کر اپنی طرف سے بھی یہ اقرار نامہ لکھ دے کہ اگر وہ ایک مدت مقررہ تک جس کا تصفیہ بعد میں ہو جائیگا
مقابلہ پر کچھ نہ لکھے یا ایسا لکھے جو منصفوں کی نظر میں ہیچ ہو تو اس مدت تک وہ تجارت کے کام
کا روپیہ جو اسکے انتظار پر بند رہے گا اس کا مناسب ہرجانہ اسکو دینا ہوگا۔ اور یہ روپیہ منصفوں
کی ڈگری دینے سے اس شخص کو مل جائے گا جو اپنی زبان کو فضائل خاصہ غالبہ کی رو سے ام الالسنہ

آپ ہوں اور سچے کو گالیاں دیں یہ ہرگز نیک ذاتوں کا کام نہیں اور پھر تعجب کہ ہمیں غلط
بیانی کا الزام تو لگایا مگر اپنے اشتہار میں کچھ بیان نہ کیا کہ وہ غلط بیانی کیا ہے اور کس شرتی
کو ہم نے خلاف واقعہ لکھا اور کس عبارت کو ہم نے محرف کیا اور کیا بڑھا دیا اور کیا گھٹا دیا

یہ بے شرمی کا کام تمہارے گھر میں اور تمہاری نظر کے سامنے ہو اور تم چپکے اسکو دیکھتے رہو
اور ایسی تعلیموں سے بیزار نہو جنہوں نے یہ دن تمہیں دکھلائے اور لعنت کا طوق تمہارے
گلے میں ڈالا۔ میں اسبات کو خوب جانتا ہوں کہ کس قدر ایک شریف انسان کو قدرتی اور
طبعی طور پر اپنی عورت کیلئے حمیت اور غیرت ہوتی ہے یہانتک کہ اسقدر بھی روا نہیں رکھتا
کہ اس کے گھر سے اسکی بیوی کی اونچی آواز اٹھے اور اجنبی لوگ اسکو سنیں یہی وجہ ہے کہ کبھی ایک
غیرت مند انسان تھوڑے زنکے ساتھ اپنی عورت کو قتل بھی کر دیتا ہے اور زنا کی حالت میں تو
ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کیطرح پھینک دیتا ہے اور اپنے لئے ایک بے شرمی کی زندگی سے مرنا
قبول کر لیتا ہے پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ لوگوں کا وید یہ کیسی ہدایت لایا جو انسانی فطرت کی طبعی
شرم اور حیا اور حمیت کے برخلاف ہے کہ کیا کوئی شریف الفطرت اسبات پر راضی ہو سکتا ہے کہ اولاد
کی خواہش سے یا لڑکیوں کی کثرت کے بعد لڑکا پیدا ہونیکی تمنا سے ایک اجنبی کو اپنے گھر میں آپ
بلاوے اور اپنی عورت کو اس سے ہمبستر کراوے اور آپ الگ بیٹھا جوش شہوت کی حرکات دیکھتا
رہے کیا اب بھی آپ لوگ اس تعلیم کو خدا تعالٰی کی تعلیم کہینگے ؟ اے میرے پیارے ہموطنو اُس خدا سے
ڈرو جو ہرگز ناپاکی کے راہوں کو پسند نہیں کرتا وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اس کے بندوں میں زنا پھیلے
اور حرامی اولاد پیدا ہو۔ ایسے بیٹے کی خواہش پر بھی ہزار لعنت ہے جسکی والدہ اپنا عزیز خاوند چھوڑ کر

ثابت کرے اور اس کا اختیار ہوگا کہ باضابطہ رسید کے ذریعہ سے وہ تمام روپیہ منصفوں کے پاس ہی جمع
کرا دیوے اور ہم اسبات کو بدل قبول کرتے ہیں کہ اس فیصلہ کے لئے مسلمانوں میں سے کوئی
منصف نہو بلکہ اگر مثلاً یہ نزاع آریہ صاحبوں کیطرف سے ہو تو ہمیں منظور ہے کہ منصف دو شریف
اور فاضل آریہ اور دو معزز اور لائق عیسائی انگریز ہوں اور کثرت رائے پر فیصلہ ہو مگر اس
شرط سے کہ وہ کثرت رائے حلف کیساتھ مؤکد ہو اور اگر یہ نزاع بعض پادری صاحبوں کیطرف سے ہو تو ایسا انھیں بھی اختیار
ہے کہ اپنے منصف دو عیسائی اور دو اور شخص جو رائے ظاہر کرنیکے قابل ہوں مقرر کرلیں۔ ہمیں یہ تقرری
بہرحال منظور ہوگی کچھ بھی عذر نہیں ہوگا۔ منہ

دیا۔ بلکہ بالآخر اسی اشتہار میں اقرار کر دیا کہ نیوگ سچ ہے* اور ہمارے نیوگ ہو جاتا ہے اب اگرچہ یہ اقرار کافی تھا اور کچھ ضرورت نہ تھی کہ ہم اس رسالہ کو لکھتے مگر چونکہ وہ اشتہار چوروں اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح لکھا گیا ہے اور صاحب اشتہار

دوسرے کے آگے پڑتی ہے اور تف اس اولاد پر جو حرامکاری کے ذریعہ سے حاصل کی جاتی ہے۔ عزیزو ذرا سوچو کہاں ہے تمہاری شرافت کہاں ہے تمہاری انسانی حمیت کہاں ہے تمہارا کانشنس۔ غیر کا نطفہ تمہارا بیٹا ہرگز نہیں ہوگا اور ناحق بے حیائی سے اپنی عورتوں کی پاکدامنی کو گندگی میں ڈال دو گے۔ دنیا میں کنجر سے زیادہ بے شرم اور فاسق قوم ہے مگر وہ بھی اپنی بہو سے حرامکاری نہیں کراتے مگر تم پر افسوس کہ جائز رکھتے ہو کہ تمہاری

*نوٹ۔ مُردوں سے نیوگ۔ ناظرین آپ لوگ اس سے واقف ہو گئے کہ ہندو عورتیں شہوات فرو کرنے کے لئے زندہ آشناؤں سے نیوگ کراتی ہیں مگر ڈاکٹر برنیر نے اپنا چشمدید ماجرہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ مُردوں سے نیوگ کرنیکی رسم بھی جدید نہیں بلکہ قدیم سے اور پرانی چلی آتی ہے۔ آپ لوگ تعجب کرینگے کہ مُردوں سے نیوگ کیونکر ہو سکتا ہے مگر اصل بھید کے کھلنے سے کچھ بھی تعجب باقی نہیں رہے گا۔ اب اصل عبارت ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

برہمنوں کا دغا اور فریب یہاں تک ہے کہ تاوقتیکہ میں نے قطعی دلیلوں سے بخوبی تحقیق نہ کر لیا۔ مجھ کو اس بات پر یقین نہ آتا تھا کہ یہ لوگ ایک خوبصورت لڑکی کو جگن ناتھ کی مباشرت کے لئے اپنے کسی خاص دن میں انتخاب کرتے ہیں اور وہ لڑکی بڑی دھوم دھام سے مورت کے ساتھ مندر کو جاتی اور تمام رات وہاں رہتی ہے اور یہ برہمن اسکو یہ دم دیتے ہیں کہ خود جگن ناتھ جی رات کو تیرے ساتھ آکر رہیں گے اور تو دیوتا سے پوچھیو کہ اب کی دفعہ کیسا سماں ہوگا اور آپ کی اس کرپا کے عوض جو آپ مجھ پر کرتے ہیں کس قسم کی پوجا اور چڑھاوا اور رتھ کی روانگی کا جلوس آپ کو پسند ہوگا اور رات کے وقت ایک شہوت پرست برہمن ایک چھوٹی سی چور کھڑکی کی راہ سے مندر میں پہنچ جاتا اور اس بیچاری کنواری لڑکی سے جو اسکو جگن ناتھ سمجھی ہوتی ہے ہمبستر ہوتا ہے اور جس بات کی برہمنوں کو ضرورت ہو اسکو یقین کرا جاتا ہے اور جب صبح کو ویسے ہی دھوم دھام سے اس لڑکی کو دوسرے مندروں میں لیجاتے ہیں تو برہمن اسے کہتے ہیں کہ جو تم نے دیوتا کی زبان سے سنا ہے وہ علانیہ لوگوں کو سنا دو

اِس عاجز کو غلط بیانی کا الزام بھی دیتے ہیں اور پھر زبان دبا کر نیوگ کا اقرار
بھی کئے جاتے ہیں۔ اِس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ دروغ گو کو اس کے گھر تک
پہنچاویں۔ کیونکہ مکاروں اور خیانت پیشوں کی سزا واجبی یہی ہے کہ ان کے خیانت کے
طریقوں کو پوشیدہ نہ رکھا جائے اور ست اور اَست کو نکھیڑا جاوے اِسی
غرض سے ہم نے اس رسالہ کو لکھا ہے تا غلط بیانی کے بے جا الزام کا فیصلہ ہو
جائے کیونکہ یہ تین بدزبانیاں جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ یہ شخص غلط بیان[1]
اور قدیمی متعصب[2] اور خبیث النفس[3] ہے یہ ایسا خباثت سے بھرا ہوا بہتان ہے
کہ کوئی صادق آدمی اِسپر صبر نہیں کر سکتا۔ اور نیز اس پر خاموش رہنے سے خلق اللہ
کو ضرر پہنچتا ہے اور پبلک کو دھوکہ لگتا ہے۔ غلط بیانی اور بہتان طرازی راستبازوں
کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے کہ جو نہ خدا سے ڈریں
اور نہ خلقت کے لعن وطعن کی پروا رکھیں اور چونکہ ناحق ان لوگوں نے گالیاں دے کر

بقیہ حاشیہ

بہو بھی تمہارے بیٹے کے سوا کسی اور کے پاس جاوے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس
زندگی سے مرنا بہتر ہے یعنے اسی تفتیش کے لئے قادیان میں ایک جلسہ قرار دے کر
آریہ صاحبوں سے اس حقیقت کو دریافت کرنا چاہا۔ چنانچہ ۳۰ جولائی ۱۸۹۵ء کو ایک
مسجد میں یہ جلسہ منعقد ہوا۔ اور چار آریہ صاحبان شامل جلسہ ہوئے اور جب اُن
سے دریافت کیا گیا تو بعض نے کہا کہ ہیں خبر نہیں ہم نے ستیارتھ پرکاش کا یہ مقام
نہیں پڑھا اور بعض نے بڑے استقلال سے بیان کیا کہ آریہ دہرم کا صرف یہ عقیدہ ہے
کہ بیوہ نیوگ کے ذریعہ سے اولاد لے سکتی ہے میں نہیں جانتا کہ انھوں نے اصل واقعہ کو
کیوں چھپایا۔ میرے خیال میں انسانی شرم نے ان کو اجازت نہیں دی اور جب میرے
بعض مخلصوں نے ان کو وہ مقام پڑھ کر سنایا تو پھر دوسرا عذر یہ پیش ہوا کہ یہ طریق
اس حالت میں ہے کہ جب خاوند ہرگز عورت کے پاس جا نہ سکے۔ پھر جب کھولکر بتلایا گیا کہ ستیارتھ
پرکاش میں یہ صاف لکھا ہے کہ ایسا نامرد ہو جو ناقابلِ اولاد ہو۔ پس اسمیں وہ نامرد بھی داخل

اور بے وجہ ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا الزام لگا کر ہمارا دل دُکھایا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اب ان باتوں کا **ایک جوڈیشل تحقیقات** کیطرح فیصلہ ہو جاوے کہ درحقیقت کون غلط بیان اور قدیمی متعصب اور خبیث النفس ہے ؎ نہ دارد کسے با تو ناگفتہ کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار۔ اس لئے ہم اس رسالے کے ساتھ **ایک سو روپیہ** کا اشتہار بھی دیتے ہیں کہ اگر یہ بات خلاف نکلی کہ پنڈت دیانند نے وید کے حوالہ سے نہ صرف بیوہ کا بغیر نکاح کے ہمبستر ہونا ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے بلکہ عمدہ عمدہ ویدکی شرتیوں کا حوالہ دیکر اس قسم کے نیوگ کو بھی ثابت کر دیا ہے کہ خاوند والی عورت اولاد کے لئے غیر سے نطفہ لیوے اور غیر اس سے اس مدت تک بخوشی ہمبستر ہوتا ہے جبتک کہ چند لڑکے پیدا نہ ہو لیں تو ہم اس بیان کے خلاف واقعہ نکلنے کی صورت میں نقد سو روپیہ اشتہار جاری کرنیوالوں کو دینگے اور اسوقت وہ گالیاں جو اشتہار میں لکھی ہیں ہمارے حق میں راست آئینگی اگر روپیہ ملنے میں شک ہو تو ان چاروں صاحبوں میں سے جو شخص چاہے باضابطہ رسید دینے کے بعد **وہ روپیہ اپنے پاس جمع کر لے** اور ہر طرح سے تسلی کر لیں اور ہمیں یہ ثبوت دیں کہ خاوند والی عورت کا نیوگ جائز نہیں اور اگر اس رسالہ کے شائع ہونے سے ایک ماہ کے عرصے میں جواب نہ دیں تو انکی ہٹ دھرمی ثابت ہو گی اور ثابت ہو گا کہ درحقیقت وہ لوگ آپ ہی خبیث النفس اور قدیمی متعصب اور غلط بیان ہیں جو کسی طرح ناپاکی کی راہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے +

اے منصفو تم خود سوچو کہ ہم اس سے زیادہ کیا کر سکتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ہمارے صدق کی اور کونسی علامت ہو گی کہ ہم اپنی سچائی کے ثابت کرنیکے لئے نقد سو روپیہ اُن کو دیتے ہیں اور انکے پاس جمع کراتے ہیں اب ثابت ہو جائیگا کہ خبیث النفس اور متعصب اور سچ سے مُنہ پھیرنے والا کون ہے یہی تحریر ہماری بجائے اشتہار کے ہے +

ہیں جو صحبت کرنے پر تو پورے قادر ہیں مگر منی قابلِ اولاد نہیں مثلاً منی میں کیڑے نہیں یا پتلی ہے یہ نہیں لکھا کہ ایسا ہو کہ ہرگز صحبت نہ کر سکتا ہو بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر مرد قابلِ اولاد ہو مگر لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں تب بھی نیوگ ہو گا تو یہ جواب سنکر وہ لوگ خاموش ہو گئے اور انہیں سے ایک پنڈت جی بولے کہ بیشک ایسی حالتوں میں بھی نیوگ کرانا کچھ مضائقہ نہیں اور ہم ایسے نیوگ پر راضی ہیں غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام ہدایت وید کی یہی ہے کہ آریہ لوگ ضرورت کے وقت اپنی بیویوں اور بہو بیٹیوں سے نیوگ کرایا کریں مگر ظاہر ہے کہ انسانی کانشنس اسکو قبول نہیں کرتا اور انسان کی فطرتی حمیت اور غیرت ہزار بیزاری سے اس کام پر لعنت بھیجتی ہے اور انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی مرغیوں کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اس بارہ میں کوئی اور آریہ صاحب بھی بحث کرنا چاہتے ہوں تو ہم اپنے خرچ سے ان کو انکی درخواست پر قادیان میں بلا سکتے ہیں اور ۱۵- اگست ۱۸۹۵ء تک مہلت ہے +

۳۱ جولائی ۱۸۹۵ء از قادیان ضلع گورداسپور۔ راقم میرزا غلام احمد

اب اول ہم وید بھومکا سے وہ مقام ناظرین کو دکھلاتے ہیں جسکی طرف ان آریوں نے پناہ لینا چاہا ہے
تا ہر یک منصف کو معلوم ہو کہ حق پوشی کی غرض سے کہاں کہاں یہ لوگ بھاگے پھرتے ہیں اور آخر وہی بات
نکلتی ہے جسکو چھپانا چاہتے ہیں ❖

وید بھاش بھومکا کی عبارت جو آریوں نے اپنے مطلب کیلئے ناتمام لکھی ہے صفحہ ۲۱۱

نیوگ کرنے میں ایسا نیم ہے کہ جس استری کا پرش - وا کسی پرش کی استری مرجائے - اتھوا ان
ترجمہ نیوگ کا قاعدہ یہ ہے کہ جس عورت کا خاوند یا جس خاوند کی عورت مرجائے یا عورت مرد کو
میں کسی پرکار کا استھر روگ ہو جائے وا نپُنسک بندھیا دوش پڑجائے - وا انکی یو اوستھا ہو
کسی قسم کا مرض لاحق ہو جائے (یعنی مثلاً منی پتلی پڑجائے یا منی میں کیڑے نہ ہوں) یا بیزی حالت یا خصی پن پیدا ہو جائے اور مرد عورت جوان
تتھان سنتان اوتپتی کی اچھیا ہو تو اس اوستھا میں ان کا نیوگ ہونا اوشیہ چاہیے
ہوں اور اولاد پیدا ہونے کی خواہش ہو تو اس صورت میں ان کا نیوگ ہونا واجب ہے

اس کا نیم آگے لکھتے ہیں - صفحہ ۲۱۴ (ایام)
اس کا قاعدہ وید میں یوں لکھا ہے -
اِیشر منشو کو اگیا دیتا ہے کہ ہے اندر بنی ایشرج گیت تو اس استری کو بیرج دان دیکے
ایشر بندوں کو حکم دیتا ہے کہ اے جوان تو اس عورت کو بیج بخش کر
سپتر - اور سبھاگ یکت کر - ہے بیرج پرد (دشا سیا) پرش کی پرتی - وید کی یہ اگیا
اولاد اور بھاگ والی بنا - اے بیج ڈالنے والے جوان وید کا یہ حکم
ہے - کہ اس وداہت - وا نیوجت استری میں دس سنتان پرنیت اوتپن کر ادھک نہیں
ہے کہ اس منکوحہ اور نیوگن میں دس بچوں سے زیادہ مت کر
(پتی ہیں) تتھائی استری - تو نیوگ میں گیاراں پتی تک کر - ارتھات ایک تو ان میں
خاوند کے بارے میں ایسا ہی عورت کو حکم ہے کہ اے عورت تو نیوگ گیاراں خصم تک کر یعنے ایک تو ان میں سے
پرتھم وداہت - اور وش - پرینت نیوگ کی پتی کر ادھک نہیں - اسکی یہ یوتھا ہے کہ وداہت
بیاہ - اور دس اس کے بعد - نیوگ کی خاوند اس سے زیادہ نہیں - خلاصہ یہ ہے کہ خاوند
پتی کے مرنے - وا - روگی ہونے سے - دوسرے پرش دا - استری کے ساتھ سنتانوں کے
مرجانے یا اسکے بیمار ہونے سے عورت دوسرے مرد سے یا مرد دوسری عورت سے اولاد کی

ابھاؤ میں نیوگ کرے۔ تتھا دوسری کو بھی مرن وروگی ہونیکی انتر تیسری کے ساتھ کرلے
خواہش میں نیوگ کرے۔ ویسا ہی دوسرے مرد مرنے اور بیمار ہو جانے کے اندر تیسرے مرد کے ساتھ نیوگ کرلے
اسی پرکار دشویں تک کرنیکی آگیا ہے۔
اسی طرح دسویں تک نوبت پہنچا دے وید کا یہی حکم ہے۔
پرنتو ایک کال میں ایک ہی بیرج داتا پتی رہے دوسرا نہیں اسی پرکار پرش کیلئے بھی ودھاہت استری
مگر ایک وقت میں ایک ہی بیج داتا ہو دوسرا جائز نہیں (خاوند جب چاہے صحبت کرے یہ بیرج داتا کیلئے قاعدہ ہے) اسی طرح مرد
کے مرجانے پر بدہوا کے ساتھ نیوگ کرنیکی آگیا ہے۔ اور جب وہ بھی روگی۔ وا مرجائے تو سنتان
کے واسطے بھی بیاہتا عورت کے مرجانے پر بیوہ عورت کے ساتھ نیوگ کرنیکی اجازت ہے اور جب وہ بیوہ روگی ہو جاوے یا مرجائے
اوت پتی کے لئے دشش استری پرنیت نیوگ کرے۔
تو بچے جننے کے لئے دسویں عورت تک نیوگ کرے +

اب دیکھو یہ وہی وید بھومکا ہے جس کا قادیان کے آریوں نے حوالہ دیا تھا اور جسکی بنا پر ہماری غلط بیانی ثابت کرنی چاہی تھی سو اس میں بھی خلاصہ مطلب یہی نکلا کہ نیوگ کی صورتوں میں سے ایک یہ بھی صورت ہے کہ مرد کی منی کسی بیماری کی وجہ سے قابل اولاد نہ ہے مثلاً منی پتلی پڑجائے یا اسمیں کسی قسم کا احتراق ہو جائے یا منی میں کیڑے نہوں تو ان سب صورتوں میں مرد ناقابلِ اولاد ہو جائے گا اور واجب طور پر نیوگ کرانا پڑے گا اور اکثر الوقوع دُنیا میں یہی قسم ہے کیونکہ اور قسمیں یعنے ہیجڑہ ہونا یا خصی کئے جانا بہت نادرالوقوع ہیں کیونکہ لوگ سمجھ سوچکر ہزار احتیاط اور تفتیش سے اپنی لڑکیوں کی شادی کرتے ہیں ہیجڑوں اور خصیوں کو کوئی لڑکی نہیں دیتا اور پیچھے سے خصی کئے جانا یہ ایسا شاذونادر ہے جو معدوم کیطرح ہے آجکل کی جدید تحقیقات کی رُو سے تو وہی لوگ نامرد اور ناقابلِ اولاد سمجھے گئے ہیں کہ گو وہ کیسی ہی قوت باہ رکھتے ہیں مگر انکی منی میں کیڑے نہیں ہوتے اور بعض وقت بظاہر منی اچھی ہوتی ہے اور مرد جوان ہوتا ہے مگر منی اعتدال سے گرجاتی ہے اور یا ایسی صورت ہوتی ہے کہ مرد اپنی فطرت سے عقیمہ عورت کیطرح ہوتا ہے تناسل کے اعضا درست ہوتے ہیں قوت باہ نہایت تیز ہوتی ہے مگر لڑکا لڑکی کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا ان تمام صورتوں میں منی کے کیڑوں میں ضرور آفت ہوتی ہے یا پیدا ہی نہیں ہوتے یا ضعیف میت

इमां त्वमिन्द्र मीढ्वः सुपुत्रां सुभगां कृणु। दशास्यां पुत्राना धेहि पतिमेकादशं कृधि॥

کی طرح ہوتے ہیں۔ اس طرح کے لوگ دنیا میں نہ ہزارہا بلکہ لاکھوں موجود ہیں۔ اور بعض
بباعث کسی ردّی قسم آتشک اور احتراق منی کے ناقابل اولاد ہو جاتے ہیں۔ یہی قسمیں
دنیا میں بکثرت پائی جاتی ہیں مگر ان لوگوں کی شہوت میں کمی نہیں ہوتی بلکہ بعض صورتوں میں
تو شہوت اوروں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اطبا اور ڈاکٹروں کے نزدیک یہ لوگ
نامرد کہلاتے ہیں اور یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ ہمارے ملک میں کم سے کم فیصدی ایک مرد
ایسا ہوتا ہے کہ جس کے کیڑوں میں آفت ہونے کی وجہ سے اولاد نہیں ہوتی یا ہو کر
مر جاتی ہے تو اس صورت میں ہر ایک گاؤں اور قصبہ میں کم سے کم دو تین ہندو عورتوں
کو نیوگ کی ضرورت پیش آتی ہوگی۔ اور شہروں میں تو صدہا جوان عورتوں کا نیوگ کرانا
پڑتا ہوگا اور جو صرف شہوت فرو کرنے کے لیئے نیوگ ہے وہ اس سے الگ رہا؛

یہ ڈاکٹری اور طبی تحقیقاتوں سے ثابت ہو چکا ہے جس کا جی چاہے دریافت کر لیں۔ اور کسی ایسے
قصبہ یا شہر کا نشان نہیں دے سکیں گے۔ جس میں اس قسم کے لوگ نہ پائے جائیں۔ اور
یہ بھی یاد رہے کہ نیوگ جوان عورتوں کا ہی ہوگا کیونکہ پیرانہ سالی میں تو عورت خود ناقابل
اولاد ہو جاتی ہے۔ اور جب جوان عورت کا نیوگ ہوا۔ اور اس کا خاوند بھی جوان ہے
اور قوت باہ پورے طور پر اپنے اندر رکھتا ہے۔ بلکہ قوت کی رو سے بیرج داتا سے کچھ
زیادہ ہی ہے۔ تو اس صورت میں قطع نظر اُس بے حیائی اور دیوثی کے جو ایک شخص
اپنے ہاتھ سے اپنی جوان عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا دے۔ یہ رشک بھی اس
کے لیئے تھوڑا نہیں ہوگا کہ وہ تمام رات شہوت کے زور سے تڑپتا رہے۔ اور اس
کی آنکھوں کے سامنے اس کی جوان اور خوبصورت عورت دوسرے کے نیچے مونھ کالا
کرا دے۔ اور وہ دیکھے اور صبر کرے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ بے غیرتی اور
دیوثی کی وجہ سے ایسے بیرج داتا سے پرہیز نہیں کریگا۔ تو البتہ اپنے جوش شہوت کی
رقابت سے اس بیرج داتا کو جوتی مار کر نکال دیگا۔ اور آپ اس عورت سے ہمبستر ہوگا؛

بالآخر یاد رہے کہ جن شرتیوں کا حوالہ پنڈت دیانند نے دیا ہے اُن سے ثابت
ہوتا ہے کہ عورت حسب ضرورت دس مختلف مردوں سے نیوگ کرا سکتی ہے؛

اب ہم ناظرین کے ملاحظہ کے لئے اُن شرتیوں کو بھی پیش کرتے ہیں جو ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کے ایسے قسم کے بارے میں درج ہیں یعنی اس قسم نیوگ کے لئے جو خاوند کے زندہ اور ناقابل اولاد ہونے کی حالت میں کرایا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں :۔

منتر انیم اچھش سو بھگی پتم مت۔ رگوید منڈل ۱۰۔ اسکت ۱۰۔ امنتر ۱۰۔ अ॰ ५.१०।

ترجمہ بھاش پنڈت دیانند ॥ १० सू॰ १०. मं॰ १०

جب پتی سنتان ادت پتی میں اسمرت ہووے تب اپنی استری کو آگیا دیوے کہ ہے سو بھگی (جب خاوند اولاد جنانے کے قابل نہ رہے تب اپنی بیوی کو حکم دے۔ کہ اے بھاگوان)

سو بھاگ کے اچھی کرنے ہارے استری تو مجھ سے دوسرے پتی کی اچھیا کر۔ (کیونکہ اب مجھ سے اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے دوسرے مرد کی درخواست کر کیونکہ میرے سے سنتان اوت پتی کے اشامت کر ؛ (اولاد ہونے کی امید مت رکھ) ؛

پرنتو اس ووا ہت مہش پتی کے سیوا میں تپتر رہے ویسی ہی استری بھی جب روگ آدی (لیکن اس حقیقی خاوند کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہے۔ ایسا ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ) دوشوں سے گرہست ہو کر سنتان ادت پتی میں اسمرت ہووے۔ تب اپنے پتی کو آگیا دیوے (سیون سے اولاد جننے کے قابل نہ رہے۔ تب اپنے خاوند کو حکم دے) کہ ہے سوامی آپ سنتان اُت پتی اچھیا مجھ سے چھوڑ کے کسی دوسری ودھوا استری سے نیوگ کر (کہ اے صاحب مجھ سے آس چھوڑیں۔ اور کسی بیوہ عورت سے نیوگ کر کے سنتان اوت پتی کیجئے۔ جیسا کہ پانڈو راجا کی استری کنتی اور مادری آدی نے کیا (کر کے اولاد جنالیں۔ جیسا کہ راجہ پانڈو کی بیویوں کنتی اور مادری نے کیا تھا۔) اور جیسا بیاس جی نے چترانگد اور وچتر بیرج کے مرجانے پسچات اُن اپنے بھائیوں کی استریوں (اور جیسا کہ بیاس جی نے چترانگد اور بچتر بیرج کے مرجانے کے بعد اپنی بھاوجوں) سے نیوگ کر کے ایکا انبہ ہیں۔ اور دھرت راشٹر انبان میں

پانڈو اور داسی میں بلائی گئی تھی کی (نیوگ سے بچے جنائے تھے)۔

اتیا داتہاس بھی اسبات میں پرمان ہے۔ منو میں ہے۔ ادھیا ۹ شلوک ۸۶-۸۱۔ (اس بات میں پران بھی حجت ہے دیکھو منو ادھیا ۹ شلوک ۸۶-۸۱)۔

تشریح

دیکھو اس منتر میں جو رگوید کے دسویں منڈل کا منتر ہے۔ آریہ صاحبوں کا پرمیشر بڑی دیا اور کرپا سے ارشاد فرماتا ہے۔ کہ جب تم میں اولاد جنانے کی طاقت نہ رہے یا خود اولاد نہ ہو تو اپنی بیوی کو یہ کہدو کہ پتر لینے کے لئے کسی دوسرے سے ہمبستر ہو یہ تو وید منتر تھا۔ پھر اس کو پنڈت دیانند نے مثالوں سے خوب ہی سجایا ہے۔ اور پانڈو راجا کی استریوں کا نیوگ کرانا اور راجا کے جیتے جی اُن کا دوسروں سے ہمبستر ہونا خوب ہی ثابت کیا ہے۔ پھر کیا اب بھی خاوند والی استری کا نیوگ ثابت نہ ہوا۔

پرشن۔ جب ایک وواہ ہوگا۔ ایک پُرش کو ایک استری اور ایک استری کو ایک پرش رہے گا۔

(سوال) جب ایک شادی ہوگی۔ ایک مرد کو ایک عورت اور ایک عورت کو ایک مرد میسر آئے گا۔ تب استری گربھ وتی استھر روگنی اتھوا پرش دیرگھ روگی ہو اور دونوں کی یواوستھا ہو رہا۔ اس وقت اگر عورت حاملہ یا بیمار ہو ایسے ہی یا مرد بیمار ہو اور دونوں کی عمر جوان ہو۔ رہا نہ جائے تو پھر نہ جائے تو پھر کیا کریں۔

(کیا کریں)۔

(اتر) اس کا پرتیواتر نیوگ وشئی میں دے چکے ہیں۔ اور گربھ وتی استری سے ایک برش۔

(جواب) اسکا جواب نیوگ میں گذرا۔ اور اگر حاملہ عورت سے ایک سال تک جماع سماگم نہ کرنے کے سمے میں پرش وا استری سے نہ رہا جائے تو کسی سے نیوگ کرکے (اس کے نہ کرنے کی حالت مرد یا عورت سے رہا نہ جائے تو کسی سے نیوگ کرکے)

لئے پتر اتپن کر دے۔

(اولاد جن دے۔)

تشریح

عبارت مذکورہ بالا میں پنڈت دیانند کی تقریر کا حاصل مطلب یہ ہے۔ کہ اگر عورت کے حاملہ ہونے کی حالت میں مرد یا عورت پر ایسی شہوت غالب ہو کہ اُن سے رہا نہ جائے تو مرد اور عورت کسی سے نیوگ کر کے اس کو اولاد جن دیں۔ اس تقریر پر بظاہر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بھلا یہ بات تو ممکن ہے کہ مرد نیوگ کر کے کسی اور عورت کو بچے جنادے مگر یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ ایک حاملہ عورت کسی دوسرے سے نیوگ کر کے اس کے لئے جنادے کیونکہ اس کو تو خود پہلے حمل ہے۔ اور ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ جس حالت میں مرد اور عورت میں سے کوئی بھی بیمار نہیں تو پھر کیا ضرور ہے کہ دوسرے سے نیوگ کریں۔ کیا وجہ کہ باہم ہمبستر نہ ہوتے رہیں تو اس دوسرے سوال کا جواب تو یہ ہے۔ کہ حمل کی حالت میں وید کی رو سے خاوند کو اپنی عورت سے جماع کرنا حرام ہے لیکن اگر یہ مشکل آپڑے کہ خاوند اور عورت نہ رہ سکیں تو اس صورت میں وید آگیا یہ ہے۔ کہ دونوں نیوگ سے اپنا مُونھ کالا کریں۔ اور پہلا سوال یعنی ایک عورت حمل کی حالت میں دوسرا حمل کیونکر کرا سکتی ہے۔ اس کا جواب غالباً پنڈت صاحب یہ سمجھتے ہونگے کہ شو پُران کی رو سے جو مسئلہ نیوگ میں جُت ہے۔ حمل پر حمل بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم اس مسئلہ میں پنڈت دیانند کی تائید کر کے لکھتے ہیں کہ یہ بیان کچھ شو پران پر ہی موقوف نہیں بلکہ حال کی تحقیقات جدیدہ کی رو سے بھی یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ اور ڈاکٹروں نے اس میں مشاہدات پیش کئے ہیں۔ چنانچہ ایک ڈاکٹر صاحب یعنی مصنف رسالہ معدن الحکمت اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں لکھتے ہیں کہ ایک حمل پہلے حمل کے بعد کچھ دنوں کے فاصلہ سے ٹھہر سکتا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں سے ایک یہ ہے کہ بیک صاحب اپنا مشاہدہ لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ۱۷۱۴ء میں ایک گوری عورت کے دو لڑکے ایک کالا اور

دوسرا گویا تھوڑی دیر کے بعد فاصلہ سے پیدا ہوئے۔ اور تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس کے خاوند کے بعد ایک حبشی نے مجامعت کی تھی۔ اسی طرح ڈاکٹر میٹن صاحب نے بیان کیا کہ ایک حمل پر تین مہینے کے وقفہ سے حمل ٹھہر گیا۔ اور دو لڑکے پیدا ہوئے اور انھوں نے عمر پائی اور کوئی ان میں سے نہ مرا۔ اسجگہ بظاہر آریہ لوگ اپنے وید پر فخر کر سکتے ہیں کہ یہ بھی ایک ودّیا ہے۔ کہ وید نے یہ بات کہہ کر کہ حاملہ عورت دوسرے سے نیوگ کر کے بچہ لیوے۔ یہ جتا دیا کہ حمل پر حمل ہو سکتا ہے لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس سے کوئی بھی ودّیا ثابت نہیں ہوتی کیونکہ جبکہ وید کے زمانہ اور بعد میں بھی ہندوؤں میں یہ عام عادت رہی کہ خاوند اپنی عورتوں کو نیوگ کے لئے دوسرون کی طرف بھیجتے رہے ہیں پس جبکہ لاکھوں بلکہ کروڑہا عورتیں باوجود زندہ ہونے خاندوں کے اور باوجود اس کے کہ انہیں کے نکاح میں تھیں دوسرون سے ہمبستر ہوتی رہیں تو اس کثرت کی کارروائیوں سے ضرور تھا کہ خود بخود ایسے تجربے حاصل ہو جاتے۔ اور نہیں معلوم ہے کہ طوائف کے گروہ کو بھی بعض بدکاری کے اُمور میں ایسے تجارب حاصل ہو جاتے ہیں کہ بیچاری پردہ نشین عورتیں اُن سے بےخبر ہوتی ہیں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ طوائف بھی ودّیا کا سرچشمہ ہے۔ ہاں یہ اشارہ نہایت پاکیزگی سے قرآن شریف میں موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن ۔ الجزو نمبر ۲۸۔ یعنی حمل والی عورتوں کی طلاق کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع تک بعد طلاق کے دوسرا نکاح کرنے سے دستکش رہیں اس میں یہی حکمت ہے کہ اگر حمل میں ہی نکاح ہو جائے تو ممکن ہے کہ دوسرے کا بھی نطفہ ٹھہر جائے تو اس صورت میں نسب ضائع ہوگی اور یہ پتہ نہیں لگیگا کہ وہ دونوں لڑکے کس کس باپ کے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ پنڈت صاحب کی اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نیوگ صرف اولاد کے لئے نہیں بلکہ جوش شہوت کے فرو کرنے کے لئے بھی نیوگ ہوگا اگر ایسا نہ ہوتا تو کیونکر یہ جائز ہوتا کہ ایک مرد باوجودیکہ اس کی عورت حاملہ ہے پھر غیر عورتوں سے نیوگ کرتا پھرے اسی طرح صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ اگر ایک ہندو بوجہ کسی بیماری وغیرہ کے اپنی عورت کی پوری پوری طور پر تسلی نہ کر سکے تو وید آگیا یہ ہے کہ اپنی عورت سے نیوگ کراوے

مگر پھر بھی شرط یہ ہے کہ اس وقت تک نیوگ جاری رہے۔ جب تک کہ نیوگ میں سے ہی اولاد ہو جائے۔ اب ہم ان بھلے مانسوں کے حق میں کیا لکھیں جو ایسی شرتیوں پر ایمان لاکر پھر اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام کی شادیاں اولاد کی غرض سے نہیں بلکہ شہوت رانی کی غرض سے ہیں۔ افسوس خود تو یہ جائز رکھیں کہ اپنے جیتے جی عین نکاح کی حالت میں اپنی عورتوں کا جوش شہوت دور کرنے کے لئے ان کو دوسروں سے ہمبستر کرادیں۔ اور ایسی ناپاک دیوثی سے ذرہ بھی شرم نہ کریں۔ اور عورتیں بھی ایسی بھلی مانس ہوں کہ حمل کے دنوں میں بھی صبر نہ کرسکیں اور زندہ موجود خاوند چھوڑ کر دوسروں سے نیوگ کراتی پھریں تا اپنے شہوت کے جوش کو پورا کریں۔ اور پھر اسلام کے نکاح پر معترض ہوں +

اے صاحبان! آپنے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ اسلام میں محض شہوت رانی کی غرض سے نکاح کیا جاتا ہے۔ ہمیں قرآن نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ پرہیزگار رہنے کی غرض سے نکاح کرو۔ اور اولاد صالح طلب کرنے کے لئے دُعا کرو جیسا کہ وہ اپنی پاک کلام میں فرماتا ہے مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ۔ الجزو نمبر ۵۔ یعنی چاہیئے کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تا تم تقویٰ اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ حیوانات کی طرح محض نطفہ نکالنا ہی تمہارا مطلب ہو*۔ اور محصنین کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جو شادی نہیں کرتا وہ نہ صرف رُوحانی آفات میں گرتا ہے بلکہ جسمانی آفات میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ سو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے تین فائدے ہیں۔ ایک عفت اور پرہیزگاری۔ دوسری حفظ صحت۔ تیسری اولاد اور پھر ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ الجزو نمبر ۱۸۔ سورۃ النور۔ یعنے جو لوگ نکاح کی طاقت نہ رکھیں جو پرہیزگار رہنے کا اصل ذریعہ ہے تو ان کو چاہیئے کہ اور تدبیروں سے طلب عفت کریں چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو نکاح کرنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے پرہیزگار

* واضح ہو کہ احصان کا لفظ حصن سے مشتق ہے۔ اور حصن قلعہ کو کہتے ہیں۔ اور نکاح کرنے کا نام احصان اس واسطے رکھا گیا کہ اسکے ذریعہ سے انسان عفت کے قلعہ میں داخل ہو جاتا ہے اور بدکاری اور بدنظری سے بچ سکتا ہے اور نیز اولاد ہو کر خاندان بھی ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے اور جسم بھی بے اعتدالی سے

[illegible] ۔ منہ ۱۲

رہنے کے لئے یہ تدبیر ہے کہ وہ روزے رکھا کرے۔ اور حدیث یہ ہے۔ یا معشر الشباب من استطاع منکم الباۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر و احصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء۔ صحیح مسلم و بخاری۔ یعنے اے جوانوں کے گروہ جو کوئی تم میں سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو تو چاہیئے کہ وہ نکاح کرے۔ کیونکہ نکاح آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور شرم کے اعضاء کو زناء وغیرہ سے بچاتا ہے ورنہ روزہ رکھو کہ وہ خصی کر دیتا ہے ؂

اب ان آیات اور حدیث اور بہت سی اور آیات سے ثابت ہے کہ نکاح سے شہوت رانی غرض نہیں۔ بلکہ بدخیالات اور بد نظری اور بدکاری سے اپنے تئیں بچانا اور نیز حفظ صحت بھی غرض ہے۔ اور پھر نکاح سے ایک اور غرض بھی ہے جس کی طرف قرآن کریم میں یعنی سورۃ الفرقان میں اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ یعنے مومن وہ ہیں جو یہ دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا۔ ہمیں اپنی بیویوں کے بارے میں اور فرزندوں کے بارے میں دل کی ٹھنڈک عطا کر۔ اور ایسا کر کہ ہماری بیویاں اور ہمارے فرزند نیک بخت ہوں۔ اور ہم ان کے پیشرو ہیں ؂

پیارے ناظرین! جو کچھ ہم نے اشتہار میں **نیوگ کے بارے** میں لکھا تھا۔ اسی کی تائید میں ہمنے بھومکا اور دیانند کے **وید بھاش** کو نقل کر دیا ہے۔ اب ہم ان بدزبانوں سے پوچھتے ہیں۔ جنھوں نے ہم پر بہتان کا الزام لگایا کہ ہم نے وید اور پنڈت دیانند کی ستیارتھ پرکاش کا حوالہ دینے میں کونسی خیانت کی ہے یا کس غلط بیانی کے ہم مرتکب ہوئے۔ اور اس مسئلہ کی کس شکل اور اصلیت کو ہم نے بگاڑ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے جو سچ کہے۔ اور عمداً جھوٹ نہ بولے۔ اور ایسے شخص پر اس کی لعنت ہے جو محض قومی گھمنڈ اور بخل کی وجہ سے یا جہل کی محبت سے سچ کو چھوڑ دیتا۔ اور جھوٹ کے سرسبز کرنے کے لئے زور لگاتا ہے۔ **مذہب** کی جڑھ راستی اور راستی کی محبت ہے مگر پلید روحیں شطرنج بازوں کی طرح صرف چال کے فکر میں رہتی ہیں۔ اور دھرم اور دہرم کے نیک نتیجوں کی کچھ پرواہ نہیں رکھتیں سو ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ آخر بُری طرح مرتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ **وید نے**

خود یہ حکم دیا ہے۔ کہ زندہ خاوند والی عورت اولاد کے لالچ سے دوسرے شخص سے ہمبستر ہوا کرے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ پنڈت دیانند نے بھی انہیں معنوں کو تسلیم کیا ہے کیا یہ درست نہیں کہ منو نے بھی یہی لکھا ہے اور یاگولک نے بھی یہی۔ پھر ذرا سوچو تو سہی کہ کونسی زیادتی ہے جو ہم سے ظہور میں آئی اور کونسا دھوکا ہے جو ہم نے لوگوں کو دیا ہے۔ اب اپنے ان گندے الفاظ کو سوچو جو کاغذ پر قلم رکھتے ہی مونھ سے نکالے اور کہا کہ یہ تعصب اور اندرونی خبث کا نتیجہ ہے۔ اب سچ کہو کہ کس کا اندرونی خبث ثابت ہوا۔ ہم کسی کو گالی نہیں دیتے اور نہ کسی کو برا کہتے ہیں۔ صرف انصاف کی رو سے نیوگ کی حقیقت یوں ہے۔ **وہ ہوا استری** (یعنی بیوہ عورت) **یا جس پرش کی استری مرگئی ہو۔ اپنی عمر وید پڑھنے اور ست شاستروں کے پڑھنے پڑھانے میں بسر کرے۔** یہ کیسا دھوکا دینا ہے اور کیسا خیانت کا طریق ہے۔ اول تو نہ آپ لوگوں نے اور نہ دیانند نے اس دعوے کی تائید میں وید کا کوئی منتر لکھا پھر اگر فرض کے طور پر قبول بھی کرلیں کہ یہ ویدہی کے کسی نامعلوم منتر کا ترجمہ ہے تو اس کو ہماری اس بحث سے تعلق ہی کیا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ اس کو اس موقعہ پر کیوں پیش کیا گیا ہے ہم نے کب اور کس وقت کہا تھا کہ بیوہ کو شاستر پڑھنا پڑھانا منع ہے۔ بیوہ کے نیوگ کا تو ہم نے پہلے اشتہار میں کچھ بھی ذکر نہیں کیا تھا صرف ایسی عورتوں کے نیوگ کا ذکر تھا جن کا خاوند زندہ موجود ہو۔ اور پھر خاوند والی عورتوں کے لئے ہم نے وید اور منو اور دیانند کے بھاش سے نیوگ ثابت کر دیا تھا پھر یہ کیسا خبط ہے کہ ذکر تو خاوند والی عورت کا تھا مگر اشتہار شایع کرنے والوں نے اس بحث کی رد میں تو کچھ نہ لکھا۔ اور بیچاری بیوہ کو لے بیٹھے۔ اب ہیں وہ آپ ہی بتلادیں کہ کیا یہ پاک باطنی کا طریق ہے یا قدیم تعصب اور اندرونی خبث ہے؟

اے غافلو! ذرا آنکھیں کھولو۔ اور دل کو سیدھا کرو اور سوچو کہ اس وقت بحث تو یہ ہے کہ ہم وید کی شرتی اور پنڈت دیانند کے بھاش سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ جو آریہ بیوی والا ہو۔ اور رنڈوا نہ ہو اور کسی وجہ سے قابل اولاد نہ رہا ہو گو کیسا ہی مردی کی طاقتیں رکھتا ہو **تو وید مقدس کی یہ آگیا ہے کہ اس کی جورو دوسرے سے اولاد حاصل کرے اور جب تک پتر کا نطفہ نہ ٹھہرے۔ تب تک یہ کارروائی چلی جائے** یہی

مضمون تھا جو ہم نے پہلے اشتہار میں لکھا تھا جس کو آپ لوگوں نے کہا کہ یہ خبث نفس اور متعصبانہ جوش سے لکھا ہے مگر افسوس تو یہ آتا ہے کہ ایسے سفلہ پن کے گندے الفاظ موتھ پر لا کر پھر ہمارے اشتہار پر ردّ کیا لکھا۔ کیا ردّ داسی کو کہتے ہیں کہ خاوند والی کو چھوڑ کر بیوہ پر جا پڑے۔ ان بے تعلق قصوں کو درمیان میں لانا شاید اس غرض سے ہوگا کہ تا اصل بحث کی طرف لوگ توجہ نہ کریں اور اس طرح پر پردہ پوشی ہو جائے۔ لیکن اس خائنانہ طریق کو کوئی منصف پسند نہ کریگا۔ کاش! اگر ایسے بے ہودہ اشتہار دینے کی جگہ چپ ہی رہتے تو ہمیں یقین ہو جاتا کہ یہ لوگ بھلے مانس اور اشراف ہیں۔ سچی بات کو دیکھ کر چپ ہی کر گئے۔ مگر اب تو انہوں نے مدت کے بعد پھر اپنا گند ہم پر ظاہر کیا اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس گندی تعلیم کو وہ کیونکر اور کس تدبیر سے چھپاتے ہیں یا اپنی علی زندگی میں اپنی بے اولاد عورتوں کا نیوگ کرا کر ہمیں دکھاتے ہیں۔ بُرا نہ مانیں یہ کوئی بیجا بات ہم نے نہیں کہی جو باتیں وید کی رو سے درست اور وید کی آگیا کے نیچے آگئی ہیں۔ ان کا آریوں کے لئے کرنا دہرم اور نہ کرنا مہا پاپ ہے۔ کیونکہ وید منسوخ تو نہیں ہوتا یہ کہا جائے کہ پہلے یہ بات جائز تھی۔ اور اب ناجائز ہو گئی ہے اور جب ایسے مہا پرش جیسے دیانند اور یا گولک اور منوجی نیوگ پر زور دیویں اور وید کی شرتیاں سُنادیں اور راجا پانڈ کی رانیاں نیوگ کرکے دکھلادیں تو پھر کوئی آریہ مہاں پاپی ہی ہوگا جو اب بھی یقین نہ کرے ؟

پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش میں صاف لکھتے ہیں کہ نیوگ کے روکنے میں پاپ ہے۔ اب ظاہر ہے جس کا روکنا پاپ ہے۔ اس کا بجالانا کس قدر واجبات سے ہے۔ سو اے آریو! دوڑو ثواب حاصل کرو تا ایسا ہو کہ ہر ایک کی بیوی کے نیوگ سے دس۱۰ دس۱۰ پتر ہوں جائے شرم!!! اور میں سوچ میں ہوں کہ آپ لوگ کیوں بیچارے منو کے گرد ہو گئے کہ اس نے نیوگ کا مسئلہ آپ گھڑ لیا ہے۔ ذرا سوچو کہ اگر منو کی کتاب مذہبی نہیں تھی تو دیانند نے کیوں اس کا حوالہ دیا یہ کس کو معلوم نہیں کہ منو ہندو دہرم میں ایک مسلم رشی ہے۔ اور منوسمرتی کے ادصیا (۱) میں لکھا ہے کہ اس وقت کے رشیوں نے اقرار کیا کہ وید کا جاننے والا منو ہی ہے غرض منو ایسا مسلم ہے کہ عدالت انگریزی بھی ہندوؤں کے مذہبی مقدمات کو منو کے دہرم شاستر کی رو سے فیصلہ کرتی ہے بس یہ صحیح نہیں ہے کہ منو ملحدانہ زندگی بسر کرتا تھا اور وید

کی پیروی سے اس نے استعفا دے رکھا تھا۔ سب ہندو منو کو ایک بزرگ رشی جانتے ہیں۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ منو اپنی تمام باتوں میں ویدوں کا تابع نہیں تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ نیوگ کا مسئلہ کچھ منو کا ہی خاص عقیدہ نہیں یہ تو آریہ دھرم میں ایک متفق علیہ عقیدہ ہے* اور یہ بھی یاد رہے کہ پنڈت دیانند نے بھی نیوگ کے ثبوت میں علاوہ وید کے منو کا حوالہ دیا ہے۔ اب کیا دیانند کی بھی عقل ماری گئی تھی کہ جو ایک ایسے آدمی کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے بیان میں وید کا ماہر نہیں پھر جبکہ بڑے بڑے دہرم مورت لوگ منو کو ایسا سمجھتے رہے کہ وہ اپنے ہر ایک قول میں وید کا پیرو ہے۔ اور دیانند ستیارتھ پرکاش میں اس کی بہت تعریف کرتا ہے تو پھر اس کی گواہی کو منظور نہ کرنا اگر ہٹ دہرمی نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اگر آپ لوگ منو سے ناراض ہیں تو منو کو جانے دیں مگر یہ تو فرمایئے۔ کہ کچھ وید پر بھی تو ناراضگی نہیں مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ اصل ناراضگی آپ کی وید پر ہی ہے۔ منو پر تو بظاہر دانت پیسے جاتے ہیں وہ بیچارہ ایسی شرتیوں کو وید میں پاکر کیوں کر اور کہاں چھپا سکتا تھا۔ کیا دیانند اُن شرتیوں کو چھپا سکا۔ کیا آپ لوگوں کے بڑے مہاراج یا گولک جی بھاش کار ویدان شرتیوں کو چھپا سکے تو پھر ایک دفعہ آپ لوگ ہاتھ دھو کر غریب منو کے پیچھے کیوں پڑ گئے۔ یہ تو ظلم ہے۔ اور اگر کہو کہ منو کے بعض دوسرے مقامات میں عام بدفعلی کا بھی جواز پایا جاتا ہے اس لئے ہم منو کی پیروی نہیں کر سکتے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ منو کو ایسی بدفعلیوں کے لئے بھی کوئی وید کی شرتی ضرور ملی ہوگی اور جب کہ خاندان کی ترقی کے لئے منکوحہ عورتوں کو آپ لوگوں کا وید وہ نالایق اجازت دیتا ہے

*نوٹ۔ پاپ تو نیوگ کے روکنے میں ہے: نیوگ صرف عقیدہ ہی نہیں بلکہ قدیم سے آریوں کا اس پر عملدرآمد ہے راجہ پانڈو کی رانیوں کا نیوگ تو ابھی بیان ہو چکا ہے اور ڈاکٹر برنیر اپنی کتاب وقائع سیر و سیاحت میں لکھتا ہے کہ جگن ناتھ کے مقام پر صدہا جوان عورتیں نیوگ کرانے والی دیکھی گئیں جو یہ پاک کام صرف بیراگیوں اور جوگیوں سے ہی کراتی تھیں اور ان کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ میں ایک ہندو خاندانی سے نقل کر کے لکھا ہے کہ وہ کشمیر کے ایک ضلع میں گیا تو اس ضلع کے ہندوؤں نے اس کو خاندانی پاکر اپنی جوروواں پیش کیں تا وہ اُن سے ہمبستر ہوویں۔ اور ایک معزز آدمی کی نسل سے انہیں فخر حاصل ہو۔ منہ ۱۲

مؤ منو پر یہ الزام ٹھیک نہیں کہ اس نے نیوگ کا مسئلہ لکھا ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ نیوگ

کہ جس کا ہم کئی مرتبہ ذکر کر چکے ہیں تو پھر اس سے بڑھ کر اور بے حیائی کیا ہوگی جس سے منو نے آپ لوگوں کا دل دکھایا ہے۔ سب سے گندہ مسئلہ تو نیوگ کا ہے۔ پھر جب وہ وید میں موجود ہے تو کہنا چاہیئے کہ وید میں سب کچھ ہے۔ اور اگر یہی سچ تھا کہ بیگانہ نطفہ بھی اپنا ٹھہر سکتا ہے۔ تو پھر چاہیئے تھا کہ بیرج داتا کی امراض متعدیہ نطفہ کے ساتھ نہ آویں بلکہ جس نے متبنےٰ کیا ہے۔ اس کی متعدی مرضیں متبنےٰ کو لگ جاویں۔ پھر جبکہ قانون قدرت جو حقیقی بیٹے کے متعلق ہے بدل نہ سکا تو نسب میں کیونکر تبدیلی واقع ہوگی ؛

اور اس وقت یہ بیان کرنا بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ہندوؤں میں نیوگ کا مسئلہ ایک نہایت مشہور مسئلہ ہے۔ یہانتک کہ بعض نے اس کو صرف دینی واجبات سے ہی خیال نہیں کیا بلکہ بڑے ثواب کا ذریعہ خیال ہے اور پُرانے وید کے مفسروں نے بھی اس مسئلہ کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ چنانچہ آپ لوگ یاگولک جی کے نام سے واقف ہونگے۔ جن کا ابھی مینے ذکر کیا ہے۔ جن کا وید بھاش بڑے معتبر پایہ کا سمجھا جاتا ہے۔ اور جو آریہ ورت کے بڑے نامی فاضل اور اول درجہ کے وید دانوں میں سے شمار کئے گئے ہیں وہ اپنی کتاب

کی تعلیم خود وید میں موجود ہے اسمیں نہ کوئی منو کا گناہ ہے نہ یاگولک کا نہ دیانند کا نہ پوران والوں کا۔ ہاں بظاہر یہ الزام منو پر لگ سکتا ہے کہ اس نے تمام ہندو عورتوں کو زنا کی رغبت دی ہے کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ بدفعلی عورتوں کی جبلی عادت ہے۔ اور زنا کی حالت میں عورت کی سزا صرف اسیقدر ہے کہ اگر نطفہ قرار پکڑ گیا ہو تو اس کا خصم اس کو اپنے نطفے سے پاک کرے اور اگر قرار نہیں پکڑا تو حیض کا خون آتے ہی وہ آپہی پاک ہو جائے گی۔ لیکن سوامی دیال نے جو کچھ بازاری عورتوں کی نسبت لکھا ہے وہ بھی اس سے کم نہیں۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ اگر بازاری عورت حرامکاری سے انکار کرے اور خرچی لے چکی ہو تو وہ اس خرچی کا دو چند دام واپس کرے۔ اور اگر بدفعلی کا وعدہ کر دیا ہو۔ اور ابھی کچھ نہ لیا ہو تو جسقدر لینے کا وعدہ تھا اسی قدر بطور تاوان دیوے یہی حکم مرد کی نسبت ہے لیکن درحقیقت یہ وید مقدس کے قوانین ہیں۔ اس میں نہ منو پر کچھ دوش آسکتا ہے نہ سوامی دیال وغیرہ پر۔ دیکھو ترجمہ یاگولک سمرت ادھیا ۲ شلوک ۲۹۶ - منہ ۱۲ ۰

یاگولک سمرتی کے ۶۸ اشلوک میں لکھتے ہیں کہ جب عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ مجامعت کرنے سے اولاد نہ پیدا ہو اور نہ آیندہ امید ہو تو حیض سے فارغ ہوتے ہی اپنے باپ وغیرہ بزرگوں سے اجازت لیکر اپنے دیور یا کسی اور ایسے ہی رشتہ دار کے ساتھ اس کے بدن میں گھی ملواکر حاملہ ہونے تک مقاربت کر سکتی ہے۔ اور وہ لڑکا بیج داتا اور کھیت دونوں کے مرنے کی پنڈ دینے والا اور دونوں کی طرف سے ورثہ حاصل کرنے والا دھرم پورک ہوگا یعنی عین حلال کا فرزند وید کے موافق۔ اب کہو اے حضرات! اب بھی تسلی ہوئی یا نہیں۔ اور کیا اب بھی شک ہے کہ ہم نے غلط بیانی کی۔ ہم بڑے شایق ہیں کہ آپ لوگ کوئی دوسرا اشتہار بھی نکالیں۔ تاہم دیکھیں کہ ایک سچی حقیقت کے پوشیدہ کرنے کے لئے کہاں تک انسانی منصوبہ پیش جا سکتا ہے۔ یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ جب یہ مسئلہ کسی آریہ صاحب کو کسی مجلس میں سُنایا جاتا ہے تو پہلے تو اس کی کانشنس کی زبردست تاثیر اس کو یک لخت منکر ہونے کی طرف جھکاتی ہے۔ اور پھر وہ شخص لاچار ہو کر اس مسئلہ کو دیانند یا منو کے سر پر تھوپتا ہے اور پھر اس بات کے کھلنے سے کہ درحقیقت یہ ویدہی کا مسئلہ ہے ایک عجیب طور کا انفعال اس کے شامل حال ہو جاتا ہے مگر تعجب یہ کہ اتنی ندامتیں اٹھاکر پھر بھی خدا تعالےٰ کا خوف دل کو نہیں پکڑتا۔ **پنڈت گورودت** نے بھی جس کو دیانند کے دوسرے نمبر پر سمجھا گیا تھا۔ اپنے ایک انگریزی رسالہ میں اس مسئلہ کی صحت کا اقرار کیا ہے مگر ہمیں تعجب ہے کہ گورودت تو باوجود اپنی انگریزی دانی اور سنسکرت کی استعداد کے بے تردّد قبول کرلے کہ یہ مسئلہ حقیقت میں وید میں موجود ہے۔ اور ایسا ہی پنڈت دیانند کھلے کھلے بیان سے اس کا مُصدّق ہو اور وید کی آگیا پیش کرے۔ منو اس کے عمل کے لئے تاکید کرے **یاگولک اس دستور کو وید کی ہدایت کے موافق بیان فرماویں مگر چند بازاری قادیان** کے جو محض ناخواندہ ہیں۔ شور مچاویں کہ یہ مسئلہ صحیح نہیں کیا ان تمام پنڈتوں میں اتنی عقل کا بھی مادہ نہیں تھا۔ جو ان لوگوں میں موجود ہے۔ دنیا میں تعصب اور طرفداری کی کوئی حد بھی ہوتی ہے مگر یہ لوگ تو حد سے گذر گئے۔ ہندؤں میں یہ مسئلہ ایسا ہے جس میں **نادان شور مچاوے** اور دانا شرمندہ ہو۔ چند سال ہوئے ہیں کہ **اسی مسئلہ** میں ایک معزز آریہ اور ایک برہمو کی بحث ہوئی۔ جب برہمو نے کتابیں دکھلائیں۔ وید کی شرتیاں پیش کردیں۔ اور دیانند کا بھاشی

بھی دکھا دیا۔ تو وہ آریہ چونکہ شریف تھا۔ دیکھتے ہی ندامت میں غرق ہو گیا۔ اور عذر کیا کہ بھائی مجھے پہلے خبر نہ تھی کہ یہ گند بھی وید میں موجود ہیں۔ اور اسی دن سے آریہ مت سے دست بردار ہوا۔ اس معزز آریہ کی کارروائی سے جو ایک برہمو رسالہ میں چھپی ہے۔ صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس قوم میں شریف آدمی بھی ہیں جو عزت اور غیرت اور حیا رکھتے ہیں اسلئے اُمید کیجاتی ہے کہ وہ اس رسالہ سے بہت نفع اُٹھائیں گے بلکہ ایسے تمام لوگ جو اس مسئلہ کی تہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ ہرگز ان نادانوں سے اتفاق نہیں کرینگے جو ایک مشہور عقیدہ کو چھپانا چاہتے ہیں۔ اکثر شریف آریہ ہرگز نہیں چاہتے کہ اس مسئلہ کا ذکر بھی کیا جائے کیونکہ اُن کی انسانی حمیت اور غیرت کسی طرح اس قابل شرم عقیدہ کو قبول نہیں کر سکتی۔ بھلا کون اس دیوثی کو پسند کرے کہ زندہ اور جیتا جاگتا ہو کر اپنی نیک چلن عورت کو جو عین نکاح کی قید میں ہے اپنے ہاتھ سے دوسرے سے ہمبستر کرا دے۔ اور آپ باہر کسی چٹائی پر لیٹا رہے ہی تو بات ہے کہ قادیان کے غیرتمند آریہ وید کی اس ہدایت کو نہیں مانتے۔ ہاں یہ انکی نادانی ہے کہ جب اُن کے وید کی اس تعلیم کو جو نیوگ ہے قابل اعتراض ٹھہرایا جائے تو وہ طیش میں آ کر مُسلمانوں کو طلاق کے مسئلہ سے الزام دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ایک مسلمان ہرگز اس طعنہ سے شرمندہ نہیں ہو گا کہ اُس نے ایک نابکار عورت کو اس کی کسی بد عملی اور بدچلنی اور ناپارسائی کی وجہ سے طلاق دے دی۔ اور اس مطلقہ ناپاک سیرت کو کوئی اور شخص نکاح میں لایا ہے۔ بلکہ خوش ہو گا کہ اُس نے ایک سڑے ہوئے اور متعفن عضو کو اپنے صحیح سلم وجود میں سے کاٹ کر الگ پھینکدیا۔ اور اس کے زہرناک ہمسایگی سے نجات پائی۔ اگر کسی ہندو کی نظر میں ضرورت کے وقت میں بھی طلاق قابل اعتراض ہے۔ تو یہ ایک دوسرا اعتراض ہندو مذہب پر ہو گا کہ ایک ہندو کی عورت زناکاری کی حالت میں بھی ہو تو چاہیئے کہ ہندو اس گندے عضو کو اپنے وجود میں سے نہ کاٹے۔ اور اس بات پر راضی رہے کہ اُسکے گھر میں زنا ہوتا رہے اور ایک عورت اس کی بیوی کہلا کر پھر اس کے سامنے اوروں سے بدکاری میں زندگی بسر کرے۔ بے شک وید کی تعلیم یہی ہے مگر اسلامی تعلیم اس کے برخلاف ہے۔ اور ایک مسلمان کی غیرت اور عفت ہرگز اس بات کو روا نہیں رکھے گی کہ ایک پلید بدچلن عورت کو

اپنا جوڑا اقرار دے۔ غرض غیرتمندوں کے نزدیک ضرورتوں کے وقت طلاق ہرگز قابل
اعتراض نہیں۔ بلکہ اعتراض اس حالت میں ہوگا کہ ایک عورت کو بدکار پاکر پھر نکاح کا تعلق اس
سے قائم رکھے۔ اور دیوث بن کر گذارہ کرتا رہے۔ پس ایک مسلمان ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزار
مرتبہ اقرار کر سکتا ہے کہ اُس نے فلاں عورت کو کسی مکروہ حالت اور ناپاکی میں پاکر ایک متعفن
عضو کی طرح اپنے وجود میں سے کاٹ دیا۔ اور بعد طلاق اور تیاگ کے فلاں شخص کے نکاح میں
وہ آگئی۔ لیکن ایک آریہ کے لئے یہ اقرار مرنے سے کچھ کم نہیں کہ آج ہم نے اولاد کے لئے اپنی
فلاں پاکدامن اور منکوحہ عورت کو فلاں شخص* سے ہمبستر کیا ہے۔ پس نیوگ میں اور طلاق میں
یہ فرق ہے کہ نیوگ میں تو ایک بےغیرت انسان اپنی پاکدامن اور بےلوث اور منکوحہ عورت کو
دوسرے سے ہمبستر کرا کر دیوث کہلاتا ہے۔ اور طلاق کی ضرورت کے وقت ایک باغیرت مرد
ایک ناپاک طبع عورت سے قطع تعلق کر کے دیوثی کے الزام سے اپنے تئیں بری کر لیتا ہے۔
بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ نیوگ کی رسم ایسی نہیں ہے جو پہلے تھی اور اب ترک کی گئی ہے
بلکہ برابر آریوں میں پوشیدہ طور پر ہو رہی ہے+ اور ضرورتوں کے وقت ہر ایک ادنیٰ اعلےٰ

---

* یہ ایک دھوکہ کی بات ہے کہ نیوگ کرانے کے وقت ہمیشہ مرد پر ہی الزام دیا جاتا ہے کہ وہ ناقابل
اولاد ہے اور اسی خیال سے عورت کو دوسرے سے ہمبستر کراتے ہیں گو کبھی کبھی ممکن ہو کہ مرد بانجھ کیلج ہو یا
اسکی منی میں کیڑے نہ ہوں یا اسکی منی تپلی ہو یا چربی سے منافذ بند ہوگئے ہوں اور اسوجہ سے اولاد نہ ہو سکے
مگر طبی تحقیقات سے یہ زیادہ تر ثابت ہے کہ اولاد نہ ہونے کی حالتیں اکثر عورتوں کے ہی رحم وغیرہ میں
قصور ہوتا ہے۔ اسلئے ہم آریوں کو نیک صلاح دیتے ہیں کہ جھٹ پٹ اپنی عورتوں کو دوسرے سے ہمبستر نہ کرا
دیا کریں۔ پہلے ڈاکٹر کو بلا کر عورت کے رحم اور دوسری اندرونی بناوٹ کا حال بذریعہ آلات دریافت کرا
لیں۔ ایسا نہ ہو کہ دراصل عورت کا ہی قصور ہو۔ اور پھر وہ ناحق ساری عمر بدکاری کراتی رہے
اور آخر بوجہ عقیمہ ہونے کے ناکام رہے۔ اور کوئی کچھ نہ ہو یہ صلاح نیک ہے ضرور اس پر عمل کریں۔ اگر
وید نے بیان نہیں کیا تو یہ اُس کی غلطی ہے ٭ مرد باید کہ گیرد اندر گوش ٭ ور نبشت است پند بر دیوار

+ نوٹ۔ جس حالت میں نیوگ وید کا حکم ہے اور بقول آریہ پنڈتوں کے وید کے احکام قابل منسوخی
نہیں تو پھر رسم نیوگ ترک کیونکر ہو سکتی ہے کیا کسی زمانہ میں وید منسوخ ہو سکتا ہے؟ منہ ۱۲

اس رسم کا پابند معلوم ہوتا ہے۔ ابھی ہم نے ایک بڑے نامی رئیس کا حال سنا ہے۔ جو اس نے اپنی پیاری اور جوان بیوی سے اولاد کی خواہش سے نیوگ کرایا ہے۔ اسی طرح سے ہر ایک طرف سے یہ خبریں پہنچ رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آریہ لوگ اب وید کی اس تعلیم پر پورے پورے طور پر کاربند ہونا چاہتے ہیں مگر چونکہ انسانی کانشنس اس گندے کام کو قبول نہیں کرتا۔ اسلیئے پوشیدہ طور پر یہ کارروائیاں شروع ہوگئی ہیں عجیب باتیں سُنی جاتی ہیں* ایک معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرایئے اولاد بہت ہوجائے گی۔ ایک بول اُٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلہ میں رہتا ہے اس کام کے بہت لائق ہے لالہ بہاری لعل نے اس سے نیوگ کرایا تھا لڑکا پیدا ہوگیا۔ یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سُن کر باغ باغ ہوگیا۔ بولا مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریر النفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دینگے رات کو آجائیگا۔ مہر سنگھ کو خبر دیگئی وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز اوّل نمبر کا بدمعاش اور حرامکار تھا۔ سُنتے ہی بہت خوش ہوگیا۔ اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا۔ پھر اس سے زیادہ اس کو کیا چاہیئے تھا ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت۔ شام ہوتے ہی آموجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھڑی میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی برتنوں میں سرہانے کے طاق میں رکھوا دیا تھا تا اگر بیرج داتا کو ضعف ہو تو کھا پی لیوے۔ پھر کیا تھا آتے ہی اس بیرج داتا نے لالہ دیوّث کے نام دناموس کا شیشہ توڑ دیا۔ اور وہ بدبخت عورت تمام رات اس سے مُنہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا مارا تھا نہایت قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے۔ اور تمام رات اپنے کانوں سے بے حیائی کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی درازوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کر

* نوٹ۔ یہ قصّہ جو ہم نے لکھا ہے فرضی نہیں مگر ہم نہیں چاہتے کہ کسی کی پردہ دری کریں اسلیئے ہم نے ناموں کو کسی قدر بدلا کر لکھدیا ہے۔ منہ ۱۲

کوٹھڑی سے باہر نکلا۔ لالہ تو منتظر ہی تھے۔ دیکھ کر اُس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے
اس پلید بدمعاش کو کہا۔ سردار صاحب۔ رات کو کیا کیفیت گذری۔ اُس نے مسکرا کر مبارکباد
دی اور اشاروں میں جتا دیا کہ حمل ٹھہر گیا۔ لالہ دیوث سُنکر بہت خوش ہوئے اور کہا۔ مجھے تو
اسی دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا جبکہ میںنے ہماری لال کے گھر کی کیفیت سُنی تھی۔ اور پھر
کہا کہ وید حقیقت میں ودیا سے بھرا ہوا ہے کیا عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خطا نہ گئی۔ مہرسنگھ نے
کہا کہ ہاں لالہ صاحب سب سچ ہے کیا وید کی اگیا کبھی خطا بھی جاتی ہے۔ میں تو انہیں باتوں کے
خیال سے وید کو ست ودیاؤں کا پُستک مانتا ہوں۔ اور دراصل مہرسنگھ ایک شہوت پرست
آدمی تھا۔ اس کو کسی وید شاستر اور شرتی شلوک کی پروا نہ تھی۔ اور نہ اُنپر اعتقاد رکھتا تھا۔
اُس نے صرف لالہ دیوث کی حماقت کی باتیں سُن کر اس کے خوش کرنے کے لیئے ہاں میں ہاں
ملا دی۔ مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوث کی پتر لینے کے لیئے کہاں تک نوبت
پہنچ گئی۔ پھر اس کے بعد مہرسنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور
اُسے یقین تھا کہ اُس کی استری رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد
پوری ہوئی لیکن اُس نے اپنے گمان کے برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر
تو وہ بہت ہی روئی۔ یہاں تک کہ چیخیں نکل گئیں اور ہچکی آنی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران
ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ "ہے بھاگوان! آج تو خوشی کا دن ہے کہ دل کی مُرادیں پوری
ہوئیں اور بیج ٹھہر گیا۔ پھر تو روتی کیوں ہے" وہ بولی میں کیوں نہ روؤں تو نے سارے
کُنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی۔ اس سے بہتر
تھا کہ میں پہلے ہی مر جاتی۔ لالہ دیوث بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر
خوشی ہوگی وہ خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید نیک اصل کی تھی اُس نے
تُرت جواب دیا کہ حرام کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی منا دے۔ لالہ تیز ہو کر بولا
کہ ہے ہے کیا کہدیا یہ تو وید اگیا ہے۔ عورت کو یہ بات سُنکر آگ لگ گئی بولی میں نہیں سمجھ
سکتی۔ کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا اور زنا کاری کی تعلیم دیتا ہے۔ یوں تو
دُنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں سُنا کہ کسی مذہب نے

وید کے سوا یہ تعلیم بھی دو داہو کہ اپنی پاکدامن عورتوں کو دوسروں سے ہمبستر کراؤ آخر مذہب پاکیزگی سکھلانے کے لئے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرامکاری میں ترقی کرنے کے لئے۔ جب رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چپ رہو اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک سُنیں اور میرا ناک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اے بے حیا۔ کیا ابھی تک تیرا ناک تیرے مُنہ پر باقی ہے۔ ساری رات تیرے شریک نے جو تیرا ہمسایہ اور تیرا پکا دشمن ہے تیری بہروں کی بیاہتا اور عزت کے خاندان والی سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر یک ناپاک حرکت کے وقت مجھ بنا دیا کہ مینے خوب بدلا لیا۔ سو کیا اس بے غیرتی کے بعد بھی تو جیتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔ اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھے کرنے سے کب باز رہے گا۔ بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے کہ میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وساداول کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور ضرور رام دئی کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کرونگا سو یاد رکھ کہ وہ ہر ایک مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر یک لڑائی میں یہ قصہ تجھے جتلائے گا اور اس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعویٰ کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارے سے یہ بھی کہہ گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ لالہ دیوت نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تا ہماری اور بھی رسوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشر نے دے ہی دیا بیٹے کا نام سُنکر عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا۔ اول تو پیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو لالہ دیوت بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلا لاؤں گا عورت نہایت غصے سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کرے گا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں۔ اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جیمل سنگھ۔ لہنا سنگھ۔ بوڑ سنگھ۔ جیون سنگھ صوبا سنگھ۔ خزان سنگھ۔ ارجن سنگھ۔ رام سنگھ۔ کشن سنگھ۔ دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں

عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں بٹھا دے - تب ذرا دن میں
کیا ہزاروں لاکھوں آسکتے ہیں مُنہ کالا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے
بس میں نہیں اور اگر ہُوا بھی تو تجھے اُس سے کیا جس کا نطفہ ہے آخر وہ اُسی کا ہوگا اور اُسی
کی خو بُو لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ اسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا
شروع کیا اور دُور دُور تک آواز گئی اور آواز سُنکر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے
ہی کہا کہ لالہ سکھ تو ہے یہ کیسی رونے کی آواز آئی - لالہ ناک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند
کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اِسوقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ
کروں تو وہ ضرور بیان کردیگی کچھ گھسانا سا ہو کر زبان دبا کر کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں
کہ وید میں **وقتِ ضرورت نیوگ کے لئے آگیا ہے** سو مَینے بہت دنوں سے سوچ
کر رات کو نیوگ کرایا تھا - مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ مَینے نیوگ کے لئے مہر سنگھ کو بلا لیا مجھے معلوم
ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے وہ مجھے اور میری استری کو
ضرور خراب کریگا اور وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شائع کرونگا - نہال چند بولا
کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وساوامل تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے کیا تجھی
معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا حق برہمنوں کا ہے - اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا
کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اِسی سیوا
میں لگا ہُوا ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا سب کام سِدھ ہو جاتا
اور کوئی بات نہ نکلتی اس محلہ میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا
ہے مگر کیا کبھی تم نے اِس کا ذکر بھی سُنا یہ پردے کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں
کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کرے گا - ذرہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں
رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا لالہ دیوث بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا
کروں - اسوقت خرپنڈت نے جو باعث نہ ہونے رسم پردہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ
جوان اور خوش شکل ہے نہایت بے حیائی کا جواب دیا کہ اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ
کرے تو میں ذمہ وار ہوتا ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں سنبھال لونگا اور پہلا حمل ایک شخص کا

بات ہے اب بہر حال یقینی ہو جائیگا۔ تب دساوا مل دیوث تو اس بات پر بھی راضی ہو گیا۔

مگر رام دئی نے سُنکر سخت گالیاں اسکو نکالیں تب دساوامل نے پنڈت کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی پہلے بھی مشکل سے کرایا تھا جسکو یاد کرکے ابتک رو رہی ہے کہ میرا مُنہ کالا کیا اسی سے تو اس نے چیخیں ماری تھیں جنکو آپ سُنکر دوڑے آئے تب وہ شہوت پرست پنڈت وساوامل کی یہ بات سُنکر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا نہیں بھاگوان نیوگ کو بُرا نہیں ماننا چاہیے یہ وید آگیا ہے مسلمان بھی عورتوں کو طلاق دیتے ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو بیسے طلاق جیسے نیوگ بات ایک ہی ہے اگر کوئی مسلمان تمھیں نیوگ کا طعنہ دے تو تم طلاق کا طعنہ دیدیا کرو مگر نیوگ سے انکار مت کرو کہ اس میں کچھ بھی دوش نہیں بیشک مزے سے نیوگ کرو۔ اگر ہم سے ناراض ہو تو خیر کسی اور سے۔ ایک سے نہیں دوسرے سے دوسرے سے نہیں تیسرے سے۔ آخر ضرور مطلب حاصل ہوگا تمہاری پڑوسن ہر دئی نے پندرہ برس تک مجھ سے ہی نیوگ کرایا تھا ایشر کی کرپا سے **دس پتر ہوئے** جو ابتک زندہ موجود ہیں اور ایک مدرسے میں پڑھتا ہے چنانچہ ابتک رلیا رام ہر دئی کا شوہر ہمارا احسانمند ہے اور بہت کچھ سیوا کرتا ہے اور ہمارا گُن گاتا ہے کہ تم نے ہی مجھے پتر دیئے تم بھی اگر چاہو تو ہم حاضر ہیں اور تمہاری ابھی وستھا کیا ہے۔ تیرہ ۱۳ چودہ سال کی عمر ہوگی برابر نیوگ کراتی رہو ہاں یہ مشورہ ضرور دیتا ہوں کہ برہمن کا بیج چاہیے **موتی** جیسے پتر ہونگے اور کیا چاہتی ہو +

رام دئی یہ باتیں سُنکر آگ بگولا ہو گئی اور بولی کہ اے پاجی پنڈت تیری استری نراینڈی کو بھی تو ابتک کوئی لڑکا پیدا نہیں ہُوا تو اس کا نیوگ کیوں نہیں کراتا۔ تا سندر بچے پیدا ہوں بلکہ مینے تو سُنا ہے کہ تیری لڑکی بشندئی بھی ابتک بچوں کو ترستی ہے اُس کا بھی نیوگ کرا تب پنڈت رام دئی کی یہ باتیں سُنکر اندر ہی اندر جل گیا اور مارے غصے کے مُنہ لال ہو گیا۔ کہ اس نے میری استری اور بیٹی کا کیوں نام لیا اور بہت جل سڑ کر بولا کہ ہم نیوگ کرایا نہیں کرتے ہم تو ہمیشہ بیرج داتا ہی مقرر کئے جاتے ہیں رام دئی نے کہا کہ اب مجھے معلوم ہُوا کہ تمہیں لوگ قوم کی مٹی پلید کر رہے ہو اگر تم سچ مچ وید کو سچا جانتے تو پہلے وید کے ایسے حکموں

پر تم آپ ہی عمل کر کے دکھلاتے۔ پر عمل کرنا تو کہاں تم تو ایسی نصیحت کو سن بھی نہیں سکتے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تم لوگ صرف منہ سے ہی وید وید کرتے ہو اور حقیقت میں ویدک تعلیموں سے سخت بیزار ہو اور ہر بات میں اپنا پہلو اوپر ہی رکھا ہے نیوگ کا مسئلہ بھی شائد اسی لئے بنایا گیا کہ تا برہمنوں کی زناکاری اس پردہ میں چھپی رہے ورنہ اپنی بے اولاد عورتوں اور بہو بیٹیوں کا نیوگ کیوں نہیں کراتے کیا وہ اس شہر میں کم ہیں۔ پنڈت بولا بھاگوان تجھے خبر نہیں تمام رشی رکھی نیوگ کراتے آئے ہیں لیکن ایک براہمنی کھتری سے نیوگ نہیں کرا سکتی اور برہمن ایک لاکھ کھترانی سے بھی کر سکتا ہے یہی بھید ہے کہ ہمارے نیوگ کی تمہیں خبر نہیں ہوتی۔ رام دئی نے کہا کہ نیوگ تو بجائے خود ایک حرامکاری تھی مگر اس حرامکاری کو تم نے اور بھی ظلم سے بھر دیا کہ کھتریوں کی عورتیں تم سے زنا کراویں مگر تمہاری عورتیں کھتریوں کے نزدیک نہ جاویں۔ سچ تو یہ ہے کہ تم نے نیوگ کا بہانہ کر کے بجائے کھتریوں سے کوئی پرانا بدلا لیا اور کھتریوں کو یہ موقع نہ دیا۔ پنڈت نے کہا کہ بھاگوان یہ ہماری طرف سے نہیں یہی وید آگیا ہے۔ رام دئی کو سنکر پھر آگ لگ گئی اور کہا کہ یہ کیسا وید اور کیسی اسکی تعلیم ہے کہ ایک تو حرامکاری اور پھر طرفداری اور رام دئی نے یہ بھی کہا کہ اگر ایشر عام لوگوں اور اپنے بھگتوں میں اپنے پاک قانون میں دیا اور کرپا کے لحاظ سے کچھ امتیاز رکھے تو وہ اور بات ہے کیونکہ خاص بندوں کا معاملہ خصوصیت کو چاہتا ہے لیکن کھتری اور برہمن میں یہ فرق رکھنا سمجھ نہیں آتا اور پھر فرق بھی حرامکاری میں۔ برہمن کو دو حصہ حرامکاری کی اجازت ہے یعنے اپنی قوم اور دوسری تمام ہندو قوموں کے لئے بھی۔ اور یہ وسیع مہربانی کسی دوسری قوم پر نہ ہوئی پنڈت بولا کہ رام دئی افسوس کہ تو وید کے بھید کو نہیں سمجھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا بات تو یہ ہے کہ برہمن وید شاستر کے پڑھنے پڑھانے میں عمر بسر کرتے ہیں اور انہی میں سے اکثر سادھو اور جوگی اور بیراگی بھی ہوتے ہیں اور ان شغلوں کی وجہ سے اکثر وہ غریب اور کنگال ہی رہتے ہیں اول تو ان میں بیاہ کرنے کی گنجایش ہی نہیں ہوتی۔ اور اگر ہو بھی تو کہاں سے کھلاویں نہ بیوپار نہ کھیتی نہ نوکری نہ کوئی اور ذریعہ مال جمع کرنے کا رکھتے ہیں اس لئے ایشر نے ان کا جوش شہوت فرو کرنے کے لئے نیوگ بنا دیا اور یہی بھید ہے کہ برہمن آریہ کے ہر ایک قوم کی

استری سے نیوگ کر سکتا ہے مگر دوسری قوموں کو یہ اختیار حاصل نہیں اُن کے لئے یہ فخر کافی ہے کہ برہمن کا بیج اُنکی اولاد میں بکثرت ہو رامدئی نے کہا پنڈت جی آپ زیادہ تکلیف نہ اٹھاؤ مجھے وید کی ساری حقیقت معلوم ہو گئی پہلے تو میرے دل میں یہی کھٹکا تھا کہ وید توحید کی راہ صاف طور پر نہیں بتلاتا۔ جہاں دیکھو وایو اور جل اور اگنی اور چاند اور سورج اور ستاروں کی پرستش اور مہاں نظر آتی ہے کہیں بھی یہ ہدایت نہ دی کہ ایشر کے سوا کسی اور چیز کی پرستش مت کرو۔ سارا وید ورق ورق کرکے دیکھ لو کہیں ایسی شرتی نہ پاؤ گے جس کے معنے لا الٰہ الا اللّٰہ ہوں یعنی یہ معنے کہ ایک خدا ہی ہے جسکو پوجنا چاہیئے اور کوئی چیز پوجنے کے لائق نہیں نہ زمین کی چیزوں میں سے نہ آسمان کی چیزوں میں سے۔ نہ چاند نہ سورج نہ وایو نہ جل۔ اگر کوئی ایسی شرتی ہے تو بھلا پنڈت جی پیش تو کرو سوا ایک تو وید کی اسی خرابی پر رونا آتا تھا۔ اب دوسری خرابی وید کی یہ بھی معلوم ہوئی کہ وید پاکدامن عورتوں کی عزت کو بھی خراب کرنا چاہتا ہے اگر نخواہ نخواہ بناوٹی اولاد کے لئے تعلیم تھی تو یہ کہنا کافی تھا کہ گود میں بچہ لے لو۔ حالانکہ دیانند نے آپ ہی بتلایا تھا کہ گود لینے سے بھی متبنہ ہو سکتا ہے پھر اس سے کنارہ کرنا اور نیوگ کو واجب ٹھہرانا بجز حرامکاری شائع کرانے کے اور کس بنا پر مبنی ہو سکتا ہے یہ باتیں کہکر رامدئی نے رو دیا کہ درحقیقت وید ہی نے **آریہ ورت کا ستیاناش** کر دیا اگر وید آتش پرستی کی تعلیم نہ کرتا تو وہ لاکھوں آدمی اس دیس میں ہرگز نہ پائے جاتے جو اس زمانہ میں بھی اگنی پوجا میں مشغول ہیں جن چیزوں کی وید نے تعظیم بیان کی انھیں چیزوں کی ہماری قوم میں قدیم سے پرستش جاری ہے پھر رامدئی نے پنڈت کو مخاطب کرکے یہ بھی کہا کہ یہ جو تونے کہا کہ آریوں میں نیوگ ایسا ہے جیسا کہ مسلمانوں میں **طلاق**۔ اس سے معلوم ہوا کہ تم اس گند کو کسی طرح چھوڑنا نہیں چاہتے اور زور لگا رہے ہو کہ کسی طرح یہ چھپا ہی رہے۔ بھلا پنڈت جی طلاق کو نیوگ سے کیا مناسبت۔ اور نیوگ کو طلاق سے کیا نسبت۔ مسلمان ہمارے پڑوسی ہیں۔ اور اس بات کو ہم خوب جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں مرد کی طرف سے مہر اور تعہد نان و نفقہ اور اسلام اور حسن معاشرت شرط ہے اور عورت کی طرف سے عفت اور پاکدامنی اور نیک چلنی اور فرمانبرداری شرائط ضروریہ میں سے ہے اور جیسا کہ دوسرے تمام معاہدے شرائط

کے ٹوٹ جانے سے قابل فسخ ہو جاتے ہیں ایسا ہی یہ معاہدہ بھی شرطوں کے ٹوٹنے کے بعد قابل فسخ ہو جاتا ہے صرف یہ فرق ہے کہ اگر مرد کیطرف سے شرائط ٹوٹ جائیں تو عورت خود بخود نکاح کے توڑنے کی مجاز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود بخود نکاح کرنے کی مجاز نہیں بلکہ حاکم وقت کے ذریعہ سے نکاح کو توڑا سکتی ہے جیسا کہ ولی کے ذریعے سے نکاح کو کرا سکتی ہے اور یہ کمی اختیار اُس کی فطرتی شتابکاری اور نقصان عقل کی وجہ سے ہے لیکن مرد جیسا کہ اپنے اختیار سے معاہدہ نکاح کا باندھ سکتا ہے۔ ایسا ہی عورت کیطرف سے شرائط ٹوٹنے کے وقت طلاق دینے میں بھی خود مختار ہے سو یہ قانون فطرتی قانون سے مناسبت اور مطابقت رکھتا ہے گویا کہ اسکی عکسی تصویر ہے۔ کیونکہ فطرتی قانون نے اسبات کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہر ایک معاہدہ شرائط قرار دادہ کے فوت ہونے سے قابل فسخ ہو جاتا ہے اور اگر فریق ثانی فسخ سے مانع ہو تو وہ اُس فریق پر ظلم کر رہا ہے جو فقدانِ شرائط کی وجہ سے فسخ عہد کا حق رکھتا ہے۔ جب ہم سوچیں کہ نکاح کیا چیز ہے تو بجز اس کے اور کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی کہ ایک پاک معاہدہ کی شرائط کے نیچے دو انسانوں کا زندگی بسر کرنا ہے اور جو شخص شرائط شکنی کا مرتکب ہو وہ عدالت کی رو سے معاہدہ کے حقوق سے محروم رہنے کے لائق ہو جاتا ہے اور اسی محرومی کا نام دوسرے لفظوں میں طلاق ہے لہذا طلاق ایک ایسی پوری جدائی ہے جس سے مطلقہ کی حرکات سے شخص طلاق دہندہ پر کوئی بد اثر نہیں پہنچتا۔ یا دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک عورت کسی کی منکوحہ ہو کر نکاح کے معاہدہ کو کسی اپنی بدچلنی سے توڑ دے تو وہ اس عضو کی طرح ہے جو گندہ ہو گیا اور سڑ گیا یا اُس دانت کی طرح ہے جسکو کیڑے نے کھا لیا اور وہ اپنے شدید درد سے ہر وقت تمام بدن کو ستاتا اور دکھ دیتا ہے تو اب حقیقت میں وہ دانت دانت نہیں ہے اور نہ وہ متعفن عضو حقیقت میں عضو ہے اور سلامتی اسی میں ہے کہ اس کو اُکھیڑ دیا جائے اور کاٹ دیا جائے اور پھینکدیا جائے یہ سب کارروائی **قانون قدرت** کے موافق ہے۔ عورت کا مرد سے ایسا تعلق نہیں جیسے اپنے ہاتھ اور اپنے پیر کا۔ لیکن تاہم اگر کسی کا ہاتھ یا پیر کسی ایسی آفت میں مبتلا ہو جائے کہ اطبا اور ڈاکٹروں کی رائے اسی پر اتفاق کرے کہ زندگی اسکی کاٹ دینے میں ہے تو بھلا تم میں سے کون ہے کہ ایک جان کے بچانے کے لئے کاٹ دینے پر راضی نہ ہو پس ایسا ہی اگر تیری منکوحہ اپنی بدچلنی اور کسی

بها باپ سے تیرے پر وبال لاوے تو وہ ایسا عضو ہے کہ بگڑ گیا اور سڑ گیا اور اب وہ تیرا عضو نہیں ہے اُسکو جلد کاٹ دے اور گھر سے باہر پھینکدے ایسا نہ ہو کہ اسکی زہر تیرے سارے بدن میں پہنچ جائے اور تجھے ہلاک کرے پھر اگر اس کاٹے ہوئے اور زہریلے جسم کو کوئی پرند یا درند کھالے تو تجھے اس سے کیا کام - کیونکہ وہ جسم تو اُسی وقت سے تیرا جسم نہیں رہا جبکہ تو نے اُس کو کاٹ کر پھینکدیا ✝ اب جبکہ طلاق کی ایسی صورت ہے کہ اس میں خاوند خاوند نہیں رہتا اور نہ عورت اُسکی عورت رہتی ہے اور عورت ایسی جدا ہو جاتی ہے کہ جیسے ایک خراب شدہ عضو کاٹ کر پھینکدیا جاتا ہے تو ذرا سوچنا چاہیئے کہ طلاق کو نیوگ سے کیا مناسبت ہے طلاق تو اس حالت کا نام ہے کہ جب عورت سے بیزار ہو کر بکلی قطع تعلق اُس سے کیا جائے مگر نیوگ میں تو خاوند بدستور

حاشیہ ✝ بعض ہندو نہایت نادانی کی وجہ سے بول اُٹھتے ہیں کہ مسلمانوں کی حدیثوں میں لکھا ہے کہ **آدم** نے بوجہ ضرورت اپنی بیٹیاں اپنے بیٹوں کو بیاہ دی تھیں سو یہ کام کیا نیوگ سے کچھ کم ہے سو ایسے ہندوؤں کو یاد رہے کہ یہ بیان نہ قرآن مجید میں پایا جاتا ہے نہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں اور اگر ہے تو دکھلاؤ - ہاں بعض مسلمانوں کا یہ قول ضرور لکھا ہے کہ **حضرت آدم** کے وقت چونکہ اور انسان دُنیا میں نہ تھے اس لئے خدا نے یہ کیا کہ **حوا** اُنکی بیوی ہمیشہ لڑکی اور لڑکا توام جنتیں اور حضرت آدم پہلے پیٹ کی لڑکی کو دوسرے پیٹ کے لڑکے کے ساتھ شادی کر دیتے لیکن اس قول کا قائل نہ تو قرآن سے کوئی سند لایا اور نہ **رسول اللہ** صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث اس نے پیش کی - اس لئے یہ قول مردود ہے - اور جس طرح منو یا یاداننبک کے ایسے مسائل جو وید کے مخالف ہیں آریہ نہیں مانتے اسی طرح ہم بھی ایسی باتوں کو نہیں مانتے اور حیا اور انصاف کے برخلاف ہے کہ ہمارے سامنے ایسی باتیں پیش کی جائیں کہ جو نہ قرآن میں نہ حدیث میں موجود ہیں اور نہ اُن پر مسلمانوں کا عمل ہے اور جس نامعلوم شخص کا یہ قول ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس بات کے تصور سے کہ حضرت آدم کے وقت میں تو دُنیا میں کوئی اور بھی انسان نہیں تھا پھر اُنکی اولاد کے کہاں رشتے ہوئے یہ بات ضرورتاً اپنے دل سے بنالی کہ شاید انتظام ہوگا کہ ذرہ پیٹ کے لحاظ سے تبدیلی کر کے نکاح کرا دیا جاتا ہوگا - مگر اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ حضرت آدم کی اولاد چالیس ۴۰ لڑکے تھے اور ان سے پوتے پڑوتے وغیرہ ہو کر حضرت آدم کے جیتے جی چالیس ۴۰ ہزار آدمی دُنیا میں ہوگیا تھا اگر اضطراری طور پر کوئی ایسا کام جائز بھی رکھا جاتا تو دُور کے رشتوں سے ہوتا - اور یہ بھی ممکن ہے کہ جیسے حضرت حوا حضرت آدم کی پسلی سے نکالی گئیں ایسا ہی ہر ایک لڑکے کی جورو اسکی پسلی سے نکالی گئی ہو یا ممکن ہے کہ حضرت آدم کی طرح جورووان بھی الگ پیدا ہو گئی ہوں کیونکہ جس نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا وہ آدم کی لڑکوں کی جورواں

خاوند رہتا ہے اور نکاح بھی بدستور نکاح ہی کہلاتا ہے اور جو شخص اس غیر عورت سے ہمبستر ہوتا ہے اس کا نکاح اُس عورت سے نہیں ہوتا۔ اور اگر یہ کہو کہ مسلمان بے وجہ بھی عورتوں کو طلاق دیدیتے ہیں تو تمھیں معلوم ہے کہ ایشر نے مسلمانوں کو لغو کام کرنے سے منع کیا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے والذین ھم عن اللغو معرضون اور قرآن میں بے وجہ طلاق دینے والوں کو بہت ہی ڈرایا ہے۔ ماسوا اس کے تم اس بات کو بھی تو ذرا سوچو کہ مسلمان اپنی حیثیت کے موافق بہت سا مال خرچ کر کے ایک عورت سے شادی کرتے ہیں اور ایک قسم کثیر عورت کے مہر کی ان کے ذمہ ہوتی ہے اور بعضوں کے مہر کئی ہزار اور بعض کے ایک لاکھ یا کئی لاکھ ہوتے ہیں اور یہ مہر عورت کا حق ہوتا ہے اور طلاق کے وقت بہرحال اس کا اختیار ہوتا ہے کہ وصول کرے اور نیز قرآن میں یہ حکم ہے کہ اگر عورت کو طلاق دیجائے تو جسقدر مال عورت کو طلاق سے پہلے دیا گیا ہے وہ عورت کا ہی رہے گا۔ اور اگر عورت صاحب اولاد ہو تو بچوں کے تعہد کی مشکلات اس کے علاوہ ہیں اس واسطے کوئی مسلمان جب تک اسکی جان پہ بنے عورت کی وجہ سے کوئی وبال نہ پڑے تب تک طلاق کا نام نہیں لیتا بھلا کون ایسا پاگل ہے کہ بے وجہ اس قدر تباہی کا بوجھ اپنے سر پر ڈال لے بہرحال جب مرد اور عورت کے تعلقات نکاح باقی نہ رہے تو پھر نیوگ کو اس سے کیا نسبت جس میں عین نکاح کی حالت میں ایک شخص کی عورت دوسرے شخص سے ہمبستر ہو سکتی ہے پھر طلاق مسلمانوں سے کچھ خاص بھی نہیں بلکہ ہر یک قوم

حاشیہ

بھی اسی طرح پیدا کر سکتا تھا۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب میں اس کا کچھ بھی ذکر نہیں اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں کچھ ذکر ہے اس لئے ایسے سوالوں کے وقت ہمارا یہی جواب ہے کہ اُس وقت جو کچھ خدا تعالیٰ کی تقدس اور حکمت کے مناسب ہوگا وہی کام خدا تعالیٰ نے کیا ہوگا بے حیائی کے کاموں سے تو وہ آپ منع فرماتا ہے اور چونکہ تعطل صفات خدا تعالیٰ پر جائز نہیں اور ہمارے آدم سے پہلے بھی کئی اُمتیں دُنیا میں ہو چکی ہیں اس لئے یہ بھی کچھ تعجب کی بات نہیں کہ آریہ لوگ جو کرڑہا برسوں کا دعویٰ کرتے ہیں اُن پر وبال آنے کے بعد کچھ لڑکیاں اُنکی باقی رہ گئی ہوں اُنھیں لڑکیوں سے حضرت آدم کے لڑکوں نے نکاح کر لیا ہو پس اِس صورت میں تو مسلمان آریوں کے داماد ثابت ہوئے اور یہ بات قرین قیاس بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ لکھا ہے کہ حضرت آدم مع اپنے لڑکوں کے ہندوستان میں تشریف لائے اور غالباً یہ تشریف لانا شادی کی تقریب پر ہوگا۔ واللہ اعلم۔ منہ ۱۲

میں بشرطیکہ دیوث نہ ہوں نکاح کا معاہدہ صرف عورت کی نیک چلنی تک ہی محدود ہوتا ہے اور
اگر عورت بدچلن ہو جائے تو ہر یک قوم کے غیرتمند کو خواہ ہندو ہو خواہ عیسائی ہو بدچلن عورت
سے علیحدہ ہونے کی ضرورت پڑتی ہے مثلاً ایک آریہ کی عورت نے ایک چوہڑے سے ناجائز تعلق
پیدا کر لیا ہے چنانچہ بارہا اس ناپاک کام میں پکڑی بھی گئی اب آپ ہی فتویٰ دو کہ اس آریہ کو کیا کرنا
چاہیئے بکیا نکاح کا معاہدہ ٹوٹ گیا یا اب تک باقی ہے کیا یہ اچھا ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرح
اُس عورت کو طلاق دیدے یا یہ کہ ایک دیوث بنکر اس آشنا پر راضی رہے یا مثلاً ایک عورت
علاوہ بدکار ہونے کے خاوند کے قتل کرنے کے فکر میں ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ اس کا خاوند ایک
مدت تک اسکی بدکاری کو دیکھتا رہے اور اس پر خوش رہے اور آخر اس فاسقہ کے ہاتھ سے
قتل ہو غرض یہ مثال نہایت درست ہے کہ گندی عورت گندے عضو کی طرح ہے اور اس کا
کاٹ کر پھینکنا اسی قانون کی رو سے ضروری پڑا ہوا ہے جس قانون کی رو سے ایسے عضو کاٹے
جاتے ہیں اور چونکہ ایسی عورتوں کو اپنے پاس سے دفع کرنا واقعی طور پر ایک پسندیدہ بات اور
انسانی غیرت کے مطابق ہے اس لئے کوئی مسلمان اس کارروائی کو چھپے چھپے ہرگز نہیں کرتا مگر
نیوگ چھپکر کیا جاتا ہے کیونکہ دل گواہی دیتا ہے کہ یہ بُرا کام ہے ؛

جب رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو پنڈت سخت نادم ہو کر لاجواب ہو گیا اور کہا کہ اب مجھے
سمجھ آ گیا کہ نیوگ حقیقت میں خباثت کا ہی کام ہے تب ہی تو چھپکر کیا جاتا ہے کیونکہ انسانی
فطرت اور انسانی کانشنس اس کو مردانہ غیرت کے برخلاف سمجھتے ہیں پس نیوگ اور طلاق کو
ایک ہی رنگ میں سمجھنا ٹھیک نہیں یہ بات فی الحقیقت سچی ہے کہ نکاح مرد اور عورت میں
ایک عہد ہے اور وہ بدعہدی کے بعد قائم نہیں رہ سکتا اور جو شخص اپنی عورت کو بدکار پاکر پھر بھی
اس سے قطع تعلق نہیں کرتا وہ حقیقت میں دیوث اور بے عزت ہی ہے اور حقیقت میں ایسی
عورت سے قطع تعلق نہ کرنا اس مثال کے نیچے داخل ہے کہ ایک شخص ایسے عضو کو بھی اپنے وجود
کا ٹکڑہ ہی سمجھے جو سڑ گل گیا اور بدبو سے دماغ کو پریشان کرتا ہے اور اپنی عفونت سے چنگے بھلے
وجود کو دکھ دے رہا ہے بیشک ایسے عضو کو جلد کاٹ دینا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ تمام بدن ہی تباہ
ہو جائے مگر نیوگ کی حالت میں تو وہ عورت کسی طرح سڑے ہوئے عضو کی مانند نہیں ہو سکتی اور

ایک تندرست عضو کی طرح ہوتی ہے جو بدن کی جز ہے اور ایک بھلے مانس کے نکاح میں ہوتی ہے اور پھر عین منکوحہ ہونے کی حالت میں دوسرے سے ہمبستر کرائی جاتی ہے یہ درحقیقت بےعزتی اور بے شرمی کی بات ہے کیا کہیں ہمارے ویدوں کے رشی بھی بڑے ہی سیدھے تھے جنھوں نے ایسی ایسی باتیں لکھدیں۔ **رام دئی** نے کہا کہ ایسی باتیں کسی سیدھے کا کام نہیں بلکہ بے غیرت کا کام ہے جس نے تمام دنیا کی کانشنس کی مخالفت کی دُنیا کے مذاہب میں ہزاروں اختلاف ہیں ضرورتوں کے وقت طلاقیں بھی ہوتی چلی آئی ہیں مگر ایسا تو کسی مذہب ملت میں سُنا نہیں گیا اور نہ کوئی ایسی کتاب دیکھی کہ اس درجہ بے غیرتی کی تعلیم دیوے کہ ایک عورت باوجود قید نکاح اور زندہ ہونے خاوند کے اس لالچ سے دوسروں سے ہمبستر ہوتی پھرے کہ تا اُن سے اولاد حاصل کرے **پنڈت** نے کہا کہ ہاں رام دئی یہ سب سچ ہے اب مجھے شرمندہ تومت کریں خوب سمجھ گیا کہ نیوگ کی تعلیم سراسر گندی تعلیم ہے اور دھرم کی بات تو یہی ہے کہ نیوگ کو طلاق سے کچھ نسبت نہیں۔ جو عورت طلاق ہو چکی وہ خاوند والی تو نہیں کہلاتی اور تمام لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ اب یہ فلاں شخص کی عورت نہیں مگر نیوگ میں تو نکاح قائم ہوتا ہے اور عورت اپنے مرد کی وارث ہوتی ہے اور اس کے گھر میں آباد ہوتی ہے مگر اس لئے بدفعلی کراتی ہے کہ تا اس کے لئے اولاد حاصل کرے لیکن ہم لوگ لاچار ہو کر مسلمانوں کو یہی جواب دیدیا کرتے ہیں کیا کریں دل نہیں چاہتا کہ **وید پر داغ لگاویں**۔ **رام دئی** نے کہا کہ پنڈت جی یہ تو ہٹ دھرمی ہے کہ وید کی محبت سے حق کو چھپاویں طلاق تو ایک سخت رسوائی سے نجات پانے کے لئے آخری علاج ہے مگر نیوگ اپنے ہاتھ سے ایک رسوائی پیدا کرنا ہے اور تم خود سوچو کہ جب ایک عورت نکاح کے عہد پر جو پاکدامنی اور نیک چلنی و فرمانبرداری ہے قائم نہ رہی تو انجام کار بجز طلاق کے اور کیا علاج ہے اسی لئے گورنمنٹ انگریزی کو بھی اپنی قوم کے لئے ضرورتوں کے وقت طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا۔ جن لوگوں کی عورتیں بدکار ہو جاتی ہیں اور وہ اپنی عورتوں کو طلاق نہیں دیتے اور انکی بدکاری سے کراہت نہیں کرتے بلکہ کسی آشنا کو گھر میں دیکھ کر واپس چلے جاتے ہیں اُنکی لوگ کچھ تعریف نہیں کرتے بلکہ چاروں طرف سے اُنپر لعنتیں پڑتی ہیں اور دیوث کہلاتے ہیں۔ اگر وہ انسانی غیرت سے طلاق دیتے تو کوئی بھی اُن کو بُرا نہ کہتا اس سے ثابت ہے کہ اس دُنیا کے پیدا کرنے والے نے انسانوں کی عام فطرت میں یہ غیرت رکھ

دی ہے کہ وہ ہرگز راضی نہیں ہوتے کہ ایک عورت منکوحہ نکاح کی حالت میں اپنے خاوند کی زندگی
میں کسی دوسرے سے خرابی کرے اور جن لوگوں میں فطرتی غیرت باقی نہیں رہی وہ اس گندے
اور سڑے ہوئے عضو کی طرح ہیں جو اپنی صحت کی تمام قوتوں کو کھو چکا ہے یہی سبب ہے کہ انسانی
غیرت نے طلاق کو بے کراہت جائز رکھا اور نیوگ کو جائز نہ رکھا پس اسی باعث سے عام ہندو
اس نیوگ کے عمل کو اپنی بہو بیٹیوں اور بیویوں سے چھپا چھپا کر کراتے ہیں اور کھلے طور پر کوئی
شخص اپنی استری یا بیٹی کو کسی غیر سے ہمبستر نہیں کرتا پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی
غیرت کے زور نے وید پر ایمان لانے سے روک دیا اگر یہ حکم انسانی غیرت کے موافق ہوتا تو تمام
ہندو کھلے کھلے طور پر کر کے دکھلاتے اب کیسی بے شرمی ہے کہ کھلے طور پر نیوگ پر عمل کر کے نہیں دکھلاتے
اور پھر طلاق سے اسکو مشابہت دیتے ہیں بھلا اگر اپنی بات میں سچے ہیں تو جیسے مسلمان ضرورتوں
کے وقت کھلے کھلے طور پر طلاق دیدیتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے ایسا ہی ہندو بھی اس عمل
کو مردِ میدان بنکر دکھلاویں مثلاً اسی شہر میں دس بیس ہندو اپنی عورتوں کو دوسروں سے ہمبستر کراویں
اور اشتہار دیدیں کہ آج رات فلاں فلاں لالہ صاحب اور فلاں فلاں پنڈت صاحب نے اپنی
جوان عورت کو فلاں فلاں شخص سے اولاد کی غرض سے یا شہوت فرو کرانے کے لئے ہمبستر کرادیا ہے
اور جبتک اپنی عورتوں کو غیروں سے ہمبستر نہ کراویں تب تک انکو طلاق وغیرہ کا نام لیکر کسی الزامی
جواب دینے کا حق نہیں پہنچتا کیونکہ مسلمانوں کی کارروائی منافقانہ نہیں۔ وہ جس بات کو اللہ
و رسول کا حکم قرار دیتے ہیں اس کے بجا لانے میں کسی سے نہیں ڈرتے اور نہ کسی کی ملامت کا
اندیشہ کرتے ہیں پس اگر ہندو بھی درحقیقت نیوگ کے مسئلہ کو سچا ہی سمجھتے ہیں اور برکتوں کے
حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں تو الزامی جوابوں سے پہلے اپنی عورتوں سے کھلے کھلے طور پر نیوگ
کرا کر دکھلائیں ورنہ جھوٹے مردار ہیں یہ بات سنکر پنڈت جی چپکے ہی کھسک گئے پھر بات نکی +

قادیان کے آریوں کے ان اعتراضوں کا جواب جو انھوں نے اپنے اشتہار میں لکھے ہیں

اوّل اسلام کی تعلیم میں عورت کو محض ایک ذریعہ شہوت رانی کا سمجھا گیا ہے **الجواب**

ہم اسی رسالہ میں لکھ چکے ہیں کہ اسلام نے نکاح کرنے سے علت غائی بھی یہی رکھی ہے کہ تا انسان کو وجہ حلال سے نفسانی شہوات کا وہ علاج میسر آوے جو ابتداء سے خدا تعالٰے کے قانون قدرت میں رکھا گیا ہے اور اس طرح اس کو عفت اور پرہیزگاری حاصل ہو کرنا جائز اور حرام شہوت رانیوں سے بچا رہے جس نے اپنی پاک کلام میں فرمایا کہ نِسَاءُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ یعنی تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں انکی نسبت کیا کہہ سکتے ہیں کہ اسکی غرض صرف یہ تھی کہ تا لوگ شہوت رانی کریں اور کوئی مقصد نہو۔ کیا کھیتی سے صرف لہو ولعب ہی غرض ہوتی ہے یا یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو بیج بویا گیا ہے اس کو کامل طور پر حاصل کرلیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا جس نے اپنی مقدس کلام میں فرمایا مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ یعنے تمہارے نکاح کا یہ مقصود ہونا چاہیئے کہ تمہیں عفت اور پرہیزگاری حاصل ہو اور شہوات کے بد نتائج سے بچ جاؤ۔ یہ نہیں مقصود ہونا چاہیئے کہ تم حیوانات کی طرح بغیر کسی پاک غرض کے شہوت کے بندے ہو کر اس کام میں مشغول رہو کیا اس حکیم خدا کی نسبت یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اس نے اپنی تعلیم میں مسلمانوں کو صرف شہوت پرست بنانا چاہا اور یہ باتیں فقط قرآن شریف میں نہیں بلکہ ہماری معتبر حدیث کی دو کتابیں بخاری اور مسلم میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت ہے اور اعادہ کی حاجت نہیں ہم اسی رسالہ میں لکھ چکے ہیں قرآن کریم تو اسی غرض سے نازل ہوا کہ تا اُن کو جو بندہ شہوت تھے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع دلاوے اور ہر یک بے اعتدالی کو دور کرے۔ عرب میں صدہا بیبیوں تک نکاح کر لیتے تھے اور پھر ان کے درمیان اعتدال بھی ضروری نہیں سمجھتے تھے ایک مصیبت میں عورتیں پڑی ہوئی تھیں جیسا کہ اس کا ذکر جان ڈیون پورٹ اور دوسرے بہت سے انگریزوں نے بھی لکھا ہے قرآن کریم نے ان صدہا نکاحوں کے عدد کو گھٹا کر چار تک پہنچا دیا بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی کہدیا فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً۔ یعنی اگر تم ان میں اعتدال نہ رکھو تو پھر ایک ہی رکھو پس اگر کوئی قرآن کے زمانہ پر ایک نظر ڈالکر دیکھے کہ دنیا میں تعدد ازدواج کس افراط تک پہنچ گیا تھا اور کیسی بے اعتدالیوں سے عورتوں کے ساتھ برتاؤ ہوتا تھا تو اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ قرآن نے دنیا پر یہ احسان کیا کہ ان تمام بے اعتدالیوں کو موقوف کر دیا لیکن چونکہ قانون قدرت ایسا ہی پڑا ہے کہ بعض اوقات انسان کو اولاد کی خواہش اور بیوی کے عقیمہ ہونے کے

سبب سے یا بیوی کے دائمی بیمار ہونے کی وجہ سے یا بیوی کی ایسی بیماری کے عارضہ سے جس میں مباشرت ہرگز ناممکن ہے جیسی بعض صورتیں خروج رحم کی جنمیں چھونے کے ساتھ ہی عورت کی جان نکلتی ہے اور کبھی دس دس سال ایسی بیماریاں رہتی ہیں اور یا بیوی کا زمانہ پیری جلد آنے سے یا اس کے جلد جلد حملدار ہونے کے باعث سے فطرتاً دوسری بیوی کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے اسقدر تعدد کے لئے جواز کا حکم دیدیا اور ساتھ اس کے اعتدال کی شرط لگادی۔ سو یہ انسان کی حالت پر رحم ہے تا وہ اپنی فطری ضرورتوں کے پیش آنے کے وقت الٰہی حکمت کے تدارک سے محروم نہ رہے جنکو اس بات کا علم نہیں کہ عرب کے باشندے قرآن شریف سے پہلے کثرت ازدواج میں کس بے اعتدالی تک پہنچے ہوئے تھے۔ ایسے بیوقوف ضرور کثرت ازدواجی کا الزام اسلام پر لگاینگے مگر تاریخ کے جاننے والے اس بات کا اقرار کرینگے کہ قرآن نے اُن رسموں کو گھٹایا ہے نہ کہ بڑھایا پس جس نے تعدد ازدواج کی رسم کو گھٹایا اور نہایت ہی کم کردیا اور صرف اس اندازہ پر جواز کے طور پر رہنے دیا جسکو انسان کی تمدن کی ضرورتیں کبھی نہ کبھی چاہتی ہیں۔ کیا اس کو کہہ سکتے ہیں کہ اس نے شہوت رانی کی تعلیم سکھائی ہے +

اس جگہ ہم جان ڈیون پورٹ* کی کتاب سے اور دوسرے چند فاضل انگریزوں کی بعض عبارتیں حاشیہ میں نقل کرکے لکھتے ہیں تا معلوم ہو کہ مخالف لوگوں نے بھی باوجودیکہ نہیں چاہتے تھے کہ تائید اسلام میں کچھ لکھیں مجبور ہو کر اس شہادت کو ادا کردیا ہے ہاں بعض بدذات پادری جو

نوٹ* جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب کے صفحہ ۸۵ میں لکھتے ہیں کہ اہل عرب میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کا قدیم سے رواج چلا آتا تھا۔ آپکے احکام نے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے کثرت نکاح کے طریق کو جو اہل مشرق میں بہت رواج پاگیا تھا کم کردیا یعنے گھٹا دیا وہ لوگ علاوہ کثرت ازدواج کے اپنی رشتہ دار عورتوں سے بھی خراب ہوا کرتے تھے مگر آپ کی تعلیم سے وہ باتیں بالکل معدوم ہوگئیں۔ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ جو قرآن پڑھے اور اس کے دل پر خوف کا اثر نہ ہو۔ حقیقت میں یہ بات ناممکن ہے کہ ایک شخص بانی مذہب ہو اور وہ ایسی باتیں نکالے جن سے بدکاری رائج ہو اور پھر اُس کے مذہب میں بالکل کامیابی حاصل ہو جائے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس مذہب کے مسائل کی سختی ہی زیادہ اسکی کامیابی کی باعث ہوئی ہے اور پھر صفحہ ۱۷۲ میں لکھتے ہیں کہ مشرق میں بہت سے نکاح کرنیکی رسم حضرت ابراہیم کے وقت سے ہی چلی آتی ہے اور یہ بات انجیل کے بہت سے فقروں سے ثابت ہے کہ یہ

نوٹ نیوگ کے بارے میں وید اور دیانند اور منو اور پوران اور یاگوولک جی کی گواہی تو ہم لکھ چکے ہیں۔ اب گبن جیسے فاضل انگریزی کی بھی گواہی سن لو +

ضمیمہ

رسم انجیل کے زمانہ میں بھی بُرے خیال سے نہیں کی گئی۔ ایسا ہی پروفیسر مارس صاحب اسلامی تعلیم کے اعتدال کی تعریف کر کے آخر میں لکھتے ہیں کہ جب عیسائی مذہب کے پیچ در پیچ اور ناقابل فہم عقیدوں پر خیال کیا جاتا ہے تو شاید ایک فلاسفر دین اسلام کی خوبی اور صفائی عقائد اور سادگی اور اس کا بناوٹ سے پاک ہونا دیکھ کر آہ کر کے پچھتاوے کہ میرا مذہب ایسا کیوں نہ ہوا۔ پھر **گبن صاحب** اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں یہودیوں میں جوروان کرنے کی کوئی حد نہ تھی۔ اور مجوسیوں نے اپنی ماؤں کو بھی اپنے لئے مباح کر لیا تھا۔ ایسا ہی عرب بھی بلاتعین جورئیں رکھتے تھے اور انکی اخلاقی حالت یہاں تک بگڑ گئی تھی کہ میراث کے مال کی طرح باپ کی منکوحہ عورتوں کو بھی باہم بانٹتے تھے اور تمام عورتیں بلا کسی امتیاز کے مردوں کی وحشیانہ خواہشوں کے پورا کرنے کا آلہ سمجھی جاتی تھیں بلکہ بعض قبائل یمن میں جو کسی قدر یہودی اور کسی قدر صابی تھے یعنی ستارہ پرست تھے ایک عورت کے کئی کئی خصم ہوتے تھے اور ہندوؤں کی قدیم رسم کی طرح یہ رسم بھی بے تکلف جاری تھی کہ جب عورت اپنی معمولی حالت کے بعد غسل سے فارغ ہوتی تو کمبخت بے حیا شوہر اس کو کہتا کہ فلاں شخص کو بلا بھیج اور حمل کے آثار ظاہر ہونے تک بڑی احتیاط کے ساتھ جورو سے کنارہ کش رہتا اور اس سے یہ غرض ہوتی کہ بچہ شریف اور نجیب شخص کے تخم سے ہو اور اس سے بڑھ کر یہ رسم تھی جو چند آدمی شمار میں دس سے کم ہوتے اکٹھے ہو کر ایک عورت کے پاس جاتے اور اُس سے ہمبستر ہوتے۔ اور پھر لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب خرابیوں کو دور فرمایا۔ اور نکاح کو ایک معاہدہ قرار دیا گیا۔ اور ہر یک افراط کو دور کر دیا گیا اور تشریح کی گئی کہ کن عورتوں کے ساتھ نکاح ہونا چاہیئے اور کس حد تک اور وہ حدود مقرر کئے گئے جو عقل اور اخلاق کے برخلاف نہیں اور جب ہم عرب جاہلیت کی کثرت ازدواج اور اس طرز سلوک کا خیال کرتے ہیں جو وہ اپنی عورتوں کے ساتھ کرتے تھے اور پھر اس حالت پر غور کرتے ہیں کہ جو اسلام کے طفیل سے اُن کو حاصل ہوئی تو ہمارا دل ایک فخر آمیز تعجب سے بھر جاتا ہے اور یقین ہوتا ہے کہ انسان کے دل پر اس قسم کا تصرف کہ جس نے ان شہوت پرستوں کی حالتوں کو بالکل پھیر دیا بے شبہ وہ ربانی تصرف تھا اور ایزک ٹیلر صاحب نے افریقہ میں مذہب اسلام کی نسبت بحث کرتے ہوئے قصبہ وولورہمپٹن کے چرچ کانگریس کے روبرو اپنی رائے حسب ذیل بیان کی۔ تعداد ازدواج ایک بڑا دقیق مسئلہ ہے موسیٰ نے اس کو نہیں روکا اور داؤد جس کا خدا کا ساؤل تھا اس کو عمل میں لایا۔ اور انجیل میں صاف طور سے ممنوع نہیں ہے۔ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے تعدد ازدواج کی بیحد اجازت کو محدود کر دیا۔ تعدد ازدواج کے سبب سے مسلمانوں میں بدکاری کم ہے۔ ہم کو خبردار ہونا چاہیئے کہ شائد ایک بُرائی کو بے وقت دُور کرنے میں ہم اس کی جگہ ایک اس سے زیادہ بُری برائی قائم کر دیں منہ +

کئے اور صدہا اعتراض اسلام اور قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جما دیئے مگر دیکھنا چاہیئے
کہ ان اعتراضوں کا انکے پاس ثبوت کیا ہے کیا قرآن شریف سے یا کسی حدیث صحیح سے انھوں
نے لئے ہیں ہمیں تو ان نادانوں پر نہایت افسوس کے ساتھ رونا آتا ہے کہ جنھوں نے جلد بازی
سے نہ صرف اپنے تئیں تباہ کیا بلکہ بعض متعصب آریوں کو بھی ساتھ ہی لے ڈوبے۔ یہ کمینہ طبع
لوگ نکتہ چینی کے لئے تو حریص تھے ہی اسپر چند شریر اور نادان عیسائیوں کی کتابیں انکو مل گئیں
اور شیطانی جوش نے یہ تلقین دی کہ یہ سب سچ ہے لہٰذا اس روسیاہی اور ندامت کا انھوں
نے بھی حصہ لیا۔ جواب نادان پادریوں کے مُنہ پر نمایاں ہے۔ میرے نزدیک جھوٹا ثابت ہونے
کی ذلت ہزاروں موتوں سے بدتر ہے اگر عیسائی سچے تھے تو اب ہماری باتوں کا کیوں جواب نہیں
دیتے اگر وہ عربی میں دخل رکھتے تھے تو ہم نے نور الحق کو تالیف کر کے پانچہزار روپے کا اشتہار دیا
اور کہا کہ یہ روپیہ اپنے پاس ہی جمع کرالیں اور عربی میں بالمقابل کتاب لکھ کر دکھلا دیں سو
ایسے چپ ہوئے کہ گویا مر گئے کیا یہی وہ لوگ تھے جنکی شہادت قرآن کریم کی نکتہ چینی میں قبول
کی گئی کسی کتاب کی تعلیم پر ذاتی حملہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اوّل اُس کتاب کی زبان بھی معلوم
ہو ورنہ صرف دخل بے جا اور شیطانی حرکت ہوگی۔ ہاں اس صورت میں ایک شخص جو زبان سے
ناواقف ہے اعتراض کر سکتا ہے جب اعتراض کی بنا ایسے فاضل اور مسلم لوگوں کی شہادت
پر ہو جو زبان کے ماہر اور دینی اسرار کے محقق مانے گئے ہیں جیسا کہ ہم نے نیوگ کا اعتراض
دیانند کے وید بھاش کے مطابق اور منو اور یاگولک جی اور گوردت اور پوران وغیرہ کے حوالہ سے
کیا ہے۔ سو ایسے نہایت بزرگ اعتراضوں میں جو قوم کے برگزیدہ اور مسلم پیشواؤں کے حوالوں
پر مبنی ہوں جنکی شہادت کو ماننا ضروری ہو ہر یک کو حق پہنچتا ہے کہ ان لوگوں کو ملزم کرے جو لوگ
اُنکی شہادت کو ایک قطعی اور یقینی شہادت سمجھتے ہیں مگر یہ تو نہایت بے ایمانی اور بدذاتی ہے کہ
آپ تو زبان میں کچھ بھی مہارت نہ رکھیں اور ان معانی کو قبول نہ کریں جو قوم کے پیشوا بتلاتے
ہیں اور ایسے معانی پیش کریں کہ نہ تو قوم کے پیشوا نے بتلائے اور نہ اُن لوگوں نے جو اس پیشوا
کے بعد بطور نائب کے تسلیم کئے گئے تھے اور نہ مسلم العلم والفضل اکابر قوم نے اُن معنوں کی
طرف کوئی بھی اشارہ کیا۔ یہی خیانتیں ہیں جو نادان پادریوں سے ظہور میں آئیں خدائے کامل و

قدوس پرنو ماں کی حاجت کا بھی داغ لگایا اور اس پاک تعلیم پر اعتراض کیا جسکی راستی پر ایک ایسا بادیہ نشین گواہی دے سکتا ہے جو زمین و آسمان کی بناوٹ کو سوچ کر اس کے خالق کا پتہ لگانا چاہیے +

دوسرا سوال مسلمان حیض کے دنوں میں بھی عورت سے جُدا نہیں ہوتے **الجواب** میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان بہتان طراز لوگوں کا یہ کیسا اعتراض ہے یہ لوگ جھوٹ بولنے کے وقت کیوں خدا تعالےٰ سے نہیں ڈرتے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن (الجز نمبر ۱۵ سورۃ الفرقان) یعنی حیض کے دنوں میں عورتوں سے کنارہ کرو اور انکے نزدیک مت جاؤ یعنی صحبت کے ارادہ سے جبتک کہ وہ پاک ہولیں۔ اگر ایسی صفائی سے کنارہ کشی کا بیان وید میں بھی ہو تو کوئی صاحب پیش کریں لیکن ان آیات سے یہ مُراد نہیں کہ خاوند کو بغیر ارادہ صحبت کے اپنی عورت کو ہاتھ لگانا بھی حرام ہے یہ تو حماقت اور بے وقوفی ہوگی کہ بات کو اس قدر دُور کھینچا جائے کہ تمدن کے ضروریات میں بھی حرج واقع ہو اور عورت کو ایام حیض میں ایک ایسی زہر قاتل کی طرح سمجھا جائے جسکے چھونے سے فی الفور موت نتیجہ ہے اگر بغیر ارادہ صحبت عورت کو چھونا حرام ہوتا تو بیچاری عورتیں بڑی مصیبت میں پڑ جائیں۔ بیمار ہوتیں تو کوئی نبض بھی نہ دیکھ سکتا۔ گرتیں تو کوئی ہاتھ سے اُٹھا نہ سکتا۔ اگر کسی درد میں ہاتھ پیر دبانے کی محتاج ہوتیں تو کوئی دبا نہ سکتا اگر مرتیں تو کوئی دفن نہ کر سکتا کیونکہ ایسی پلید ہوگئیں کہ اب ہاتھ لگانا حرام ہے سو یہ سب نافہمیوں کی جہالتیں ہیں اور سچ یہی ہے کہ خاوند کو ایام حیض میں صحبت حرام ہو جاتی ہے لیکن اپنی عورت سے محبت اور آثار محبت حرام نہیں ہوتے +

تیسرا سوال کیا طلاق میں غیرت سے کام لیا گیا ہے کہ ایک شخص غصے سے اپنی عورت کو ماں بہن کہکر طلاق دیدے تو اُسے پھر عورت بنانا اور گھر میں لانا جائز نہیں۔ جب تک تین مہینے غیر شخص کا بستر گرم نہ کرلے +

الجواب یہ اعتراض صرف ہندوؤں کے تعصب اور بہتان تراشی اور دروغ گوئی پر ہی دلیل نہیں بلکہ اس بات پر بھی دلیل ہے کہ کس قدر یہ نادان فرقہ تعلیم قرآن کے پاک اصولوں سے بے خبر ہے اے لالہ صاحبان اس سے بڑھ کر اور کوئی بھی بدذاتی نہیں کہ ایک بے اصل افترا کو ایسے الفاظ میں پیش کریں جس سے یہ یقین دلانا منظور ہو کہ ہمیں اس میں یقینی اور قطع

علم ہے +

اب میں آپ لوگوں کی کیا کیا غلطی دور کروں کہ آپ لوگوں نے اس سوال کو غلطیوں کی معجون بنا دیا۔ اول تو کسی جاہل کا غصہ میں ماں بہن کہدینا طلاق کا موجب ہی نہیں ہو سکتا +

اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ط وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ط ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ط فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ط (الجزو نمبر ۲۸ سورۃ المجادلہ)

یعنی جو شخص اپنی عورت کو ماں کہہ بیٹھے تو وہ درحقیقت اُسکی ماں نہیں ہو سکتی اُنکی مائیں وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے سو اُنکی بات نامعقول اور سراسر جھوٹ ہے اور خدا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں اور پھر رجوع کریں تو اپنی عورت کے چھونے سے پہلے ایک گردن آزاد کریں یہی خدائے خبیر کیطرف سے نصیحت ہے اور اگر گردن آزاد نہ کر سکیں تو اپنی عورت کو چھونے سے پہلے دو مہینے کے روزے رکھیں اور اگر روزے نہ رکھ سکیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادیں اب فرمایئے کہ جھوٹے بدذات کو کیا سزا دیجاوے جس نے ناحق افترا کر کے اپنی طرف سے یہ بات بنائی کہ ماں کہنے کی حالت میں ایسی طلاق ہو جاتی ہے کہ پھر جبتک دوسرا خصم نہ کرلے خاوند کیطرف رجوع نہیں کر سکتی ایسے دروغ گوؤں کو اگر ایک مرتبہ بھی سزا ہو جائے تو پھر آیندہ جھوٹ بنانے پر جرأت نہ کریں دیکھو کیسی بے حیائی اور افترا پردازی ہے کہ نیوگ کی بات پر غصہ کر کے قرآن پر افترا باندھا۔ یہ غصہ وید پر کرنا چاہیے تھا جس نے ہندوؤں کی عزت کو خاک میں ملادیا۔ ایسا کہ وہ مُنہ دکھلانے کے لائق بھی نہ رہے۔ پھر یہ غصہ منو پر کرنا چاہیے تھا جس نے ویدکی ان شرتیوں کو شائع کیا۔ پھر یا گولک وید کا بھاشیکار اِس غصہ کے لائق تھا۔ جس نے یہ تفسیر لکھ کر سارے آریہ ورت میں شائع کی۔ پھر پورانوں پر یہ غصہ ہونا چاہیے تھا جنھوں نے گھر گھر یہ خوشخبری سُنائی اور پھر دیانند کو کچھ سزا دینی چاہیے تھی جس نے اس زمانہ میں وید کا

پردہ فاش کیا۔ پھر گورنمنٹ بھی کسی قدر مار کھانے کے لائق تھا جس نے نیوگ کے جواز پر انگریزی رسالے لکھے اور میدان میں کھڑے ہو کر دعویٰ کیا کہ ویدکی رو سے **زندہ خاوند والی کا نیوگ جائز ہے** لیکن ان بھلے مانسوں نے قرآن کی تعلیم پر کیوں افترا کیا۔ اب ہمیں دکھلاویں کہ قرآن کریم میں یا کسی حدیث میں کہاں ہے کہ جو اپنی عورت کو ماں کہہ بیٹھے پھر وہ عورت تب اُس کے گھر میں آباد ہو سکتی ہے جبکہ دوسرے کے نکاح میں آجاوے اور تین مہینے اس کے گھر میں آباد رہے اور اگر دکھلا نہ سکیں تو بجز اس کے کیا کہیں کہ

لعنت اللہ علی الکاذبین

جسکی تعلیم یہ خیانت ہے + ایسے دین پر ہزار لعنت ہے

اب ہم ان نادانوں پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن میں کونسی ہدائتیں ہیں جنکی پابندی کے بعد پھر ایک شخص طلاق دینے کا مجاز ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں :-

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا ۝ فَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِھِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ۝

یعنی جن عورتوں کی طرف سے ناموافقت کے آثار ظاہر ہو جائیں پس تم اُن کو نصیحت کرو اور خواب گاہوں میں اُن سے جُدا رہو اور مارو (یعنی جیسی جیسی صورت اور مصلحت پیش آوے) پس اگر وہ تمہاری تابعدار ہو جائیں تو تم بھی طلاق وغیرہ کا نام نہ لو اور تکبر نہ کرو کہ کبریائی خدا کے لئے مسلم ہے یعنی دل میں یہ نہ کہو کہ اسکی مجھے کیا حاجت ہے میں دوسری بیوی کر سکتا ہوں بلکہ تواضع سے پیش آؤ کہ تواضع خدا کو پیاری ہے اور پھر فرماتا ہے کہ اگر میاں بیوی کی مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک منصف خاوند کیطرف سے مقرر کرو۔ اور ایک منصف بیوی کیطرف سے اگر منصف صلح کرانے کے لئے کوشش کرینگے تو خدا توفیق دیدے گا اور پھر فرمایا لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِھِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَۃِ اَشْھُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ ثَلٰثَۃَ قُرُوْٓءٍ

..... اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ط وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ ..... فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ط ..... وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ ..... وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ..... وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ..... وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ..... ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ..... وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۵ **ترجمہ** جو لوگ اپنی بیویوں سے جُدا ہونے کے لئے قسم کھا لیتے ہیں وہ طلاق دینے میں جلدی نکریں بلکہ چار مہینے انتظار کریں۔ سو اگر وہ اس عرصہ میں اپنے ارادے سے باز آجاویں پس خدا کو غفور ورحیم پائینگے۔ اور اگر طلاق دینے پر پختہ ارادہ کرلیں سو یاد رکھیں کہ خدا سُننے والا اور جاننے والا ہے یعنی اگر وہ عورت جسکو طلاق دیگی خدا کے علم میں مظلوم ہو اور پھر وہ بد دعا کرے تو خدا اسکی بد دُعا سُن لے گا۔ اور چاہئے کہ جن عورتوں کو طلاق دیگئی وہ رجوع کی امید کے لئے تین حیض تک انتظار کریں اور ان تین حیض میں جو قریباً تین مہینے ہیں دو دفعہ طلاق ہوگی یعنی ہر یک حیض کے بعد خاوند عورت کو طلاق دے اور جب تیسرا مہینہ آوے تو خاوند کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے کہ اب یا تو تیسری طلاق دیکر احسان کے ساتھ دائمی جُدائی اور قطع تعلق ہے اور یا تیسری طلاق سے رُک جائے اور عورت کو حسن معاشرت کے ساتھ اپنے گھر میں آباد کرے اور یہ جائز نہیں ہوگا کہ جو مال طلاق سے پہلے عورت کو دیا تھا وہ واپس لے لے۔ اور اگر تیسری طلاق جو تیسرے حیض کے بعد ہوتی ہے دیدے تو اب وہ عورت اسکی عورت نہیں رہی۔ اور جب تک وہ دوسرا خاوند نہ کرے تب تک نیا نکاح اس سے نہیں ہوسکتا (یعنی ایسے شخص کی سزا یہی ہے جو باوجود ہدایت متذکرہ بالا کے پھر نہ سمجھے اور چونکہ یہ عورت اب اس کی عورت نہیں رہی اس لئے وہ خاوند کرنے میں اختیار کلی رکھتی ہے اور پھر فرمایا کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ مدت مقررہ تک پہنچ جائیں اور عدت

کی میعاد گذر جائے تو ان کو نکاح کرنے سے مت روکو یعنے جب تین حیض کے بعد تین طلاقیں ہو چکیں عدت بھی گذر گئی تو اب وہ عورتیں تمہاری عورتیں نہیں ان کو نکاح کرنے سے مت روکو اور خدا سے ڈرو۔ اور ان کو عدت کے دنوں میں گھر سے مت نکالو۔ مگر یہ کہ کوئی کھُلی کھُلی بدکاری اُن سے ظاہر ہو اور جب تین حیض کی مدت گذر جائے تو پھر بعد اس کے احسان کے ساتھ رکھ لو یا احسان کے ساتھ اس کو رخصت کردو۔ اگر کوئی تم میں سے خدا سے ڈرے گا یعنی طلاق دینے سے جلدی نہیں کریگا اور کسی بے ثبوت شبہ پر بگڑ نہیں جائے گا تو خدا اسکو تمام مشکلات سے رہائی دیگا اور اس کو ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ اُسے علم نہیں ہوگا کہ مجھے کہاں سے رزق آتا ہے اور جو عورتیں حیض سے نومید ہو گئی ہیں اُنکی مہلت طلاق بجائے تین حیض کے تین مہینہ ہیں اور جو خدا سے ڈرے گا یعنی طلاق دینے میں جلدی نہیں کرے گا خدا اُسکے کام میں آسانی پیدا کردیگا یہ خدا کا حکم ہے جو تمہاری طرف اُتارا گیا اور جو خدا سے ڈرے گا یعنی طلاق دینے میں جلدی نہیں کرے گا اور حتی الوسع طلاق دینے سے دست بردار رہے گا خدا اس کے تمام گناہ معاف کردے گا اور اس کو بہت بڑا اجر دے گا *

حاشیہ اگر کوئی عورت اذیت اور مصیبت کا باعث ہو تو ہم کو کیونکر یہ خیال کرنا چاہیئے کہ خدا ہم سے ایسی عورت کے طلاق دینے سے ناخوش ہوگا میں دلکی سختی کو اُس شخص سے منسوب کرتا ہوں جو اس عورت کو اپنے پاس رہنے دے نہ اس شخص سے جو اُس کو ایسی صورتوں میں اپنے گھر سے نکال دے ناموافقت کے عورت کو رکھنا ایسی سختی ہے جس میں طلاق سے زیادہ بیرحمی ہے طلاق ایک مصیبت ہے جو ایک بدتر مصیبت کے عوض اختیار کی جاتی ہے تمام معاہدے بدعہدی سے ٹوٹ جاتے ہیں پھر اس پر کونسی معقول دلیل ہے کہ نکاح کا معاہدہ ٹوٹ نہیں سکتا اور کیا وجہ کہ نکاح کی نوعیت تمام معاہدوں سے مختلف ہے۔ عیسٰی نے زنا کی شرط سے طلاق کی اجازت دی مگر آخر اجازت تو دے دی۔ نکاح ملاپ کے لئے ہے اس لئے نہیں کہ ہم دائمی تردد اور نزاع کے باعث سے پریشان خاطر رہیں **خلاصہ تقریر جان ملٹن** اگر مرد کسی دوسری جگہ چلا جائے اور اپنے گھر پر حاضر نہ ہو تو آریوں کی عورتوں کو چاہیئے کہ میعاد مقررہ کے بعد نیوگ یعنی کسی دوسرے سے ہمبستر ہو کر اولاد جن لیں۔ کسی کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں اور وید آگیا موافق بیان پنڈت دیانند کے یہ ہے۔ دواہت استری یو دواہت پتی دہرم کے ارتھ پردیس میں گیا ہو تو آٹھ برس۔ ودیا اور کیرتی کے گیا ہو تو چھ۔ اور دھن اوی کامنا کے لئے گیا ہو تو تین برس تک بات دیکھے پشچات نیوگ کرکے سنتان اوتپتی کرے۔ جب دواہت پتی آوے تب نیوکت پتی چھوٹ جاوے +

پس جس حالت میں ہندوؤں کی عورتیں ایسی آزاد ہیں کہ خاوند خلاً ذکر چکا ہے کوئی مفقود الخبر اور گم شدہ نہیں

سوال چوتھا اب دیکھئے کہ لفظ زنا کس موقع کے لئے موزون ہے رسول خدا حضرت محمد صاحب کا ہے اپنے متبنّی زید کی بہو مسماۃ زینب کی خواہش کرنا اور اُس کے معقول عذر پر یہ بہانہ کرنا کہ خدا تعالےٰ نے عرش پر اپنی زبان مبارک سے میرا او زینب کا نکاح پڑھ دیا ہے +

الجواب اے لالہ صاحبان آپ لوگوں نے ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جو تمام پرہیزگاروں اور پاک دلوں کے سردار ہیں زنا کی تہمت لگائی اگرچہ **تعزیرات ہند دفعہ ۲۹۸** کی رو سے ایسے شخصوں کی توہین کے مقدمہ میں جو ایک عظیم الشان پیشوا کی نسبت کیگئی ہے سزا تو یہ ہے کہ کم سے کم عدالت سے ڈاڑھی اور مونچھ منڈوا کر برس برس کی قید ہو اور پیچھے کھترانیوں اور مصرانیوں کو بجز نیوگ کرانے کے اور کوئی صورت کارروائی کے لئے باقی نہ رہے لیکن بالفعل ہم اس امید سے برداشت کرتے ہیں کہ تا شاید تم آیندہ باز آجاؤ +

اب ہم ان آریوں کے اس پُر افترا اعتراض کی بیخکنی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو انھوں نے زینب کے نکاح کی نسبت تراشا ہے ان مفتری لوگوں نے اعتراض کی بنا دو باتین ٹھہرائی ہیں (۱) یہ کہ متبنّے اگر اپنی جورو کو طلاق دیدیوے تو متبنّے کرنے والے کو اس عورت سے نکاح جائز نہیں (۲) یہ کہ زینب آنحضرت کے نکاح سے ناراض تھی تو گویا آنحضرت نے زینب کے معقول عذر پر یہ بہانہ گھڑا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے سو ہم ان دونوں باتوں کا ذیل میں جواب دیتے ہیں +

بقیہ حاشیہ

خطر روز ہے تے ہیں۔ مقام شہر کا نام معلوم ہے اگر چاہیں تو آسانی سے وہاں جا سکتی ہیں مگر پھر بھی وید نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ضرور شہوت کے وقت خاوندوں کے پاس چلی جائیں۔ خاصکر جب خاوند ایک جگہ نوکر اور بڑے معزز عہدہ پر ہو مثلاً ڈپٹی کمشنر ہو تو روپیہ کی بھی کمی نہیں مگر پھر بھی وید نے زناکاری کی رغبت دی اس سے معلوم ہوا کہ وید کے رشیوں کو زنا بہت ہی پیارا تھا تب ہی تو حلال وجہ کے جماع کی پروا نہ رکھ کر نیوگ کو ہی پسند کیا بہر حال جس حالت میں وید کی آگیا کے بموجب اس صورت میں بھی ایک ہندو عورت نیوگ کرا سکتی ہے جبکہ ایک جگہ خاوند نوکر ہو اور وید نے یہ حکم نہیں دیا کہ عورت خاوند کے پاس چلی جاوے بلکہ نیوگ کرانے کی اجازت دیدی ہے تو پھر جب کوئی آریہ جیلخانہ میں قید ہو تو اس صورت میں تو ہندو عورت کو نیوگ کرانے کے لئے اعلیٰ درجہ کا حق پیدا ہوگا کیونکہ وہ جیلخانہ میں نہیں جا سکتی تھی +

امر اوّل کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ متبنّیٰ کرتے ہیں ان کا یہ دعویٰ سراسر لغو اور باطل ہے کہ وہ حقیقت میں بیٹا ہو جاتا ہے اور بیٹوں کے تمام احکام اس کے متعلق ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ قانونِ قدرت اس بیہودہ دعوے کو رد کرتا ہے اس لئے کہ جس کا نطفہ ہوتا ہے اسی کے اعضا میں سے بچہ کے اعضاء حصہ لیتے ہیں اسی کے قولے کے مشابہ اس کے قویٰ ہوتے ہیں اور اگر وہ انگریزوں کیطرح سفید رنگ رکھتا ہے تو یہ بھی اُس سفیدی سے حصہ لیتا ہے اگر وہ حبشی ہے تو اس کو بھی اس سیاہی کا بخرہ ملتا ہے اگر وہ آتشک زدہ ہے تو یہ بیچارہ بھی اُسی بلا میں پھنس جاتا ہے غرض جس کا حقیقت میں نطفہ ہے اُسی کے آثار بچہ میں ظاہر ہوتے ہیں جیسی گیہوں سے گیہوں پیدا ہوتی ہے اور چنے سے چنا نکلتا ہے پس اس صورت میں ایک کے نطفہ کو اُس کے غیر کا بیٹا قرار دینا واقعات صحیحہ کے مخالف ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف مُنہ کے دعوے سے واقعات حقیقیہ بدل نہیں سکتے مثلاً اگر کوئی کہے کہ میں نے سم الفار کے ایک ٹکڑہ کو طباشیر کا ٹکڑہ سمجھ لیا تو وہ اس کے کہنے سے طباشیر نہیں ہو جائے گا اور اگر وہ اس وہم کی بناء پر اُسے کھا جائے گا تو ضرور مرے گا۔ جس حالت میں خدا نے زید کو بکر کے نطفہ سے پیدا کر کے بکر کا بیٹا بنا دیا تو پھر کسی انسان کی فضول گوئی سے وہ خالد کا بیٹا نہیں بن سکتا اور اگر بکر اور خالد ایک مکان میں اکٹھے بیٹھے ہوں اور اُس وقت حکم حاکم پہنچے کہ زید جس کا حقیقت میں بیٹا ہے اُس کو پھانسی دیا جائے تو اُس وقت خالد فی الفور عذر کر دے گا کہ زید حقیقت میں بکر کا بیٹا ہے میرا اُس سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی شخص کے دو باپ تو نہیں ہو سکتے پس اگر متبنّیٰ بنانے والا حقیقت میں باپ ہو گیا ہے تو یہ فیصلہ ہونا چاہیئے کہ اصلی باپ کس دلیل سے لا دعویٰ کیا گیا ہے +

غرض اس سے زیادہ کوئی بات بھی بیہودہ نہیں کہ خدا کی بنائی ہوئی حقیقتوں کو بدل ڈالنے کا قصد کریں۔ دو باتیں ہندوؤں میں قدیم سے چلی آتی ہیں۔ بیٹا بنانا۔ اور خدا بنانا بیٹا بنانے کے لئے تو بڑا عمدہ طریق نیوگ ہے اور خدا اس طرح بناتے ہیں کہ سالگرام کے پتھر پر معمولی منتر پڑھ کر جس کو اواہن کا منتر بھی کہتے ہیں اپنے ہی وہم سے یہ یقین کر لیتے ہیں کہ اب اس میں پرمیشر داخل ہو گیا ہے مگر آریوں نے پرمیشر بننے کے طریق سے انکار

کر دیا ہے مگر بیٹا بنانے کا نسخہ اب تک اُنکی نظر میں قابلِ پسند ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ
اوّل آریہ لوگ گود میں بیگانہ بچہ لے کر بیٹا بناتے تھے پھر یہ بات کچھ بناوٹی سی معلوم ہوئی
لہٰذا اس کے قائم مقام نیوگ نکالا کہ تا اپنی عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا کر اُس کا نطفہ لے
لیں تا نطفہ کے اجزا جورو کے اجزا سے ملجائیں اور اس طرح پر کچھ مناسبت پیدا ہو جائے
مگر اس قابلِ شرم زناکاری کے بعد بھی مرد کو اس نطفہ سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ وہ غیر کا نطفہ
ہے اب چونکہ عقل کسی طرح قبول نہیں کر سکتی کہ متبنّٰی درحقیقت اپنا ہی لڑکا ہو جاتا ہے اس
لئے ایسے اعتراض کرنے والے پر واجب ہے کہ اعتراض سے پہلے اس دعوے کو ثابت کرے اور
درحقیقت اعتراض تو ہمارا حق ہے کہ کیونکہ غیر کا نطفہ جو غیر کے خواص اپنے اندر رکھتا ہے اپنا
نطفہ بن سکتا ہے پہلے اس اعتراض کا جواب دیں اور پھر ہم پر اعتراض کریں اور یہ بھی یاد
رہے کہ زید جو زینب کا پہلا خاوند تھا وہ دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا آپ نے
اپنے کرم ذاتی کی وجہ سے اُس کو آزاد کر دیا اور بعض دفعہ اس کو بیٹا کہا تا غلامی کا داغ اُسپر سے
جاتا رہے چونکہ آپ کریم النفس تھے اس لئے زید کو قوم میں عزت دینے کے لئے آپکی یہ حکمت عملی
تھی مگر عرب کے لوگوں میں یہ رسم پڑ گئی تھی کہ اگر کسی کا اُستاد یا آقا یا مالک اُس کو بیٹا کرکے پکارتا
تو وہ بیٹا ہی سمجھا جاتا یہ رسم نہایت خراب تھی اور نیز ایک بیہودہ وہم پر اسکی بنا تھی کیونکہ جبکہ تمام
انسان بنی نوع ہیں تو اس لحاظ سے جو برابر کے آدمی ہیں وہ بھائیوں کی طرح ہیں اور جو بڑے
ہیں وہ باپوں کی مانند ہیں اور چھوٹے بیٹوں کی طرح ہیں لیکن اس خیال سے اگر مثلاً کوئی ہندو ادب
کی راہ سے قوم کے کسی مسن آدمی کو باپ کہدے یا کسی ہم عمر کو بھائی کہدے تو کیا اس سے یہ لازم
آئے گا کہ وہ قول ایک سند متصور ہو کر اس ہندو کی لڑکی اُسپر حرام ہو جائے گی یا اسکی بہن سے
شادی نہیں ہو سکے گی اور یہ خیال کیا جائے گا کہ اتنی بات میں وہ حقیقی ہمشیرہ بن گئی اور اس
کے مال کی وارث ہو گئی یا یہ اُن کے مال کا وارث ہو گیا اگر ایسا ہوتا تو ایک شریر آدمی ایک لاولد
اور مالدار کو اپنے مُنہ سے باپ کہہ کر اس کے تمام مال کا وارث بنجاتا کیونکہ اگر صرف مُنہ سے کہنے
کے ساتھ کوئی کسی کا بیٹا بن سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ صرف مُنہ کے کہنے سے باپ نہ بنجائے
پس اگر یہی سچ ہے تو مفلسوں ناداروں کے لئے نقب زنی یا ڈاکہ مارنے سے بھی یہ عمدہ تر نسخہ

ہو جائے گا یعنی ایسے لوگ کسی آدمی کو دیکھ کر جو کئی لاکھ یا کئی کروڑ کی جائداد رکھتا ہو اور لاولد ہو کہہ سکتے ہیں کہ بیٹے تجھ کو باپ بنایا پس اگر وہ حقیقت میں باپ ہو گیا ہے تو ایسے مذہب کی رو سے لازم آئے گا کہ اس لاولد کے مرنے کے بعد سارا مال اُس شخص کو ملجائے اور اگر وہ باپ نہیں بن سکا تو اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ مسئلہ ہی جھوٹا ہے اور نیز ایسا ہی ایک شخص کسی کو بیٹا کہہ کر ایسا ہی فریب کر سکتا ہے۔ **اب چلو کہاں تک چلتے ہو ذرا اپنے وید کی سچائی تو ثابت کرو** بہتیرے راجے اور مہاراجے اپنی وفادار رعیت کو بیٹے اور بیٹیاں ہی سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی اُنکی لڑکیاں بھی لے لیتے ہیں اور بہتیرے لوگ محبت یا ادب سے کسی کو باپ اور کسی کو بیٹا کہہ دیتے ہیں مگر اُن کے وارث نہیں ہو سکتے +

اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں پہلے ہی یہ حکم فرما دیا تھا کہ تم پر صرف اُن بیٹوں کی عورتیں حرام ہیں جو تمہارے **صلبی بیٹے** ہیں جیسا کہ یہ آیت ہے وحلائل ابناء کم الذین من اصلابکم یعنی تم پر فقط ان بیٹوں کی جوروں حرام ہیں جو تمہاری پشت اور تمہارے نطفہ سے ہوں۔ پھر جبکہ پہلے سے یہی قانون تعلیم قرآنی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے اور یہ زینب کا قصہ ایک مدت بعد اُس کے ظہور میں آیا تو اب ہر یک سمجھ سکتا ہے کہ قرآن نے یہ فیصلہ اُسی قانون کے مطابق کیا جو اس سے پہلے منضبط ہو چکا تھا قرآن کھولو۔ اور دیکھو کہ زینب کا قصہ آخری حصہ قرآن میں ہے مگر یہ قانون کہ متبنّٰی کی جورو حرام نہیں ہو سکتی یہ پہلے حصے میں ہی موجود ہے اور اُس وقت کا یہ قانون ہے کہ جب زینب کا زید سے ابھی نکاح بھی نہیں ہُوا تھا تم آپ ہی قرآن شریف کو کھول کر ان دونوں مقاموں کو دیکھ لو اور ذرا شرم کو کام میں لاؤ +

اور پھر بعد اس کے سورۃ الاحزاب میں فرمایا مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَکُمُ الّٰٓئِیْ تُظٰھِرُوْنَ مِنْھُنَّ اُمَّھٰتِکُمْ وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاھِکُمْ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ ۝ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ۔ یعنی خدا تعالےٰ نے کسی کے پیٹ میں دو دل نہیں بنائے پس اگر تم کسی کو کہو کہ تو میرا دل ہے تو اس کے پیٹ میں دو دل نہیں ہو جائینگے

دل تو ایک ہی رہے گا۔ اسی طرح جسکو تم ماں کہہ بیٹھے وہ تمہاری ماں نہیں بن سکتی اور اسی طرح خدا نے تمہارے مُنہ بولے بیٹوں کو حقیقت میں تمہارے بیٹے نہیں کر دیا۔ یہ تو تمہارے مُنہ کی باتیں ہیں اور خدا سچ کہتا ہے اور سیدھی راہ دکھلاتا ہے تم اپنے مُنہ بولے بیٹوں کو اُنکے باپوں کے نام سے پکارو۔ یہ **تو قرآنی تعلیم ہے** مگر چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اپنے پاک نبی کا نمونہ اسمیں قائم کر کے بُرانی رسم کی کراہت کو دلوں سے دُور کر دے سو یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے قائم کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آزاد کردہ کی بیوی کی اپنے خاوند سے سخت ناسازش ہو گئی آخر طلاق تک نوبت پُہنچی پھر جب خاوند کیطرف سے طلاق مِل گئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیوند نکاح کر دیا اور خدا تعالیٰ کے نکاح پڑھنے کے یہ معنے نہیں کہ زینب اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایجاب قبول نہ ہوا اور جبراً خلاف مرضی زینب کے اُس کو گھر میں آباد کر لیا یہ تو ان لوگوں کی بد ذاتی اور ناحق کا افترا ہے جو خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے بھلا اگر وہ سچے ہیں تو اس افترا کا حدیث صحیح یا قرآن سے ثبوت تو دیں اتنا بھی نہیں جانتے کہ اسلام میں نکاح پڑھنے والے کو یہ منصب نہیں ہوتا کہ جبراً نکاح کر دے بلکہ نکاح پڑھنے سے پہلے فریقین کی رضامندی ضروری ہوتی ہے اب خلاصہ یہ کہ صرف مُنہ کی بات سے نہ تو بیٹا بن سکتا ہے نہ ماں بن سکتی ہے مثلاً ہم آریوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی شخص غصہ میں آ کر یا کسی دھوکے سے اپنی عورت کو ماں کہہ بیٹھے تو کیا اُسکی عورت اس پر حرام ہو جائے گی اور طلاق پڑ جائے گی اور خود یہ خیال بہ بداہت باطل ہے کیونکہ طلاق تو آریوں کے مذہب میں کسی طور سے پڑ ہی نہیں سکتی خواہ اپنی بیوی کو نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ ماں کہدیں یا دادی کہدیں۔ تو پھر جبکہ صرف مُنہ کے کہنے سے کوئی عورت ماں یا دادی نہیں بن سکتی تو پھر صرف مُنہ کی بات سے کوئی غیر کا نطفہ بیٹا کیونکر بن سکتا ہے اور کیونکر قبول کیا جاتا ہے کہ درحقیقت بیٹا ہو گیا اور اُسکی عورت اپنے پر حرام ہو گئی خدا کے کلام میں اختلاف نہیں ہو سکتا پس بلاشبہ یہ بات صحیح ہے کہ اگر صرف مُنہ کی بات سے ایک آریہ کی عورت اُسکی ماں نہیں بن سکتی تو اسی طرح صرف مُنہ کی بات سے غیر کا بیٹا بیٹا بھی نہیں بن سکتا ÷

اور دوسری جزجس پر اعتراض کی بنیاد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ زینب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں کیا تھا صرف زبردستی خدا تعالےٰ نے حکم دیدیا۔ اس کے جواب میں ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ ایک نہایت بدذاتی کا افترا ہے جس کا ہماری کتابوں میں نام و نشان نہیں اگر سچے ہیں تو قرآن یا حدیث میں سے دکھلا دیں کیسی بے ایمان قوم ہے کہ جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کرتی اگر افترا نہیں تو ہمیں بتلادیں **کہاں لکھا ہے** کیا قرآن شریف میں یا بخاری اور مسلم میں قرآن شریف کے بعد بالاستقلال وثوق کے لائق ہماری دو ہی کتابیں ہیں ایک بخاری اور ایک مسلم۔ سو قرآن یا بخاری اور مسلم سے اس بات کا ثبوت دیں کہ وہ نکاح زینب کی خلاف مرضی پڑھا گیا تھا ظاہر ہے کہ جس حالت میں زینب زید سے جو آنحضرت کا غلام آزاد تھا راضی نہ تھی اور اسی بنا پر زید نے تنگ آکر طلاق دی تھی اور زینب نے خود آنحضرت کے گھر میں ہی پرورش پائی تھی اور آنحضرت کے اقارب میں سے اور ممنون منت تھی تو زینب کے لئے اس سے بہتر اور کونسی مراد اور کونسی فخر کی جگہ تھی کہ غلام کی قید سے نکل کر اُس شاہ عالم کے نکاح میں آوے جو خدا کا پیغمبر اور خاتم الانبیاؑ اور ظاہری بادشاہت اور ملک داری میں بھی دُنیا کے تمام بادشاہوں کا سرتاج تھا جس کے رعب سے قیصر اور کسریٰ کانپتے تھے دیکھو تمہارے ہندوستان کے راجوں نے محض فخر حاصل کرنے کے لئے مغلیہ خاندان کے بادشاہوں کو باوجود ہندو ہونے کے لڑکیاں دیں اور آپ درخواستیں دیکر اور تمنا کر کے اس سعادت کو حاصل کیا اور اپنے مذہبی قوانین کی بھی کچھ رعایت نہ رکھی بلکہ اپنے گھروں میں اُن لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھایا اور اسلام کا طریق سکھلایا اور مسلمان بنا کر بھیجا حالانکہ یہ تمام بادشاہ اُس عالیشان جناب کے آگے ایسے تھے جیسے آگے دُنیا کے بادشاہ جھکے ہوئے تھے کیا کوئی عقل قبول کر سکتی ہے کہ ایک ایسی عورت جو اِس ذلت سے تنگ آگئی تھی جو اس کا خاوند ایک غلام آزاد کردہ ہے وہ اس غلام سے آزاد ہونے کے بعد اس شہنشاہ کو قبول

نوٹ صحیح مسلم اس شرط سے وثوق کے لایق ہے کہ جب قرآن یا بخاری سے مخالف نہو اور بخاری میں صرف ایک شرط ہے کہ قرآن کے احکام اور نصوص صریحہ بینہ سے مخالف نہو اور دوسری کتب حدیث صرف اس صورت میں قبول کے لائق ہونگی کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث سے مخالف نہوں۔

نہ کرے جسکے پاؤں پر دنیا کے بادشاہ گرتے تھے بلکہ دیکھ کر رعب کو برداشت نہیں کر سکتے تھے
چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک ملک کا بادشاہ گرفتار ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
روبرو پیش کیا گیا اور وہ ڈر کر بید کیطرح کانپتا تھا۔ آپنے فرمایا کہ اس قدر خوف مت کر
میں کیا ہوں ایک بڑھیا کا بیٹا ہوں جو باسی گوشت کھایا کرتی تھی سو ایسا خاوند جو دنیا
کا بھی بادشاہ اور آخرت کا بھی بادشاہ ہو وہ اگر فخر کی جگہ نہیں
تو اور کون ہو سکتا ہے؟ اور زینب وہ تھی جسکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زید
کے ساتھ آپ شادی کی تھی اور آپکی دست پروردہ تھی اور ایک یتیم لڑکی آپ کے عزیزوں میں
سے تھی جسکو آپنے پالا تھا وہ دیکھتی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں عزت کے
تخت پر بیٹھی ہیں اور میں ایک غلام کی جورو ہوں اسی وجہ سے دن رات تکرار رہتا تھا اور
قرآن شریف بیان فرماتا ہے کہ آنحضرت اس رشتہ سے طبعاً نفرت رکھتے تھے اور روز کی
لڑائی دیکھ کر جانتے تھے کہ اس کا انجام ایک دن طلاق ہے۔ چونکہ یہ آیتیں پہلے سے وارد ہو
چکی تھیں کہ منہ بولا بیٹا دراصل بیٹا نہیں ہو سکتا تھا اس لئے آنحضرت کی فراست اس بات
کو جانتی تھی کہ اگر زید نے طلاق دیدی تو غالباً خداتعالےٰ مجھے اس رشتہ کے لئے حکم کرے گا
تا لوگوں کے لئے نمونہ قائم کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ قصہ قرآن شریف میں بعینہٖ درج ہے +
پھر پلید طبع لوگوں نے جنکی بدذاتی ہمیشہ افترا کرنے کی خواہش رکھتی ہے خلاف واقعہ یہ
باتیں بنائیں کہ آنحضرت خود زینب کے خواہشمند ہوئے۔ حالانکہ زینب کچھ دور سے نہیں تھی کوئی
ایسی عورت نہیں تھی جسکو آنحضرت نے کبھی نہ دیکھا ہو یہ زینب وہی تو تھی جو آنحضرت کے گھر
میں آپکی آنکھوں کے آگے جوان ہوئی اور آپ نے خود نہ کسی اور نے اس کا نکاح اپنے غلام
آزاد کردہ سے کر دیا۔ اور یہ نکاح اس کو اور اس کے بھائی کو اوائل میں نامنظور تھا اور
آپنے بہت کوشش کی۔ یہانتک کہ وہ راضی ہو گئی۔ ناراضگی کی یہی وجہ تھی کہ زید غلام آزاد
کردہ تھا۔ پھر یہ کس قدر بے ایمانی اور بدذاتی ہے جو واقعات صحیحہ کو چھوڑ کر افترا کئے
جائیں **قرآن موجود بخاری مسلم موجود ہے نکالو کہاں سے یہ بات**
نکلتی ہے کہ آنحضرت زینب کے نکاح کو خود اپنے لئے چاہتے تھے۔ کیا آپ نے زید کو

کہا تھا کہ تو طلاق دیدے تا میرے نکاح میں آوے بلکہ آپ تو بار بار طلاق دینے سے ہمدردی کے طور پر منع کرتے تھے یہ تو وہ باتیں ہیں جو ہم نے قرآن اور حدیث میں سے لکھی ہیں لیکن اگر کوئی اسکے برخلاف مدعی ہے تو ہماری کتب موصوفہ سے اپنے دعوے کو ثابت کرے ورنہ **بے ایمان اور خیانت پیشہ ہے** اور یہ بات جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے نکاح پڑھ دیا اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ نکاح میری مرضی کے موافق ہے **اور مَیں نے ہی چاہا ہے کہ ایسا ہو تا مومنوں پر** حرج باقی نہ رہے +

یہ معنے تو نہیں کہ اب زینب کے خلاف مرضی اسپر قبضہ کر لو۔ ظاہر ہے کہ نکاح پڑھنے والے کا یہ منصب تو نہیں ہوتا کہ کسی عورت کو اسکی خلاف مرضی کے مرد کے حوالہ کر دیوے۔ بلکہ وہ تو نکاح پڑھنے میں انکی مرضی کا تابع ہوتا ہے سو خدا تعالیٰ کا نکاح یہی ہے کہ زینب کے دلکو اس طرف جھکا دیا اور آپ کو فرمادیا کہ ایسا کرنا ہوگا تا امت پر حرج نہ ہے اب بھی اگر کوئی باز نہ آوے تو ہمیں قرآن اور بخاری اور مسلم سے اپنے دعوے کا ثبوت دکھلادے کیونکہ ہمارے دین کا تمام مدار قرآن شریف پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرآن کی مفسر ہے اور جو قول ان دونو کے مخالف ہو وہ مردود اور شیطانی قول ہے یوں تو تہمت لگانا سہل ہے مثلاً اگر کسی **آریہ** کو کوئی کہے کہ تیری والدہ کا تیرے والد سے اصل نکاح نہیں ہوا جبراً اُس کو پکڑ لائے تھے اور اُس پر کوئی اطمینان بخش ثبوت نہ دے اور مخالفانہ ثبوت کو قبول نہ کرے تو ایسے بدذات کا کیا علاج ہے ایسا ہی وہ شخص بھی اس سے کچھ کم بدذات نہیں جو مقدس اور راستبازوں پر بے ثبوت **تہمت لگاتا ہے** ایماندار آدمی کا یہ شیوہ ہونا چاہیئے کہ پہلے ان کتابوں کا صحیح صحیح حوالہ دے جو مقبول ہوں اور پھر اعتراض کرے ورنہ ناحق کسی مقدس کی بے عزتی کر کے اپنی ناپاکی فطرت کی ظاہر نہ کرے جب ہم سوچتے ہیں کہ کیوں خدا تعالےٰ کے مقدس پیارے بندوں پر ایسے ایسے حرامزادے جو سفلہ طبع دشمن ہیں جھوٹے الزام لگاتے ہیں تو بجز اس کے اور کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ تا نور کے مقابل پر ظلمت کا خبیث مادہ بھی ظاہر ہو جاوے کیونکہ دُنیا میں اضداد اضداد سے پہچانی جاتی ہیں اگر رات کا اندھیرا نہ ہوتا تو دن کی روشنی

کی خوبی ظاہر نہ ہو سکتی پس خدا تعالےٰ اس طور سے پلید روحوں کو مقابل پر لاکر پاک روح کی پاکیزگی زیادہ صفائی سے کھول دیتا ہے +

پانچواں اعتراض۔ بھلا اس مسئلہ پر بھی کبھی توبہ فرمائی ہے کہ حضرت رسولِ خدا محمد صاحب کا اپنی بیوی حضرت عائشہ نو سالہ سے ہمبستر ہونا کیا اولاد پیدا کرنے کی نیت سے تھا۔ **اما الجواب** یہ اعتراض محض جہالت کی وجہ سے کیا گیا ہے کاش اگر نادان معترض پہلے کسی محقق ڈاکٹر یا طبیب سے پوچھ لیتا تو اس اعتراض کرنے کے وقت بجز اس کے کسی اور نتیجہ کی توقع نہ رکھتا کہ ہر یک حقیقت شناس کی نظر میں نادان اور احمق ثابت ہوگا ڈاکٹر مون صاحب جو علوم طبعی اور طبابت کے ماہر اور انگریزوں میں بہت مشہور محقق ہیں وہ لکھتے ہیں کہ گرم ملکوں میں عورتیں آٹھ یا نو برس کی عمر میں شادی کے لائق ہو جاتی ہیں کتاب موجود ہے تم بھی اسی جگہ ہو اگر طلبِ حق ہے تو آکر دیکھ لو اور حال میں ایک ڈاکٹر صاحب جنھوں نے کتاب معدن الحکمت تالیف کی ہے وہ اپنی کتاب تدبیر بقائے نسل میں بعینہٖ یہی قول لکھتے ہیں جو اوپر نقل ہو چکا۔ اور صفحہ ۴۷ میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹروں کی تحقیقات سے بپایۂ ثبوت ہے کہ نو یا آٹھ یا پانچ یا چھ برس کی لڑکیوں کو حیض آیا۔ یہ کتاب بھی میرے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ ان کتابوں میں کئی اور ڈاکٹروں کا نام لیکر حوالہ دیا گیا ہے اور چونکہ یہ تحقیقاتیں بہت مشہور ہیں اور کسی دانا پر مخفی نہیں اس لئے زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں اور حضرت عائشہ کا نو سالہ ہونا تو صرف بے سروپا اقوال میں آیا ہے کسی حدیث یا قرآن سے ثابت نہیں لیکن ڈاکٹر واہ صاحب کا ایک چشم دید قصہ لینسٹ نمبر ۱۵ مطبوعہ اپریل ۱۸۸۱ء میں اس طرح لکھا ہے کہ انھوں نے ایسی عورت کو جنایا جسکو ایک برس کی عمر سے حیض آنے لگا تھا اور آٹھویں برس حاملہ ہوئی اور آٹھ برس دس مہینہ کی عمر میں لڑکا پیدا ہوا +

نوٹ یہ وہی آریہ ہیں جن کے باپ دادے اسلامی بادشاہت کے زمانہ میں اسلام کے امراء کے آگے ہاتھ جوڑتے اور پاؤں پر گرتے تھے کہ حضور ہم وفادار رعیت ہیں اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں سو ہماری گورنمنٹ انگریزی کے بھی وہ تہ دل سے خیر خواہ نہیں ہو سکتے اسلام کے بادشاہوں نے انکو وزارت کے عہدے بھی دیئے تھے پھر جب اُن سے ان کا یہ سلوک ہے جو انکے ایسے محسن تھے تو پھر ہماری گورنمنٹ کی سخت غلطی ہوگی جو ان احسان فراموشوں پر کوئی زیادہ بھروسہ رکھے گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اس تجربہ سے فائدہ اُٹھاوے جو اسلامی سلطنت کو ان لوگوں کی فطرت کی نسبت ہو چکا ہے منہ ۱۲

اب اے نادان آریو کسی کنوئیں میں پڑکر ڈوب مرو کہ تحقیق کی رو سے تمہارا ہر ایک الزام جھوٹا نکلا یہی سزا ایسے لوگوں کی ہے جو ہمیشہ بخل اور تعصب سے بات کرتے ہیں کبھی ساری عمر میں بھی ان کو خیال نہیں آتا کہ کسی سچائی کو بھی قبول کریں۔ اے نماقلو کیا تم ہمیشہ زندہ رہوگے۔ کیا کبھی تم پوچھے نہیں جاؤگے کیوں حد سے بڑھتے ہو کچھ اس مالک کا خوف کرو جو

کبھی شریر کو بے سزا نہیں چھوڑیگا

تمت

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۴۸ آریہ دھرم

آریہ لوگ جب اس اعتراض کے وقت جو نیوگ پر وارد ہوتا ہے بالکل لاجواب اور عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر انصاف اور خدا ترسی کی قوت سے کام نہیں لیتے بلکہ اسلام کے مقابل پر نہایت مکروہ اور بیجا افتراؤں پر آجاتے ہیں چنانچہ بعض تو مسئلہ **طلاق** کو ہی پیش کرتے ہیں حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ قدرتی طور پر ایسی آفات ہریک قوم کے لئے ہمیشہ ممکن الظہور ہیں جن سے بچنا بجز طلاق کے متصور نہیں مثلاً اگر کوئی عورت زانیہ ہو تو کس طرح اس کے خاوند کی غیرت اس کو اجازت دے سکتی ہے کہ وہ عورت اس کی بیوی کہلا کر پھر رات دن زناکاری کی حالت میں مشغول رہے ایسا ہی اگر کسی کی جورو اس قدر دشمنی میں ترقی کرے کہ اسکی جان کی دشمن ہو جاوے اور اس کے مارنے کی فکر میں لگی رہے تو کیا وہ ایسی عورت سے امن کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے بلکہ ایک غیرت مند انسان جب اپنی عورت میں اسقدر خرابی بھی دیکھے کہ اجنبی شہوت پرست اس کو پکڑتے ہیں اور اس کا بوسہ لیتے ہیں اور اس سے ہم بغل ہوتے ہیں اور وہ خوشی سے یہ سب کام کراتی ہے تو گو تحقیق کی رو سے ابھی زنا تک نوبت نہ پہنچی ہو بلکہ وہ فاسقہ موقع کے انتظار میں ہو تاہم کوئی غیرتمند ایسی ناپاک خیال عورت سے نکاح کا تعلق رکھنا نہیں چاہتا اگر آریہ **کہیں** کہ کیا حرج ہے کچھ مضائقہ نہیں تو ہم اُن سے بحث کرنا نہیں چاہتے ہمارے مخاطب صرف وہ شریف ہیں جنکی فطرت میں خدا تعالیٰ نے غیرت اور حیا کا مادہ رکھا ہے اور وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ عورت کا جوڑ اپنے خاوند سے **پاکدامنی اور فرمانبرداری** اور باہم رضامندی پر موقوف ہے اور اگر تینوں باتوں میں سے کسی ایک بات میں بھی فرق آجاوے تو پھر یہ جوڑ قائم رہنا محالات میں سے ہو جاتا ہے انسان کی بیوی اس کے اعضاء کی طرح ہے پس اگر کوئی عضو سڑ گل جائے یا ہڈی ایسی ٹوٹ جائے کہ قابلِ پیوند نہ ہو تو پھر بجز کاٹنے کے اور کیا علاج ہے اپنے عضو کو اپنے ہاتھ سے کاٹنا کوئی نہیں چاہتا کوئی بڑی ہی مصیبت پڑتی ہے تب کاٹا جاتا ہے* پس جس حکیم مطلق نے انسان کے مصالح[1] کے لئے نکاح تجویز کیا

* نوٹ۔ خدا تعالیٰ نے جو ضرورتوں کے وقت میں مرد کو طلاق دینے کی اجازت دی اور کھولکر یہ نہ کہا کہ

[1] یہ لفظ اصل کتاب میں سہو کاتب سے رہ گیا۔ پبلشر

ہے اور چاہا ہے کہ مرد اور عورت ایک ہو جائیں۔ اُسی نے منعا سنظاہر ہونے کے وقت اجازت دی ہے کہ اگر آرام اُنہیں متصور ہو کہ کرم خوردہ دانت یا سڑے ہوئے عضو یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کی طرح قوی کو علیحدہ کر دیا جائے تو اسی طرح کاربند ہو کر اپنے تئیں فوق الطاقت آفت سے بچالیں کیونکہ جس جوڑ سے وہ فوائد مترتب نہیں ہو سکتے کہ جو اُس جوڑ کی علت غائی ہیں بلکہ انکی ضد پیدا ہوتی ہے تو وہ جوڑ در حقیقت جوڑ نہیں ہے +

اور بعض آریہ عذر معقول سے عاجز آکر یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حلالہ کی رسم نیوگ سے مشابہ ہے یعنے جو مسلمان اپنی عورت کو طلاق دے وہ اپنی جورو کو حلال کرنے کے لئے دوسرے ایک رات ہمبستر کراتا ہے تب آپ اُس کو اپنے نکاح میں لے آتا ہے سو ہم اس افترا کا جواب بجز لعنت اللہ علی الکاذبین اور کیا دے سکتے ہیں۔ ناظرین پر واضح رہے کہ اسلام سے پہلے عرب میں حلالہ کی رسم تھی لیکن اسلام نے اس ناپاک رسم کو قطعاً حرام کر دیا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو حلالہ کے پابند ہوں چنانچہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حلالہ زنا میں داخل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حلالہ کرنے کرانے والے سنگسار کئے جاویں اگر کوئی مطلقہ سے نکاح کرے تو نکاح تب درست ہوگا کہ جب واقعی طور پر اس کو اپنی جورو بنالے اور اگر دل میں یہ خیال ہو کہ وہ اس حیلہ کے لئے اُس کو جورو بناتا ہے کہ تا اس کی طلاق کے بعد دوسرے پر حلال ہو جائے تو ایسا نکاح ہرگز درست نہیں اور ایسا نکاح کرنے والا اُس عورت سے زنا کرتا ہے اور جو ایسے فعل کی ترغیب دے وہ اُس سے زنا کرواتا ہے۔ غرض حلالہ علمائے اسلام کے اتفاق سے حرام ہے اور آئمہ اور علمائے سلف جیسے حضرت قتادہ۔ عطا اور امام حسن اور ابراہیم نخعی۔ اور حسن بصری اور مجاہد اور شعبی اور سعید بن مسیب اور امام مالک۔ لیث۔ ثوری۔ امام احمد بن حنبل وغیرہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور سب محققین علماء اسکی حرمت کے قائل ہیں اور **شریعت اسلام** اور نیز **لغت عرب** میں بھی زوج اس کو کہتے ہیں کہ کسی عورت کو فی الحقیقت اپنی جورو بنانے کے لئے تمام حقوق کو مدنظر رکھے

عورت کی زناکاری سے یا کسی اور بدمعاشی کے وقت اُس کو طلاق دیجاوے اسمیں حکمت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ستاری نے چاہا کہ عورت کی تشہیر نہو اگر طلاق کے لئے زنا وغیرہ جرائم کا اعلان کیا جاتا تو لوگ سمجھتے کہ اس عورت پر بدکاری کا شبہ ہے یا فلاں فلاں بدکاری کی قسموں میں سے ضرور اس نے کوئی بدکاری کی ہوگی مگر اب یہ راز خاوند تک محدود رہتا ہے +

؎ یہاں لفظ نا اصل کتاب میں کاتب سے رہ گیا ہے جو بہت ضروری ہے۔ پبلشر

رکھ کر اپنے نکاح میں لاوے اور نکاح کا معاہدہ حقیقی اور واقعی ہو نہ کہ کسی دوسرے کے لئے ایک حیلہ ہو
اور قرآن شریف میں جو آیا ہے حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ اسکے یہی معنی ہیں کہ جیسے دُنیا میں نیک نیتی
کے ساتھ اپنے نفس کی اغراض کے لئے نکاح ہوتے ہیں ایسا ہی جبتک ایک طلقہ کے ساتھ کسی کا نکاح
نہ ہو اور وہ پھر اپنی مرضی سے اس کو طلاق نہ دے تب تک پہلے طلاق دینے والے سے دوبارہ اس کا نکاح
نہیں ہو سکتا * سو آیت کا یہ منشاء نہیں ہے کہ جورو کرنے والا پہلے خاوند کے لئے ایک راہ بناوے اور
آپ نکاح کرنے کے لئے سچی نیت نہ رکھتا ہو بلکہ نکاح صرف اُس صورت میں ہو گا کہ اپنے پختہ اور مستقل
ارادہ سے اپنے صحیح اغراض کو مدنظر رکھ کر نکاح کرے ورنہ اگر کسی حیلہ کی غرض سے نکاح کرے گا
تو عندالشرع وہ نکاح ہرگز درست نہیں ہو گا اور زنا کے حکم میں ہو گا ہٰذا ایسا شخص جو اسلام پر حلالہ
کی تہمت لگانا چاہتا ہے اسکو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کا یہ مذہب نہیں ہے اور قرآن اور صحیح بخاری اور
مسلم اور دیگر احادیث صحیحہ کی رو سے حلالہ قطعی حرام ہے اور مرتکب اس کا زانی کیطرح مستوجب سزا ہے +
اور بعض آریہ نیوگ کے مقابل پر اسلام پر یہ الزام لگانا چاہتے ہیں کہ اسلام میں **متعہ** یعنے نکاح
موقت جائز رکھا گیا ہے جسمیں ایک مدت تک نکاح کی میعاد ہوتی ہے اور پھر عورت کو طلاق دیجاتی
ہے لیکن ایسے معترضوں کو اس بات سے شرم کرنی چاہیئے تھی کہ **نیوگ** کے مقابل پر **متعہ** کا ذکر کریں
اوّل تو متعہ صرف اس نکاح کا نام ہے جو ایک خاص عرصہ تک محدود کر دیا گیا ہو پھر ماسوا اسکے متعہ
اوائل اسلام میں یعنی اُسوقت جبکہ مسلمان بہت تھوڑے تھے صرف تین دن کے لئے جائز ہُوا
تھا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ جواز اس قسم کا تھا جیسا کہ تین دن کے بھوکے کے لئے مردار
کھانا نہایت بیقراری کی حالت میں جائز ہو جاتا ہے اور پھر متعہ ایسا حرام ہو گیا جیسے سُور کا گوشت

---

* نوٹ۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ شرط جو ہے کہ اگر تین طلاق تین طہر میں جو تین مہینے ہوتے
ہیں دیجائیں تو پھر ایسی عورت خاوند سے بالکل جدا ہو جاوے گی اور اگر اتفاقاً کوئی دوسرا خاوند اس کو طلاق
دیدے تو صرف اسی صورت میں پہلے خاوند کے نکاح میں آسکتی ہے ورنہ نہیں یہ شرط طلاق سے روکنے کے لئے
ہے تا ہر ایک شخص طلاق دینے میں دلیری نہ کرے اور وہی شخص طلاق دے جس کو ایسی مصیبت پیش آگئی ہے
جس سے وہ ہمیشہ کی جدائی پر راضی ہو گیا اور تین مہینے اس لئے رکھے گئے۔ تا اگر کوئی مبتلا غصہ سے
طلاق دینا چاہتا ہو تو اس کا غصہ اُتر جاوے منہ +

اور شراب حرام ہے اور نکاح کے احکام نے متعہ کے لئے قدم رکھنے کی جگہ باقی نہیں رکھی۔ قرآن شریف میں نکاح کے بیان میں مردوں کے حق عورتوں پر اور عورتوں کے حق مردوں پر قائم کئے گئے ہیں اور متعہ کے مسائل کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اگر اسلام میں متعہ ہوتا۔ تو قرآن میں نکاح کے مسائل کیطرح متعہ کے مسائل بھی بسط اور تفصیل سے لکھے جاتے۔ لیکن کسی محقق پر پوشیدہ نہیں کہ نہ تو قرآن میں اور نہ احادیث میں متعہ کے مسائل کا نام و نشان ہے لیکن نکاح کے مسائل بسط اور تفصیل سے موجود ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک قوم میں جو ایک امر عامہ خلائق کے متعلق جائز یا واجب قرار دیا جاتا ہے تو اس امر کے بسط اور تفصیل سے مسائل بھی بیان کئے جاتے ہیں مثلاً نیوگ جو ہندوؤں میں ایک امر واجب العمل ہے تو انکی کتابوں میں انکی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے مثلاً لکھا گیا ہے کہ نیوگ تین قسم پر ہے۔ اوّل بیوہ عورتوں کا نیوگ کیونکہ بیوہ کو وید کے رو سے نکاح کی اجازت نہیں اور یہ بھی وید کا مسئلہ ہے کہ نجات کے لئے اولاد کا حاصل کرنا ضروری ہے اس لئے بیوہ کو نیوگ کی اجازت دیگئی۔ اس طرح پر کہ وہ اپنے دیور یا کسی برہمن سے ہمبستر ہو کر اولاد حاصل کرے (۲) دوسری قسم نیوگ کی یہ ہے کہ اگر کسی مرد کے گھر میں اولاد نہو اور نہ اولاد ہونے کے آثار پائے جائیں۔ تو اُسے چاہیئے کہ اپنی عورت کو اولاد حاصل کرنے کے لئے دوسرے سے ہمبستر کراوے اور اس طرح اولاد حاصل کرے۔ (۳) تیسری قسم نیوگ کی یہ ہے کہ اگر مثلاً مرد کہیں باہر نوکری پر گیا ہو اور اُس کو رخصت نہ مل سکے تو عورت کو روا ہے کہ دوسرے سے ہمبستر ہو کر اپنی شہوت کو فرو کرے اور ان تینوں قسموں کے متعلق احکام بھی ہیں۔ مثلاً

ایک یہ کہ جو عورت زندہ خاوند والی اولاد کے لئے دوسرے سے ہمبستر ہو۔ اُس کو چاہیئے کہ اپنے خاوند کو بھی خدمت سے محروم نہ رکھے اور اس کی خدمت کے لئے بھی جایا کرے +

دوسرے وید مقدس کا یہ حکم ہے کہ جو عورت کسی دوسرے سے ہمبستر ہو وہ اُس آشنا کے گھر میں جا کر اُس سے ہمبستر نہ ہو بلکہ چاہیئے کہ اُس آشنا کو اپنے خاوند کے گھر میں بلاوے اور اسی گھر میں اُس سے ہمبستر ہو +

تیسرے یہ بھی لکھا ہے کہ مرد نیوگ کرنے والا اپنے بدن کو تیل مل لے یعنی عضو تناسل کو +

چوتھے۔ پنڈت دیانند نے وید کی رو سے یہ بھی تاکید کی ہے کہ نیوگ میں سخت صحبت نہو +

پانچویں یہ قواعد بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں کہ اتنے عرصے میں اتنی مرتبہ صحبت ہو اس سے کم نہ ہو نہ اس سے زیادہ ہو اور اتنے بچے لئے جائیں اس سے زیادہ نہوں ؛

چھٹے یہ بھی حکم ہے کہ جو بچہ نیوگ سے پیدا ہوگا وہ اسی مرد کا ہوگا جس نے اپنی عورت کو اولاد کی خواہش سے کسی دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے اس مرد کا ہرگز نہیں ہوگا جسکے نطفہ سے وہ پیدا ہوا ہے ؛

ساتویں یہ بھی حکم ہے کہ وہ بیٹا جو بیرج داتا یعنی نیوگ کرنے والے کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے وہ اسی مرد کا وارث ہوگا جس نے اپنی عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے اور بیرج داتا یعنی جس کا نطفہ عورت کے اندر گیا ہے کچھ حق اس لڑکے پر نہیں رکھے گا اور کوئی ادب اور لحاظ اُس کا حق کے طور پر نہیں ہوگا۔ اور لڑکا اُس کے مال کا وارث نہیں ہوگا۔ بلکہ اُسی مرد کا وارث ہوگا جس نے اپنی پاکدامن عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے۔ اسی طرح اور بھی احکام نیوگ کے ہیں جو ہم لکھ چکے ہیں لیکن قرآن اور حدیث کے دیکھنے والوں پر ظاہر ہوگا کہ اسلام میں متعہ کے احکام ہرگز مذکور نہیں نہ قرآن میں نہ احادیث میں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر متعہ شریعت اسلام کے احکام میں سے ایک حکم ہوتا۔ تو اس کے احکام بھی ضرور لکھے جاتے اور وراثت کے قواعد میں اس کا بھی کچھ ذکر ہوتا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ متعہ اسلامی مسائل میں سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر بعض احاد حدیثوں پر اعتبار کیا جائے تو صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جب بعض صحابہ اپنے وطنوں اور جوروؤں سے دُور تھے تو ایک دفعہ انکی سخت ضرورت کی وجہ سے تین دن تک متعہ اُن کے لئے جائز رکھا گیا تھا اور پھر بعد اس کے ایسا ہی حرام ہوگیا جیسا کہ اسلام میں خنزیر و شراب وغیرہ حرام ہے اور چونکہ اضطراری حکم جسکی ابدیت شارع کا مقصود نہیں شریعت میں داخل نہیں ہوتے۔ اس لئے متعہ کے احکام قرآن اور حدیث میں درج نہیں ہوئے اصل حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے پہلے متعہ عرب میں نہ صرف جائز بلکہ عام رواج رکھتا تھا اور شریعت اسلامی نے آہستہ آہستہ عرب کے رسوم کی تبدیلی کی ہے سو جسوقت بعض صحابہ متعہ کے لئے بیقرار ہوئے سو اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انتظامی اور اجتہادی طور پر اُس رسم کے موافق بعض صحابہ کو اجازت دیدی۔ کیونکہ قرآن میں ابھی اس رسم کے بارے میں کوئی ممانعت نہیں آئی تھی پھر ساتھ ہی چند روز کے بعد نکاح کی مفصل اور مبسوط ہدایتیں قرآن میں نازل ہوئیں جو متعہ کے

مخالف و متضاد تھیں اس لئے ان آیات سے متعہ کی قطعی طور پر حرمت ثابت ہو گئی۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ گو متعہ صرف تین دن تک تھا مگر وحی اور الہام نے اس کے جواز کا دروازہ نہیں کھولا۔ بلکہ وہ پہلے سے ہی عرب میں عام طور پر رائج تھا اور جب صحابہ کو بیوطنی کی حالت میں اسکی ضرورت پڑی تو آنحضرتؐ نے دیکھا کہ متعہ ایک نکاح موقت ہے کوئی حرامکاری اسمیں نہیں کوئی ایسی بات نہیں کہ جیسی خاوند والی عورت دوسرے سے ہمبستر ہو جائے بلکہ درحقیقت بیوہ یا باکرہ سے ایک نکاح ہے جو ایک وقت تک مقرر کیا جاتا ہے تو آپ نے اس خیال سے کہ نفس متعہ میں کوئی بات خلاف نکاح نہیں اجتہادی طور پر پہلی رسم کے لحاظ سے اجازت دیدی لیکن خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ جیسا کہ اور صدہا عرب کی بیہودہ رسمیں دور کر دی گئیں ایسا ہی متعہ کی رسم کو بھی عرب میں سے اُٹھا دیا جاوے سو خدا نے قیامت تک متعہ کو حرام کر دیا۔ ماسوا اسکے یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ نیوگ کو متعہ سے کیا مناسبت ہے نیوگ پر تو ہمارا یہ اعتراض ہے کہ اسمیں خاوند والی عورت باوجود زندہ ہونے خاوند کے دوسرے سے ہمبستر کرائی جاتی ہے لیکن متعہ کی عورت تو کسی دوسرے کے نکاح میں نہیں ہوتی بلکہ ایک باکرہ یا بیوہ ہوتی ہے جس کا ایک مقرری وقت تک ایک شخص سے نکاح پڑھا جاتا ہے سو خود سوچ لو کہ متعہ کو نیوگ سے کیا نسبت ہے اور نیوگ کو متعہ سے کیا مناسبت +

پھر ماسوا اسکے ہم یہ کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ اسلام ہی میں خوبی ہے کہ اسمیں ایک موقت نکاح بھی حرام کر دیا گیا ہے ورنہ دوسری قوموں پر نظر ڈالکر معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ادنیٰ ادنیٰ ضرورتوں کے لئے زناکاری کو بھی جائز رکھا ہے بھلا ایک دانشمند نیوگ کے مسئلہ پر ہی غور کرے کہ صرف اولاد کے لالچ کی وجہ سے اپنی پاکدامن عورت کو نامحرم کے بستر پر لٹا دیا جاتا ہے حالانکہ نہ اس عورت کو طلاق دیگئی ہے نہ خاوند کے تعلقات اس سے ٹوٹے ہیں بلکہ وہ خاوند کی بھی خیر خواہ بنکر اُس کے لئے اولاد پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے ایسا ہی عیسائیوں میں کوئی ایسی تعلیم نہیں جو ایک نوجوان عورت کو دوسرے نوجوان اجنبی مرد سے ہم بغل ہونے سے روکے اور مرد کو اس عورت کا بوسہ لینے سے منع کرے بلکہ یورپ میں یہ تمام مکروہ باتیں نہایت بے تکلفی سے رائج ہیں اور پردہ پوشی کے لئے ان کاموں کا نام پاک محبت رکھا جاتا ہے سو یہ ناقص تعلیم

کے بدنتائج ہیں۔ اسلام میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی ایسے سفر میں جاتا جس میں کئی سال کی توقف ہوتی تو وہ عورت کو ساتھ لے جاتا یا اگر عورت ساتھ جانا نہ چاہتی تو وہ ایک دوسرا نکاح اُس ملک میں کر لیتا لیکن عیسائی مذہب میں چونکہ اشد ضرورتوں کے وقت میں بھی دوسرا نکاح ناجائز ہے اس لئے بڑے بڑے مدبر عیسائی قوم کے جب ان مشکلات میں آپڑتے ہیں تو نکاح کی طرف اُن کو ہرگز توجہ نہیں ہوتی اور بڑے شوق سے حرامکاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن لوگوں نے ایکٹ چھاونی ہائے نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۸۹ء کو پڑھا ہوگا وہ اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ عیسائی مذہب کی پابندی کی وجہ سے ہماری مدبر گورنمنٹ کو بھی یہی مشکلات پیش آگئیں۔ ناظرین جانتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کسقدر دانا اور دوراندیش اور اپنے تمام کاموں میں با احتیاط ہے اور کیسی کیسی عمدہ تدابیر رفاہ عام کے لئے اسکے ہاتھ سے نکلتی ہیں اور کیسے کیسے حکمار اور فلاسفر یورپ میں اس کے زیر سایہ رہتے ہیں مگر تاہم یہ دانا گورنمنٹ مذہبی روکوں کی وجہ سے اس کام میں احسن تدابیر پیدا کرنے سے ناکام رہی ہے۔ یونتو اس گورنمنٹ نے اپنی تدبیر اور حکمت اور ایجادات سے یونانیوں کے علوم کو بھی خاک میں ملا دیا۔ مگر جس انتظام میں مذہب کی روک واقع ہوئی اس کے درست کرنے اور ناقابل اعتراض بنانے میں گورنمنٹ قادر نہ ہو سکی۔ اس بات کے سمجھنے کے لئے وہی نمونہ ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۸۹ء کافی ہے کہ جب گوروں کو اس ملک میں نکاح کی ضرورت ہوئی تو مذہبی روکوں کی وجہ سے نکاح کا انتظام نہ ہو سکا۔ اور نہ گورنمنٹ اُس فطرتی قانون کو تبدیل کر سکی جو جذبات شہوت کے متعلق ہے آخر یہ قبول کیا گیا کہ گوروں کا بازاری عورتوں سے ناجائز تعلق ہو۔ کاش اگر اسکی جگہ پر متعہ بھی ہوتا تو لاکھوں بندگانِ خدا زنا سے بچ جاتے۔ ایک مرتبہ گورنمنٹ نے گھبرا کر اس قانون کو منسوخ بھی کر دیا۔ مگر چونکہ فطرتی قانون تقاضا کرتا تھا کہ جائز طور پر یا ناجائز طور پر اُن جذبات کا تدارک کیا جائے کہ جن سے جسمانی بیماریاں زور مارتی ہیں۔ لہذا اُسی پہلے قانون کے جاری کرنے کے لئے اب پھر سلسلہ جنبانی ہو رہی ہے اور ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس جگہ اخبار عام ۹۔ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کا وہ مضمون جو اس بحث کے متعلق ہے بعینہٖ لکھ دیں

اور وہ یہ ہے

قانون دکھائی

وزارت کے تبدیل ہوتے ہی ولایت کے نامور اور سر برآوردہ اخبار ٹائمز نے جس زور شور سے قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کی سلسلہ جنبانی کی ہے وہ ناظرین پر ظاہر کی جا چکی ہے کنسرویٹو وزارت سے جو سرکاری عہدہ داران کی رائے کو ہمیشہ بڑی وقعت سے دیکھتی ہے امید ہو سکتی ہے کہ بالضرور وہ اس معاملہ پر اچھی طرح غور کریگی کیونکہ اس قانون کی منسوخی کے وقت سر جارج وایٹ صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند نے جو پُر زور مخالفانہ رائے ظاہر کی تھی وہ اس قابل ہے کہ ضرور کنسرویٹو گورنمنٹ اس پر توجہ کرے۔ گورنمنٹ ہند بھی اس قانون کے منسوخ کرنے پر رضامند نہ تھی پس ان واقعات کی رو سے پورے طور پر خیال ہو سکتا ہے کہ قانون دکھائی پھر جاری کیا جاوے اسمیں شک نہیں ہے کہ قانون دکھائی کے منسوخ ہونے کے دن سے گورہ سپاہیوں کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے دیکھا جاتا ہے کہ برٹش کے بہادر سپاہی بازاروں میں آتشک کی مریض فاحشہ عورتوں کے ساتھ خراب ہوتے پھرتے ہیں جس کا نتیجہ حسب رائے کمانڈر انچیف صاحب بہادر بہت خوفناک نکلنے کی امید ہے ہمیں افسوس ہے کہ سرکاری طور پر ہمیں اسبات کی خبر نہیں ملی کہ سال سنہ ۱۸۹۴ء میں کتنے گورے سپاہی مرض آتشک میں مبتلا ہوئے گو مخالفانِ قانون دکھائی نے مہم چترال کی گورہ فوج کی صحت کو دیکھ کر نہایت مسرت ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ مویدانِ قانون دکھائی کی یہ رائے کہ اس قانون کے منسوخ ہونے سے تمام گورہ سپاہ مرض آتشک وغیرہ میں مبتلا ہو جاویگی غلط ٹھہرتی ہے مگر یہ واقعہ اس قابل نہیں ہے کہ جس سے تشفی ہو سکے کیونکہ مہم چترال میں چیدہ اور تندرست جوان بھیجے گئے تھے نیز لڑائی اور جنگلی ملک کی وجہ سے وہ کہیں خراب ہو کر بیمار نہیں ہو سکے تھے اس امر کا دوہرانا ضروری نہیں کہ گورے سپاہی چونکہ بالکل کم تعلیم یافتہ اور دیہاتی نوجوان ہیں نیز بوجہ گوشت خور ہونے کے وہ زیادہ گرم مزاج کے ہیں اس لئے اُن سے نفسانی خواہش روکے رکھنے کی امید رکھنا لاحاصل ہے قانون دکھائی کے جاری ہونے کے دنوں ہر ایک گورہ پلٹن کے لئے کسبی عورتیں ملازم رکھی جاتی تھیں جن کا ہمیشہ ڈاکٹری معائنہ ہوتا رہتا

تھا اور تمام گورہ لوگوں کو ان ملازم رنڈیوں کے علاوہ اور جگہ جانے کی بھی شاید ممانعت تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس طریق سے انکی صحت میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا تھا۔ نیز اس طریق کے بند ہونے کی وجہ سے اور بھی کئی ایسی وارداتیں ہوئی ہیں جن سے اہلِ ہند کیطرف سے بہت ناراضی پھیلتی جاتی ہے جن میں سے میانمیر کا مقدمہ زنا بالجبر جو گورہ سپاہیوں کی طرف سے ایک بدصورت بڈھی اور اندھی عورت سے کیا گیا تھا قابلِ غور ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ مدراس کے صوبہ میں ہوا جہاں ایک ریلوے پھاٹک کے چوکیدار نے ہندوستانی عورتوں کی عفت بچانے میں اپنی جان دیدی تھی اگرچہ گورے سپاہیوں کے لئے انتظام سرکاری طور پر نہ کیا گیا تو علاوہ اسکے کہ تمام فوج بیماری سے ناکارہ ہو جائے ملک میں بڑی بھاری بددلی پھیلنے کا اندیشہ ہے اور یہ دونوں امور قیام سلطنت کے لئے غیر مفید ہیں اسوقت جبکہ قانون دکھائی کو پھر جاری کرنیکی کوشش کی جا رہی ہے ہمیں یہ ظاہر کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کہ اگر اب پھر قانونِ مذکور جاری کیا جاوے تو گورنمنٹ ہند اور خصوصاً کمانڈر انچیف افواج ہند کو یہ بھی ضرور انتظام کرنا چاہیئے کہ بجائے ہندوستانی عورتوں کے یورپین عورتیں ملازم رکھی جاویں کیونکہ قانون دکھائی کے متعلق ہندوستانی اور انگریزی مخالفین کا سب سے بڑا اعتراض یہی تھا کہ ہندوستان کی غریب عورتوں کو دلالہ عورتوں کے ذریعہ سے اس فحش ملازمت کی ترغیب دی جاتی ہے اور بعض اوقات نہایت کمینہ فریبوں سے اچھے گھروں کی یتیم لڑکیوں کو اس پیشہ کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور یہی وجہ تھی جس سے ہند کے بہت سے باشندگان نے قانون دکھائی کی منسوخی میں معمول سے بڑھ کر انٹرسٹ لیا تھا ورنہ کسی معمولی سمجھ کے آدمی کو بھی ان بدمعاش عورتوں سے ہرگز ہمدردی نہیں ہو سکتی تھی۔ قانون دکھائی کے مکرر اجرا کی کوشش محض اسی غرض سے کی جاتی ہے کہ گورہ سپاہیوں کی خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے سرکاری طور پر انتظام کیا جاوے ورنہ دیسی لوگوں کی بہتری کا اس میں ذرا بھی خیال نہیں اس لئے اگر مخالفین قانون مذکور کی دلجوئی گورنمنٹ کو منظور ہو تو یہی ایک طریق ہے جس سے بلا قانون مذکور کے جاری کرنے کے مقصد مطلوبہ حاصل ہو سکتا ہے اگر حسب تجویز ہماری کے یورپین سپاہیوں کے لئے یورپین عورتیں بہم پہنچائی جائیں تو ان سے مرض آتشک کا خدشہ نہیں رہ سکتا کیونکہ ایک تو یورپ میں مرض مذکور شاید ہو گا ہی نہیں۔ دوم ان عورتوں کو بروقت بھرتی ہونے کے دایہ ڈاکٹروں کے ذریعہ مثل فوجی سپاہیوں کے ملاحظہ کرایا جاوے گا۔ اسلئے یقین ہے کہ مرض مذکور سے پاک ہونے کی وجہ سے ڈاکٹری معائنہ کی ہمیشہ کے لئے ضرورت ہی نہ رہے گی۔

اس طرح بقیہ قانون دکھائی جاری کرنے کے سپاہیوں کی خواہش نفسانی کے لئے عمدہ طور سے انتظام ہو سکتا ہے +

اس بات سے تو کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا کہ ولایت میں مثل ہندوستان کے فاحشہ عورتیں موجود ہیں اس لئے گورنمنٹ کو اس انتظام میں ذرا بھی دقت نہ ہوگی بلکہ ہمیں یقین ہے کہ یورپ کی مہذب بیبیاں بہادر سپاہیوں کو خوش رکھنے کے لئے نہایت خوشی سے اپنی خدمات سپرد کر دینگی۔ رہی یہ بات کہ ان عورتوں کے ہندوستان لانے اور واپس لے جانے میں گورنمنٹ کو رقم کثیر خرچ کرنی پڑیگی۔ اس کا ہندوستان کے باشندوں کو ذرا بھی رنج نہ ہوگا جہاں وہ ملٹری ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کے لئے پہلے سے ہی لاتعداد روپیہ خوشی سے دیتے ہیں اس رقم کے اضافہ سے بھی ہرگز انکو کبھی اختلاف نہ ہوگا بلکہ وہ اس تجویز کو جس سے ہندوستان کی بدبخت عورتوں کی عفت بچ رہے گی اور برٹش گورنمنٹ کے بہادر گورے سپاہی تندرست اور خوش رہ سکینگے نہایت خوشی سے پسند کریں گے +

اگر گورنمنٹ ہند کو یہ مطلوب ہے کہ ہندوستان کے نوجوان بھی جن میں دیسی پلٹنوں اور رسالوں کے سپاہی بھی شامل ہیں بازاری عورتوں کے ذریعہ مریض ہونے سے بچ رہیں تو ہم تمام ہندوستان کی فاحشہ عورتوں کے لئے قانون دکھائی کے جاری ہونے کو صدق دل سے پسند کرتے ہیں۔ کسی شریف ہندوستانی کو ان بدکار فاحشہ عورتوں کے ساتھ جو تمام قسم کے لوگوں کے لئے باعثِ خرابی ہیں ذرا بھی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ ہم قبل ازیں بارہا کہہ چکے ہیں کہ ایسی عورتوں کے لئے جنھوں نے اپنے خاندان کے ناموس کو خیرباد کہدی ہے قانون دکھائی کی آزمایش باعث شرم نہیں ہو سکتی ہے وہ عورتیں جو تھوڑے سے پیسوں میں ننگی کے ساتھ مُنہ کالا کرنے کو طیار ہیں معزز ڈاکٹر کے معائنہ سے کب شرمسار ہو سکتی ہیں۔ بیشک یہ افسوس ناک امر ہے کہ عورتوں کی عفت کا مردوں کے ذریعہ امتحان کرایا جائے مگر کیا ہو سکتا ہے ان بے شرم بدذات عورتوں کے لئے جنھوں نے دُنیا کی شرم کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ قانونِ دکھائی کی ہندوستان میں سخت ضرورت ہے۔ جب یہ قانون جاری تھا تو ہر ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کریگی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمایش بھی برداشت کرنی پڑیگی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کی ادویات کے اشتہارات

کثرت سے شائع ہوتے ہیں جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہُوا ہے لوئن تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانے میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا اِس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ان کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس کہ یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانونِ دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکرگذار ہونگے اگر دوبارہ ہند میں قانونِ دکھائی جاری کیا جاوے گا مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یورپین رنڈیاں بہم پہنچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرماویں گے +

جن کو رسمِ نیوگ پیاری ہے
دین و دُنیا میں اُن کی خواری ہے

جس کے دین میں ہے ایسی بےشرمی
عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے

جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار
اُنکی شیطان نے عقل ماری ہے

بید کی کھُل گئی حقیقت کل
اب تو ناحق کی پردہ داری ہے

جس کے باعث یہ گندگی پھیلی
وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے

دوسرا بیاہ کیوں حرام ہو
جب کہ رسمِ نیوگ جاری ہے

کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم
اس کے اظہار میں تو خواری ہے

چپکے چپکے حرام کروانا
آریوں کا اُصول بھاری ہے

آدے بہ غبیث اور بد رسم
بید کے خادموں میں ساری ہے

زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں
جسکو دیکھو وہی شکاری ہے

لائق سوختن ہیں ان کے مرد
اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے

واہ وا کیا دھرم ہے کیا ایمان
جس میں واجب حرامکاری ہے

آریو! دل میں غور سے سوچو
شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے

جسکو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ
ناک کے کاٹنے کی آری ہے

کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم — کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے
مذہب اس کا ہے بڑا دیوث — اعتقاد اس پہ بدشعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ — سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے — وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
ہے وہ چنڈال ڈشٹ اور پاپی — جفت اس کی کوئی چماری ہے
ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے — آریہ دیس میں یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار — یہ نہ اولاد قہر باری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے — ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط — یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن — پاک دامن ابھی بچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں — ان کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو — ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے — سربازار ان کی باری ہے
جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے — وہ نیوگی یہ اپنے واری ہے
شرم و غیرت ذرا نہیں باقی — کس قدر ان میں بردباری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انھیں — خوب جورو کی حق گذاری ہے
تاکہ کروائیں پھر اسے گت دی — پاک ہونے کی انتظاری* ہے
خاک میں ملتے ہیں پسر کے لئے — کیا مزاجوں میں خاکساری ہے
قابل شرم بھیک لیتے ہیں — بھیک کی رسم یہ نیاری ہے
گھر بہ گھر ہیں نیوگ کے چرچے — نہ حیا ہے نہ شرمساری ہے
گو زمانہ میں روشنی پھیلی — انپہ اندھیرا اب بھی طاری ہے
کیا کریں وید کا یہی ہے حکم — ترک کرنا گناہ گاری ہے
ہے یہ قرآن کی دشمنی کا وبال — بالیقیں رائے یہ ہماری ہے

* یعنی حیض سے پاک ہونے کا انتظار ہے۔

بعض آریہ اپنے تئیں نہایت منصف مزاج ظاہر کر کے کہا کرتے ہیں کہ درحقیقت ہم بھی نیوگ کو نہایت ناپاکی کا طریق سمجھتے ہیں اور جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں ہم دیانند کی ساری باتوں کے پیرو نہیں یہ صرف دیانند کا خیال ہے اور وید مقدس کا دامن اس سے پاک ہے بھلا یہ ممکن ہے کہ کوئی بھلا مانس ایسی گندی حرکت کرے۔ اور اگر وید میں یہ گندی تعلیم ہوتی تو بڑے بڑے ودیا دان کیونکر اس کو مانتے اور نیز اگر وید میں ایسی گندی تعلیم ہوتی تو عمدہ تعلیمیں کیونکر اس میں درج ہو سکتیں۔ سو ان صاحبوں کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دیانند کی واقفیت آپ لوگوں کی واقفیت سے بہت زیادہ تھی اور وہ بھی آپ لوگوں کی طرح وید کے لئے غیرت رکھتا تھا۔ بس اگر وید میں یہ مسئلہ یقینی اور واقعی طور پر نہ ہوتا تو وہ دانستہ ایسا کلنک وید پر ہرگز نہ لگاتا۔ بلکہ اگر اس کے لئے ممکن ہوتا تو وہ آپ لوگوں سے ہزار حصہ زیادہ زیادہ کوشش کرتا کہ تا یہ گندی تعلیم وید کی ظاہر نہ ہو۔ اب خود سوچنا چاہیئے کہ دیانند کو کیا کچھ مشکلات پیش آئے اور خدا جانے کس صراحت سے اور کھلے کھلے طور پر نیوگ کی تعلیم اُس نے وید میں دیکھی جس کو وہ کسی حیلہ اور تدبیر سے چھپا نہ سکا آخر اُس کو اقرار کرنا ہی پڑا اور اس بات پر جم گیا کہ خیر نیوگ میں کچھ مضائقہ نہیں اور پھر دیانند نے وید کی صاف صاف شرتیاں نیوگ کے بارے میں لکھ دیں اور خوب تاڑ تاڑ کر سکتوں اور شرتیوں کے حوالے دیئے اب دیانند پر کون الزام لگا سکتا ہے کہ اس نے اپنی طرف سے نیوگ کا مسئلہ گھڑ لیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ اگر وید ایسا ہوتا تو پھر ودیا دان لوگ کیونکر اُس کو مانتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بڑے بڑے ودیا دان بھی نیوگ کو مانتے رہے ہیں بلکہ وہ لوگ اپنے گھروں میں نیوگ کراتے رہے ہیں جو اپنے وقت کے رشی اور رکھی اور اوتار تھے۔ کیا پانڈوں اور ان کی جورو کی کتھا آپ نے نہیں پڑھی۔ اگر نہیں پڑھی تو اب ضرور پڑھیں کہ کیسے مہاتما نیوگ کے کاربند رہے ہیں اور نیوگ بھی زندہ خاوند والی عورت کا۔ اور سوا اس کے غور کرنا چاہیئے کہ کیا سوجی ودیا دان کم تھے یا باوا گورو لک جی کی ودیا میں کچھ کلام تھا بلکہ یہ تمام لوگ ہندو دھرم کے ستون اور بڑے الہام گزرے ہیں اور وید کی دوسری عمدہ تعلیمیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس سے کونسی تعلیم مراد ہے وید میں سے اگر فضول قصے اور بے سر و پا کہانیاں الگ

کر دی جائیں تو باقی خلاصہ اس کا صرف دو تین باتیں رہ جاتی ہیں یعنی عناصر پرستی اور آفتاب پرستی اور ستارہ پرستی اور نیوگ۔ پس اگر یہی عمدہ تعلیم ہے تو آپ سے کیا بحث کریں۔ ہاں ایک تناسخ بھی ہے مگر سوچنے سے آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ تناسخ ہی وید پر اوّل درجہ کا داغ ہے جس کی وجہ سے آپ کا پرمیشر تمام خدائی طاقتوں سے معطل ہو گیا اور معزول راجوں کی طرح صرف نام کا پرمیشر رہ گیا اور اگر غور کر کے دیکھو تو یہ تناسخ پرمیشر کے وجود کا دشمن ہے۔ اواگون یعنی تناسخ کے ماننے والے پرمیشر کو ہرگز مان نہیں سکتے۔ اور نیز اواگون میں بھی ایک نیوگ کی رگ ہے کیونکہ اگر اواگون کی صورت میں کسی شخص کی فوت شدہ والدہ جو اس کی پیدائش کے وقت ہی فوت ہو گئی تھی پھر جنم لے کر اس کی عورت بنائی جائے تو کیونکر وہ شناخت کر سکتا ہے کہ یہ میری والدہ ہے۔ غرضکہ وید کی پاک تعلیمیں یہی ہیں جو ایک دوسرے سے مشابہ ہیں اور نیوگ کی حالت میں تو ایک آریہ آپ زندہ موجود ہو تو اپنی بیوی کو عین بیوی ہونے کی حالت میں دوسرے سے ہمبستر کراتا ہے مگر تناسخ یعنی اواگون میں اپنی ماں سے بھی ہمبستر ہو سکتا ہے۔ پس وید کی مقدس تعلیمیں سب مساوی ہیں۔

این خانہ تمام آفتاب است

نوٹس

بنام آریہ صاحبان و پادری صاحبان و دیگر صاحبان مذاہب مخالفہ ان مسلمانوں کیطرف سے جن کے نام نیچے درج ہیں و نیز ایک التماس

گورنمنٹ عالیہ کی
توجّہ کے لائق

اے صاحبان مندرجہ عنوان نہایت ادب اور تہذیب سے آپ صاحبوں کی خدمت میں عرض ہے کہ ہم سب فرقے مسلمان اور ہندو اور عیسائی وغیرہ ایک ہی سرکار کے جو سرکار انگریزی ہے رعایا ہیں لہٰذا ہم سب لوگوں کا فرض ہے کہ ایسے امور سے دستکش رہیں جن سے وقتاً فوقتاً ہمارے حکام کو دقتیں پیش آویں یا بیہودہ نزاعیں باہمی ہو کر کثرت سے مقدمات دائر ہوتے رہیں اور نیز جبکہ ہمسائیگی اور قرب وجوار کے حقوق درمیان ہیں تو یہ بھی مناسب نہیں کہ مذہبی مباحثات میں ناحق ایک فریق دوسرے فریق پر بے اصل افترا قائم کر کے اُس کا دل دکھاوے اور ایسی کتابوں کے حوالے پیش کرے جو اس فریق کے نزدیک مسلم نہیں ہیں یا ایسے اعتراض کرے جو خود اپنے دین کی تعلیم پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ چونکہ اب تک مناظرات و مباحثات کے لئے کوئی ایسا قاعدہ باہم قرار یافتہ نہیں تھا جسکی پابندی یاوہ گو لوگوں کو اُن کی فضول گوئی سے روکتی۔ لہٰذا پادریوں میں سے پادری عماد الدین ٹھاکرداس و پادری فنڈل صاحب وغیرہ صاحبان اور آریہ*

* پادری صاحبان اگر ہماری اس نصیحت کو غور سے سُنیں تو بیشک اپنی بزرگی اور شرافت ہم پر ثابت کریں گے اور اُس حق پسندی اور صلحکاری کے موجب ہونگے جس سے ایک راستباز اور پاک دل شناخت کیا جاتا ہے اور وہ نصیحت صرف دو باتیں ہیں جو ہم پادری صاحبوں کی خدمت میں عرض کیا چاہتے ہیں ۔ منہ

صاحبوں میں سے منشی کنھیا لال الکھ دھاری اور منشی اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری نے اپنا یہی اصول مقرر کرلیا کہ ناحق افتراؤں اور بے اصل روایتوں اور بے بنیاد قصوں کو واہی

نصیحتیں

اوّل یہ کہ وہ اسلام کے مقابل پر ان بیہودہ روایات اور بے اصل حکایات سے مجتنب رہیں جو ہماری مسلم اور مقبول کتابوں میں موجود نہیں اور ہمارے عقیدہ میں داخل نہیں اور نیز قرآن کے معنے اپنی طرف سے نہ گھڑ لیا کریں بلکہ وہی معنے کریں جو تواتر آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوں اور پادری صاحبان اگرچہ انجیل کے معنے کرنے کے وقت ہر یک بے قیدی کے مجاز ہوں مگر ہم مجاز نہیں ہیں اور انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے مذہب میں تفسیر بالرائے معصیت عظیمہ ہے قرآن کی کسی آیت کے معنے اگر کریں تو اس طور سے کرنے چاہئیں کہ دوسری قرآنی آیتیں ان معنوں کی مؤید اور مفسر ہوں اختلاف اور تناقض پیدا نہ ہو کیونکہ قرآن کی بعض آیتیں بعض کے لئے بطور تفسیر کے ہیں اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی انہیں معنوں کی مفسر ہو کیونکہ جس پاک اور کامل نبی پر قرآن نازل ہوا وہ سب سے بہتر قرآن شریف کے معنے جانتا ہے غرض اتم اور اکمل طریق سے معنے کرنے کا تو یہ ہے لیکن اگر کسی آیت کے بارے میں حدیث صحیح مرفوع متصل نہ مل سکے تو ادنے درجہ استدلال یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت کے معنے دوسری آیات بینات سے کئے جاویں لیکن ہرگز یہ درست نہ ہوگا کہ بغیر ان دو قسم کے التزام کے اپنے ہی خیال اور رائے سے معنے کریں کاش اگر پادری عماد الدین وغیرہ اس طریق کا التزام کرتے تو نہ آپ ہلاک ہوتے اور نہ دوسروں کی ہلاکت کا موجب ٹھہرتے *

دوسری نصیحت اگر پادری صاحبان سنیں تو یہ ہے کہ وہ ایسے اعتراض سے پرہیز کریں جو خود ان کی کتب مقدسہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک بڑا اعتراض جس سے بڑھ کر شاید ان کی نظر میں اور کوئی اعتراض ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے وہ لڑائیاں ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باذن اللہ اُن کفار سے کرنی پڑیں جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں تیرہ برس تک نوع انواع اقسام کے ظلم کئے اور ہر ایک طریق سے ستایا اور دکھ دیا۔ پھر قتل کا ارادہ کیا جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مع اپنے اصحاب کے مکہ چھوڑنا پڑا اور پھر بھی باز نہ آئے اور تعاقب کیا اور ہر ایک بے ادبی اور تکذیب کا حصہ لیا اور جو مکہ میں ضعفاء مسلمانوں میں سے رہ گئے تھے اُن کو نہایت درجہ دکھ دینا شروع کیا۔ لہٰذا وہ لوگ خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنے ظالمانہ کاموں کی وجہ سے اس لائق ٹھہر گئے کہ اُن پر موافق سنت قدیمہ الٰہیہ کے کوئی عذاب نازل ہو اور اُس عذاب کی وہ قومیں بھی سزاوار تھیں جنھوں نے مکہ والوں کو مدد دی اور نیز وہ قومیں بھی جنھوں نے اپنے طور سے ایذا اور تکذیب کو انتہا تک پہنچایا اور اپنی طاقتوں سے اسلام کی اشاعت سے مانع آئے سو جنھوں نے اسلام پر تلواریں اٹھائیں وہ اپنی شوخیوں کی وجہ سے تلواروں سے ہی ہلاک کئے گئے۔ اب اس صورت کی لڑائیوں پر اعتراض کرنا اور حضرت موسیٰ اور

اعتراضات کی مدافعت میں پیش کیا مگر دراصل قصور تو اس میں پادری صاحبوں کا ہے کیونکہ
ہندوؤں نے اپنے ذاتی تعصب اور کینہ کی وجہ سے جوش بہت دکھلایا۔ مگر براہ راست اسلام
کی کتابوں کو وہ دیکھ نہ سکے وجہ یہ کہ بباعث جہالت اور کم استعدادی دیکھنے کا مادہ نہیں
تھا سو انھوں نے اپنی کتابوں میں پادریوں کے اقوال کا نقل کر دینا غنیمت سمجھا غرض ان
تمام لوگوں نے بے قیدی اور آزادی کی گنجائش پاکر افتراؤں کو انتہا تک پہنچا دیا اور ناحق بے وجہ
اہلِ اسلام کا دل دُکھایا۔ اور بعضوں نے اپنی بدذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگائے یہاں تک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو ان کے

بقیہ حاشیہ

دوسرے اسرائیلی نبیوں کی لڑائیوں کو بھلا دینا جن میں لاکھوں شیر خوار بچے قتل کئے گئے
کیا یہ دیانت کا طریق ہے یا ناحق کی شرارت اور خیانت اور فساد انگیزی ہے۔ اس کے جواب
میں حضرات عیسائی یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں میں بہت ہی نرمی
پائی جاتی ہے کہ اسلام لانے پر چھوڑا جاتا تھا اور شیر خوار بچوں کو قتل نہیں کیا اور نہ عورتوں
کو اور نہ بوڑھوں کو اور نہ فقیروں اور مسافروں کو مارا۔ اور نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے
گرجاؤں کو مسمار کیا لیکن اسرائیلی نبیوں نے ان سب باتوں کو کیا یہاں تک کہ تین لاکھ سے بھی
کچھ زیادہ شیر خوار بچے قتل کئے گئے گویا حضرات پادریوں کی نظر میں اس نرمی کی وجہ سے اسلام
کی لڑائیاں قابلِ اعتراض ٹھہریں کہ ان میں وہ سختی نہیں جو حضرت موسیٰ اور دوسرے اسرائیلی
نبیوں کی لڑائیوں میں تھی اگر اس درجہ کی سختی پر یہ لڑائیاں بھی ہوتیں تو قبول کر لیتے کہ درحقیقت یہ
بھی خدا تعالےٰ کیطرف سے ہیں اب ہر یک عقلمند کے سوچنے کے لائق ہے کہ کیا یہ جواب ایمانداری کا
جواب ہے حالانکہ آپ ہی کہتے ہیں کہ خدا رحیم ہے اور اُسکی سزا رحم سے خالی نہیں۔ پھر جب موسیٰ
کی لڑائیاں باوجود اس سختی کے قبول کی گئیں اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ٹھہریں تو کیوں اور کیا وجہ کہ
یہ لڑائیاں جو الٰہی رحم کی خوشبو ساتھ رکھتی ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوئیں اور ایسے لوگ کہ اُن
باتوں کو بھی خدا تعالےٰ کے احکام سمجھتے ہیں کہ شیر خوار بچے اُن کی ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے
کئے جائیں اور ماؤں کو اُن کے بچوں کے سامنے بیرحمی سے مارا جاوے وہ کیوں ان لڑائیوں کو
خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ سمجھیں جن میں یہ شرط ہے کہ پہلے مظلوم ہو کر پھر ظالم کا مقابلہ
کرو۔ منہ ۱۲

اصل میں تھی اُس سید المعصومین پر سراسر دروغگوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی۔ اگر غیرتمند
مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افترا میں یہاں تک نوبت
پہنچی وہ جواب دیتے جو اُنکی بداصلی کے مناسب حال ہوتا مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں
ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسری گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہیے تھا ہم
لگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور اُن کے ہاتھ کے اُکسائے ہوئے آریوں سے کھا
رہے ہیں یہ سب بُردباریاں ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کرینگے کیونکہ اُن
احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے جو سکھوں کے زوال کے بعد ہی
خدا تعالیٰ کے فضل نے اس مہربان گورنمنٹ کے ہاتھ سے ہمارے نصیب کئے اور نہایت بدذاتی
ہوگی اگر ایک لحظہ کے لئے بھی کوئی ہم میں سے اُن نعمتوں کو فراموش کر دے جو اس گورنمنٹ کے
ذریعہ سے مسلمانوں کو ملی ہیں بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں فدا
ہے اور ہوگا اور ہم غائبانہ اسکے اقبال کے لئے دُعاگو ہیں اور اگرچہ گورنمنٹ کی عنایات سے
ہر ایک کو اشاعت مذہب کے لئے آزادی ملی ہے لیکن اگر سوچکر دیکھا جائے تو اُس آزادی کا پورا
پورا فائدہ محض مسلمان اُٹھا سکتے ہیں اور اگر عمداً آپ نہ اُٹھاویں تو اُنکی بدقسمتی ہے وجہ یہ ہے کہ
گورنمنٹ نے اپنی عام مہربانیوں کی وجہ سے مذہبی آزادی کا ہر یک قوم کو عام فائدہ دیا اور
کسی کو اپنے اصولوں کی اشاعت سے نہیں روکا لیکن جن مذہبوں میں سچائی کی قوت اور طاقت
نہیں اور اُن کے اصول صرف انسانی بناوٹ ہیں اور ایسے قابل مضحکہ ہیں جو ایک محقق کو اُنکی
بیہودہ کتھا اور کہانیاں سُنکر بے اختیار ہنسی آجاتی ہے کیونکر ان مذہبوں کے واعظ اپنی
ایسی باتوں کو وعظ کے وقت دلوں میں جما سکتے ہیں اور کیونکر ایک پادری مسیح کو خدا کہتے ہوئے
ایک دانشمند شخص کو اس حقیقی خدا پر ایمان رکھنے سے برگشتہ کر سکتا ہے جسکی ذات مرنے اور مصیبتوں
کے اُٹھانے اور دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہونے اور پھر مصلوب ہو جانے سے پاک ہے
اور جس کا جلالی نام قانون قدرت کے ہر یک صفحہ میں چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم نے خود بعض
منصف مزاج عیسائیوں سے خلوت میں سُنا ہے کہ جب ہم کبھی مسیح کی خدائی کا یاد اردو
میں وعظ کرتے ہیں تو بعض وقت مسیح کے عجز اور اضطرار کی سوانح پیش نظر آجانے سے بات

کرتے کرتے ایسا انفعال دلکو پکڑتا ہے کہ بس ہم ندامت میں غرق ہی ہوجاتے ہیں۔ غرض انسان کو خدا ماننے والا کیا وعظ کرے گا اور کیونکر اس عاجز انسان میں اُس قادر خدا کی عظمت کا نمونہ دکھائے گا جسکے حکم سے ایک ذرہ بھی زمین و آسمان سے باہر نہیں اور جس کا جلال دکھلانے کے لئے سورج چمکتا اور زمین طرح طرح کے پھول نکالتی ہے۔ ایسا ہی ایک آریہ کیا وعظ کرے گا کیا وہ دانشمندوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ تمام روحیں اور اُنکی قوتیں اور طاقتیں اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہیں اور کسی کے سہارے سے ان کا وجود اور بقا نہیں اور یا یہ کہہ سکتا ہے کہ وید کی یہ تعلیم عمدہ ہے کہ خاوند والی عورتیں اولاد کی غرض سے دوسروں سے ہمبستر ہوجایا کریں ابھی ہمیں تجربہ ہوا ہے کہ جب ہماری بعض جماعت کے لوگوں نے کسی آریہ یا اُنکے پنڈت سے نیوگ کی حقیقت بازار میں پوچھی جہاں بہت سے آدمی موجود تھے تو وہ آریہ یا پنڈت شرمندہ ہوا اور چپکے سے کہا کہ آپ اندر چلکر مجھ سے یہ گفتگو کریں بازار میں لوگ سُنکر ہنسی کرتے ہیں اب ظاہر ہے کہ جن لوگوں کا اپنا یہ حال ہے کہ ایسے عقائد اور اعمال کی نسبت اپنا ہی کانشنس ان کا اُن کے عقیدے کو دھکے دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا تو پھر وہ غیروں کو کیا وعظ کرینگے اس لیے مسلمانوں کو نہایت ہی گورنمنٹ کا شکر گذار رہنا چاہیے کہ گورنمنٹ کے اس قانون کا وہی اکیلے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ بیچارے پادری صدہا روپیہ خرچ کر کے ایک ہندو کو قابو میں لاتے ہیں اور وہ آخر بعد آزمایش مسلمانوں کی طرف آجاتا ہے اور یا صرف پیٹ کا بندہ ہوکر محض دنیوی لالچ سے انھیں میں گذارہ کرتا ہے لیکن ہمیں اپنے دلآزار ہمسایوں مخالفوں سے ایک اور شکایت ہے اگر ہم اُس شکایت کے رفع کے لئے اپنی محسن اور مہربان گورنمنٹ کو اس طرف توجہ نہ دلاویں تو کس کو دلاویں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے مذہبی مخالف صرف بے اصل روایات اور بے بنیاد قصوں پر بھروسہ کر کے جو ہماری کتب مسلمہ اور مقبولہ کی رو سے ہرگز ثابت نہیں ہیں بلکہ منافقوں کے مفتریات ہیں ہمارا دل دکھاتے ہیں۔ اور ایسی باتوں سے ہمارے سید و مولی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں اور گالیوں تک نوبت پہنچاتے ہیں جن کا ہماری مُعتبر کتابوں میں نام و نشان نہیں۔ اس سے زیادہ ہمارے دل دُکھانے کا اور کیا موجب ہوگا کہ چند بے بنیاد افتراؤں کو پیش کر کے ہمارے اس سید و مولی محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر زنا اور بدکاری کا الزام لگانا چاہتے ہیں جسکو ہم اپنی پوری تحقیق کی رو سے سید المعصومین اور ان

پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے اور اسکو خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ اسپر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہو گئے اس صورت میں صرف یہی ظلم نہیں کہ ناحق اور بے وجہ ہمارا دل دکھایا جاتا ہے اور اس انصاف پسند گورنمنٹ کے ملک میں ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیجاتی ہیں اور بڑے بڑے پیرائیوں میں ہمارے اس مقدس مذہب کی توہین کی جاتی ہے بلکہ یہ ظلم بھی ہوتا ہے کہ ایک حق اور راست راست امر کو محض یاوہ گوئی کے ذخیرہ سے مشتبہ اور کمزور کرنے کے لئے کوشش کی جاتی ہے اگر گورنمنٹ کے بعض اعلیٰ درجہ کے حکام دو تین روز اس بات پر بھی خرچ کریں کہ ہم میں سے کسی منتخب کے روبرو ایسے بیجا الزامات کی وجہ ثبوت ہمارے مذکورہ بالا مخالفوں سے دریافت فرمادیں تو زیرک طبع حکام کو فی الفور معلوم ہو جائیگا کہ کسقدر یہ لوگ بے ثبوت بہتانوں سے سرکار انگریزی کے وفادار رعایا اہل اسلام پر ظلم کر رہے ہیں ہم نہایت ادب سے گورنمنٹ عالیہ کی جناب میں یہ عاجزانہ التماس کرتے ہیں کہ ہماری محسن گورنمنٹ ان احسانوں کو یاد کر کے جو ابتک ہم پر کئے ہیں ایک یہ بھی ہماری جانوں اور آبروؤں اور ہمارے ٹوٹے ہوئے دلوں پر احسان کرے کہ اس مضمون کا ایک قانون پاس کر دیوے یا کوئی سرکلر جاری کرے کہ آیندہ جو مناظرات اور مجادلات اور مباحثات مذہبی امور میں ہوں انکی نسبت ہر یک قوم مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں وغیرہ میں سے دو امر کے ضرور پابند رہیں +

(۱) اول یہ کہ ایسا اعتراض جو خود معترض کے ہی الہامی کتاب یا کتابوں پر جن کے الہامی ہونے پر وہ ایمان رکھتا ہے وارد ہو سکتا ہو یعنی وہ امر جو بنا اعتراض کی ہے اُن کتابوں میں بھی پایا جاتا ہو جنپر معترض کا ایمان ہے ایسے اعتراض سے چاہیئے کہ ہر یک ایسا معترض پرہیز کرے +

(۲) دوم اگر بعض کتابوں کے نام بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے کسی فریق کیطرف سے اس غرض سے شائع ہو گئے ہوں کہ درحقیقت وہی کتابیں انکی مسلم اور مقبول ہیں تو چاہیئے کہ کوئی معترض اُن کتابوں سے باہر نہ جائے اور ہر یک اعتراض جو اس مذہب پر کرنا ہو انہیں کتابوں کے حوالہ سے کرے اور ہرگز کسی ایسی کتاب کا نام نہ لیوے جسکے مسلم اور مقبول ہونے کے بارے میں اشتہار میں ذکر نہیں اور اگر اس قانون کی خلاف ورزی کرے تو بلا تامل اس سزا کا مستوجب ہو جو دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند میں مندرج ہے یہ التماس ہے جس کا پاس ہونا ہم بذریعہ کسی ایکٹ یا

سرکلر کے گورنمنٹ عالیہ سے چاہتے ہیں اور ہماری زیرک گورنمنٹ اس بات کو سمجھتی ہے کہ اس قانون
کے پاس کرنے میں کسی خاص قوم کی رعایت نہیں بلکہ ہریک قوم پر اس کا اثر مساوی ہے اور اس
قانون کے پاس کرنے میں بیشمار برکتیں ہیں جنسے عامہ خلائق کے لئے امن اور عافیت کی راہیں
کُھلتی ہیں اور صدہا بیہودہ نزاعوں اور جھگڑوں کی صف لپیٹی جاتی ہے اور آخیر نتیجہ صلحکاری
اور ان شرارتوں کا دُور ہوجانا ہے جو فتنوں اور بغاوتوں کی جڑھ ہوتے ہیں اور دن بدن مفاسد
کو ترقی دیتے ہیں اور ہماری قلم جو ہریک وقت اس گورنمنٹ عالیہ کی مدح و ثنا میں چل رہی ہے اس
قانون کے پاس ہونے سے اپنی گورنمنٹ کو دوسروں پر ترجیح دینے کے لئے ایک ایسا وسیع مضمون
پائیگی جو آفتاب کیطرح چمکے گا اور اگر ایسا نہوا تو خدا معلوم کہ روز کی لڑائیوں اور بیہودہ جھگڑوں
کی کہاں تک نوبت پہنچے گی۔ بیشک اس سے پہلے توہین کے لئے دفعہ ۲۹۸ تعزیرات میں موجود
ہے لیکن وہ ان مراتب کے تصفیہ پا جانے سے پہلے فضول اور نکمّی ہے اور خیانت پیشہ لوگوں کے
لئے گریزگاہ وسیع ہے +

اور پھر ہم اپنے مخالف فریقوں کیطرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی برائے خدا ایسی تدبیر
کو منظور کریں جس کا نتیجہ سراسر امن اور عافیت ہے اور اگر یہ احسن انتظام نہوا تو علاوہ اور مفاسد
اور فتنوں کے ہمیشہ سچائی کا خون ہوتا رہے گا۔ اور صادقوں اور راستبازوں کی کوششوں کا
کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلے گا اور نیز رعایا کی باہمی نااتفاقی سے گورنمنٹ کے اوقات بھی ناحق ضائع
ہونگے اس لئے ہم مراتب مذکورہ بالا کو آپ سب صاحبوں کی خدمت میں پیش کر کے یہ **نوٹس**
آپ صاحبوں کے نام **جاری** کرتے ہیں اور آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ ہماری کتب مسلمہ مقبولہ جنپر ہم
عقیدہ رکھتے ہیں اور جن کو ہم معتبر سمجھتے ہیں بتفصیل ذیل ہیں +

اوّل قرآن شریف۔ مگر یاد رہے کہ کسی قرآنی آیت کے معنے ہمارے نزدیک وہی معتبر اور صحیح
ہیں جنپر قرآن کے دوسرے مقامات بھی شہادت دیتے ہوں کیونکہ قرآن کی بعض آیات بعض کی
تفسیر ہیں اور نیز قرآن کے کامل اور یقینی معنوں کے لئے اگر وہ یقینی مرتبہ قرآن کے دوسرے مقامات سے
میسر نہ آسکے یہ بھی شرط ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل بھی اسکی مفسر ہو غرض ہمارے مذہب
میں تفسیر بالرائے ہرگز جائز نہیں پس ہریک معترض پر لازم ہوگا کہ کسی اعتراض کے وقت اس

طریق سے باہر نہ جائے۔ دوم دوسری کتابیں جو ہماری مسلم کتابیں ہیں اُن میں سے اول درجہ پر صحیح بخاری ہے اور اسکی وہ تمام احادیث ہمارے نزدیک حجت ہیں جو قرآن شریف سے مخالف نہیں اور ان میں سے دوسری کتاب صحیح مسلم ہے اور اُس کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں کہ قرآن اور صحیح بخاری سے مخالف نہو اور تیسرے درجہ پر صحیح ترمذی، ابن ماجہ، موطا، نسائی، ابن داود، دار قطنی کتب حدیث ہیں جنکی حدیثوں کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں کہ قرآن اور صحیحین سے مخالف نہوں۔ یہ کتابیں ہمارے دین کی کتابیں ہیں اور یہ شرائط ہیں جنکی رو سے ہمارا عمل ہے۔ اب ہم قانونی طور پر آپ لوگوں کو ایسے اعتراضوں سے روکتے ہیں جو خود آپکی کتابوں اور آپکے مذہب پر وارد ہوتے ہیں کیونکہ انصاف بنیر قوانین مبنی ہیں ایسی کارروائی کو صحت نیت میں داخل نہیں کرتا اور ہم ایسے اعتراضوں سے بھی آپ لوگوں کو منع کرتے ہیں جو ان کتابوں اور ان شرائط پر مبنی نہیں جن کا ہم اشتہار میں ذکر کرتے ہیں کیونکہ ایسی کارروائی بھی تحقیق حق کے برخلاف ہے پس ہریک معترض پر واجب ہوگا کہ کسی اعتراض کے وقت ان کتابوں اور ان شرائط سے باہر نہ جائے اور ضروری ہوگا کہ اگر آیندہ آپ صاحبوں میں سے کوئی صاحب ہماری کسی تالیف کا رد لکھیں یا رد کے طور پر کوئی اشتہار شایع کریں یا کسی مجلس میں تقریری مباحثہ کرنا چاہیں تو ان شرائط مذکورہ بالا کی پابندی سے باہر قدم نہ رکھیں یعنی ایسی باتوں کو بصورت اعتراض پیش نہ کریں جو آپ لوگونکی الہامی کتابوں میں بھی موجود ہوں اور ایسے اعتراض بھی پیش نہ کریں جو ان کتابونکی پابندی سے نہیں ہیں جو ہم اشتہار میں شایع کرچکے ہیں غرض اس طریق مذکورہ بالا سے تجاوز کرکے ایسی بیہودہ روایتوں اور بے سروپا قصّوں کو ہمارے سامنے ہرگز پیش نہ کریں اور نہ شایع کریں جیساکہ یہ خائنانہ کارروائیاں پہلے اس سے ہندوؤں میں اندرمن مراد آبادی نے اپنی کتاب تحفۂ اسلام و پاداش اسلام وغیرہ میں دکھلائیں اور پھر بعد اس کے یہ ناپاک حرکتیں مسمی لیکھرام پشاوری نے جو محض نادان اور بے علم ہے اپنی کتاب تکذیب براہین اور رسالہ جہاد اسلام میں کیں اور جیساکہ یہی بیہودہ کارروائیاں پادری عماد الدین نے اپنی کتابوں میں اور پادری ٹھاکر داس نے اپنے رسائل اور صفدر علی وغیرہ نے اپنی تحریروں میں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کیں اور سخت دھوکے دیکر ایک دنیا کو گندگی اور کیچڑ میں ڈال دیا اور اگر آپ لوگ اب بھی یعنے اس نوٹس کے جاری ہونے کے بعد بھی اپنی خیانت پیشہ طبیعت

اور عادت سے باز نہیں آئینگے تو دیکھو ہم آپ کو ہلا ہلا کر متنبہ کرتے ہیں کہ اب یہ حرکت آپ کی صحت نیت کے خلاف سمجھی جائیگی اور محض دلآزاری اور توہین کی مد میں منصور ہوگی اور اس صورت میں ہمیں استحقاق ہوگا کہ عدالت سے اس افترا اور توہین اور دلآزاری کی چارہ جوئی کریں اور دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کی رو سے آپ کو ماخوذ کرائیں اور قانون کی حد تک سزا دلائیں کیونکہ اس نوٹس کے بعد آپ اپنی ناواقفی اور صحت نیت کا عذر نہیں کر سکتے۔ اور آپ سب صاحبوں کو بھی اختیار ہوگا کہ اپنی مقبولہ مسلمہ کتابوں کا اشتہار دیدیں اور بعد اس کے اگر کوئی مسلمان معترض اپنے اعتراض میں آپکے اشتہار کا پابند نہو اور کوئی ایسا اعتراض کرے کہ جو ان کتابوں کی بنا پر نہو جنکے مقبول ہونے کی نسبت آپ اشتہار دے چکے ہیں یا کوئی ایسا امر مورد اعتراض ٹھہراوے جو خود اسلام کی تعلیم میں موجود ہے تو بے شک ایسا معترض مسلمان بھی اشتہار کے بعد اسی دفعہ ۲۹۸ کی رو سے سزا پانے کے لائق ہوگا جس دفعہ سے ہم فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اب ذیل میں اس نوٹس دینے والوں کے دستخط اور مواہیر ہیں۔ فقط +

قادیان

حضرت اقدس امام انام مہدی و مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام +

حضرت مولوی حاجی حافظ حکیم نور دین صاحب بھیروی ثم قادیانی +

حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی +

مولوی حکیم فضل دین بھیروی + صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی قادیانی سابق سرسادی۔ سید ناصر نواب صاحب دھلوی حال قادیانی + صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لودہانوی حال قادیانی۔ صاحبزادہ منظور محمد صاحب۔ مولوی حاجی حافظ احمد اللہ خاں صاحب مولوی نور الحسن صاحب روالی۔ منشی محمد خاں صاحب کپورتھلہ + قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی ضلع گوجرانوالہ شیخ عبد الرحیم صاحب نو مسلم سابق لیس دفعدار صاحب رسالہ نمبر ۱۲ چھاونی سیالکوٹ۔ مولوی قطب الدین صاحب بدوملہوی مفتی فضل الرحمن صاحب مدرس جموں۔ منشی جلال الدین صاحب میر منشی رجمنٹ نمبر ۱۲ سواران بنگال۔ منشی غلام محمد صاحب خوشنویس امرتسری۔ مولوی فیض احمد صاحب جہلمی۔ میرزا یعقوب بیگ صاحب طالبعلم اسسٹنٹ سرجن کلاس میڈیکل کالج لاہور۔ میرزا ایوب بیگ صاحب طالبعلم بی اے کلاس گورنمنٹ کالج لاہور۔ شیر محمد خان صاحب طالب علم ایف اے کلاس گورنمنٹ کالج لاہور۔ شیخ غلام محی الدین صاحب کتب فروش جہلم۔ میرزا اسمٰعیل قادیانی۔ بابو غلام رسول صاحب سابق اسٹیشن ماسٹر راولپنڈی ڈسٹرکٹ۔ شیخ عبد اللہ صاحب پٹواری سنوری۔ شیخ حامد علی صاحب قادیانی۔ منشی تاج الدین صاحب کلارک اگزیمنر آفس ریلوے لاہور۔ منشی نبی بخش صاحب۔ شیخ عبد الرحمن صاحب شیخ عبد العزیز صاحب شیخ مسیح اللہ صاحب شاہجہانپوری۔ حاجی دریام صاحب خوشابی سید مقبول حسن صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان سید محمد کبیر صاحب دھلوی۔ شیخ شہاب الدین صاحب +

سیالکوٹ

مولوی محمد الکریم صاحب مولوی حکیم ابو یوسف محمد مبارک علی
صاحب منشی غلام قادر فصیح صاحب رئیس مالک پنجاب
پریس سید حامد شاہ صاحب اہلمد معافیات سید محمود
شاہ صاحب شیخ مولا بخش صاحب سوداگر سید امیر علی
شاہ صاحب سارجنٹ نکا میاں شادی خاں صاحب
میاں عطا محمد صاحب اور سیر غلام حیدر خاں صاحب
ڈپٹی انسپکٹر ناروال۔ عبدالعزیز صاحب ٭

بھیرہ ضلع شاہ پور

شیخ فضل الٰہی صاحب آنریری مجسٹریٹ شیخ غلام نبی
صاحب وائس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی میاں غلام محمد
صاحب ضلعدار انہار پیر حسن صاحب۔ حافظ چودہری
دل احمد صاحب بی اے سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول
مولوی گل محمد صاحب بورڈ سکول بابو غلام جیلانی صاحب
مدرس سکول پنڈ دادنخان۔ شیخ نذیر محمد صاحب
فارسٹ انجینیر شیخ علی محمد صاحب انگلش ٹیچر بورڈ سکول
شیخ عبدالعزیز صاحب ایف اے شیخ محمد مبارک صاحب
اپیل نویس۔ ملک سمند خان صاحب عرضی نویس۔ سید
لال شاہ صاحب عرضی نویس قاضی غلام شاہ صاحب
ذیلدار میونسپل کمشنر چنیوٹ حکیم علاء الدین صاحب شیخوپوری
سردار محمد چراغ خان صاحب رئیس ساہیوال کرسی نشین
درباری نمبر اول و جاگیردار نسلاً بعد نسل والی جوری دمبر
ڈسٹرکٹ بورڈ میاں شادی خاں صاحب میاں عطا محمد صاحب
اور سیر غلام حیدر خاں صاحب ڈپٹی انسپکٹر ناروال میاں
عبدالعزیز صاحب مخدوم محمد صدیق صاحب مخدوم محمد عثمان
صاحب میاں الٰہ بخش صاحب نمبردار جھولپور بابو محمد اسحاق
صاحب اور سیر قاضی سید امام شاہ صاحب عرضی نویس
راجہ کرم داد خاں صاحب ذیلدار ملک وال راجہ محمد خاں
صاحب ذیلدار کوٹ احمد خاں راجہ خاں صاحب ذیلدار جیون وال
راجہ محمد حیات خاں ذیلدار دھمی میاں عالم دین صاحب
ذیلدار منتاس میاں شیخ صدر الدین صاحب پراچہ میونسپل
کمشنر و ذیلدار منشی محمد پناہ صاحب سوداگر چرم و مالگذار۔
سید ستار شاہ صاحب مالگذار علی پور پیر لقمان شاہ صاحب
نمبردار شیخ عالم دین صاحب پٹواری بابو غلام محمد مختار و سیکرٹری
سید زمان شاہ صاحب عرضی نویس عباس خاں صاحب
بھیرہ مفتی الٰہی بخش صاحب مفتی محمد حسین صاحب میاں
حکیم فضل احمد صاحب طبیب سرکار مولوی علی محمد صاحب
ردالی مولوی محمد یٰسین صاحب ڈھڈی شیخ دین محمد صاحب
ملازم نہر شیخ محمد امین صاحب سابق کرنل فوج سفر مینا امیر
صاحب والئے کابل شیخ سراج الدین صاحب پراچہ سوداگر
کابل میاں شیخ محمد بخش صاحب تلوار چنیوٹی۔ ملک غلام محمد
خاں صاحب اجڑ ملک دوست محمد خاں صاحب نمبردار کھوال
میاں رحیم بخش صاحب مختار۔ ملک حاکم خاں صاحب خاں
بہادر۔ ملک حسن خاں صاحب نمبردار اجڑ۔ ملک جلال خاں
صاحب نمبردار پنڈی کوٹ چوہدری پیرو نمبردار ایضاً شیخ
صدر الدین صاحب قریشی و نمبردار چوہدری ولی داد صاحب
جہانیوالا میاں گل محمد صاحب مختار ملک شیر محمد خاں بہادر
چوہدری غلام محمد نمبردار بھٹائر چوہدری زیادہ صاحب نمبردار
چوہدری ہادو صاحب نمبردار ایضاً شیخ الٰہ بخش صاحب
رئیس شیخوپور سلطان عارب خاں صاحب ذیلدار اکٹھا ملک
شیر محمد ولد سلطان مقرب مولوی عبدالکریم صاحب اخوند
میاں خدا بخش صاحب میاں غلام حسین صاحب میاں
محمد رفیق صاحب مدرس اینگلو سنسکرت سکول شیخ
محمد حسن صاحب کاتب مستری قطب الدین صاحب مستری
اسمٰعیل صاحب مستری قمر الدین صاحب مستری غلام نبی
صاحب مستری نور احمد صاحب مستری محمد اسلام صاحب
حکیم احمد دین صاحب مولوی سردار محمد برادر زادہ مولوی
نور الدین صاحب محمد عبدالرحمٰن صاحب طالب علم ہائی سکول
میاں عالم دین صاحب مولوی احمد دین صاحب مدرس عربی
سکول بھیرہ میاں خادم حسین صاحب مدرس اینگلو سنسکرت
سکول بھیرہ حکیم قادر بخش صاحب احمد آبادی میاں
نجم الدین صاحب بابو امام الدین صاحب سب اور سیر
محمد حیات صاحب نقشہ نویس میاں محمد صدیق

صاحب پٹواری۔ مولوی عالم دین صاحب قریشی میاں
کمال الدین صاحب قریشی حکیم مولوی شیر محمد صاحب میاں
شیر علی صاحب ایف اے کلاس مولوی نظام الدین صاحب

لاہور

چوہدری نبی بخش صاحب بی اے اسلامیہ کالج
خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پروفیسر " "
خواجہ ضیاء الدین صاحب " " " "
میر عبدالواحد صاحب " " " "
منشی عبداللہ صاحب " " " "
مولوی فضل کریم صاحب " " "
مولوی محمد علی صاحب ایم اے " "
منشی سعد الدین خاں صاحب بی اے۔ محمد ایوب صاحب بی او
ایل چوہدری سردار خاں صاحب ملازم دفتر اکونٹنٹ جنرل پنجاب
مولوی احمد صاحب ایضاً۔ سید خورشید انور صاحب ایضاً
منشی رحیم بخش صاحب ایضاً میرزا محبوب بیگ صاحب ایضاً
میاں حفیظ اللہ صاحب ایضاً معلم ایل ایل بی اے کلاس
منشی محمد الدین صاحب معلم پروفیسر بہاولپور کالج مولوی عمر الدین
صاحب ایم اے سنٹرل ماڈل سکول شیخ عبدالقادر صاحب بی
اے سب اڈیٹر اخبار پنجاب غلام حسین صاحب بی اے ہیڈ
ماسٹر بلا لنگ +

از دفتر اگزیمنر ریلوے لاہور

مولا بخش صاحب محمد علی صاحب غلام حسین صاحب حافظ
فضل احمد صاحب خلیفہ محمد شریف صاحب منشی غلام محمد
صاحب فضل الدین صاحب نظام الدین صاحب محمد یوسف
صاحب معراج الدین صاحب *

دفتر لوکو لاہور

عبدالرحمٰن صاحب کلرک علم الدین صاحب " بوٹا خان صاحب "
خدا بخش صاحب " گیلانی بخش صاحب " شہاب الدین صاحب
وزیر شاہ " محمد یٰسین صاحب نوازش علی صاحب " میر برکت علی
صاحب +

متعلمان ٹریننگ کالج لاہور

اللہ داد خاں صاحب محمد نواز خان صاحب سراج الحق صاحب

سید فرزند علی صاحب محمد تقی صاحب خدا بخش صاحب
صدر الدین صاحب رحمت اللہ صاحب خورشید عالم صاحب
کرم الدین صاحب۔ اس فہرست کے ۱۰ نام ہیں استقدر
بطور اختصار لکھے گئے +

تاجران لاہور

شیخ محمد رفیع صاحب اینڈ برادرس سوداگران انارکلی
لاہور حافظ محمد حسین صاحب سوداگر منیجر محمد رفیع صاحب
شیخ نبی بخش صاحب سوداگر منیجر کشمیری شاپ رمضان خان
اینڈ کو انارکلی شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس
شیخ قادر بخش صاحب سوداگر انارکلی حاجی کریم بخش صاحب
سوداگر انارکلی نواب محمد ابراہیم صاحب پروپرائٹر
ویسٹرن سوپ کمپنی حاجی عبدالرحیم و محمد یعقوب صاحب سوداگران
انارکلی شیخ نصیر الدین محمد یعقوب صاحب مالک ڈرگٹ حال لاہور
انارکلی غلام محی الدین صاحب پروپرائٹرز رستم کمپنی شیخ
غلام حسین غلام حیدر مالکان وکٹر کلاتھ کمپنی لاہور شیخ
غلام علی صاحب انارکلی لاہور شیخ محمد عبدہ صاحب سوداگر
انارکلی حسن علی اسمٰعیل جی صاحب سوداگر ایضاً شیخ
محمد عارف محمد اسحٰق صاحب سوداگران " ڈاکٹر کلن خان
صاحب سرجن ڈنٹسٹ انارکلی لاہور۔ خلیفہ رجب الدین
صاحب رئیس و سوداگر برنج لاہور محمد چھٹو صاحب سوداگر
ریشم شیخ محمد عالم منیجر گجراتی شاپ " شیخ احمد بخش
صاحب تاجر چرم حاجی شیخ رحمت اللہ صاحب "
شیخ محمد صدیق " منیجر ویسٹرن سوپ کمپنی شیخ محبوب بخش
صاحب سوداگر انارکلی لاہور +

دفتر اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور

غلام محمد صاحب کلرک منشی نظام الدین صاحب
منشی شرف الدین صاحب محمد علی صاحب منشی احمد دین
صاحب خوشدل نجابت اللہ صاحب اللہ بخش صاحب
میر امیر شاہ صاحب +

آئمہ مساجد لاہور

مولوی محمد یار صاحب امام مسجد طلائی مولوی غلام حسین
صاحب امام مسجد گمٹی۔ حافظ غلام علی صاحب محمد علی صاحب

مفتی نصیح الدین صاحب عبداللطیف صاحب حافظ اللہ دتا
صاحب مولوی جواہر علی صاحب مولوی عنایت اللہ صاحب
امام مسجد پرانی انارکلی مولوی حسام الدین محلہ تھاں مولوی
نورالدین صاحب امام مسجد خلیفہ امام الدین صاحب امام
غلام محمد ولد مولوی شیخ محمد صاحب امام مسجد لوہاری منشی
امام محمد عالم صاحب مولوی احمد دین صاحب مولوی حافظ
وزیر محمد صاحب امام غلام محمد صاحب +

روساء لاہور

ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب گمٹی بازار ماسٹر خیر محمد صاحب
آمٹ سکول احمد رضا خان صاحب رئیس رامپور حال وارد
لاہور میر تقی صاحب ڈی ایس ایچ سن سکول منشی کرم الٰہی
صاحب دفتر نہر محمد لطیف خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر حاجی
عبدالحکیم نان صاحب ٹھیکہ دار میاں فرید بخش صاحب نقشہ
نویس دفتر نہر جناب سرکل میاں چنن دین صاحب پنجاب
بنک لاہور نواب الدین صاحب نقشہ نویس بھاٹی دروازہ
منشی میران بخش صاحب اکونٹنٹ محکمہ نہر بھاٹی دروازہ
کریم بخش صاحب کاردار زمیندار بھاٹی دروازہ محمد ابراہیم خان
صاحب اوورسیر ملازم امیر کابل خورشید عالم کلرک چیف کورٹ
پنجاب نصیرالدین صاحب نقشہ نویس جلال الدین صاحب
نقشہ نویس حسین بخش نقشہ نویس میران بخش صاحب نقشہ نویس
احمد بخش صاحب نقشہ نویس مفتی غلام حیدر سٹور کیپر نہر
چناب شیخ کرم دین صاحب پنشنر ماسٹر غلام نبی صاحب
ہیڈ ماسٹر مڈل سکول اسلامیہ کالج ماسٹر کریم خان ناظم رائٹر
عبدالشکور خان دفتر فنانشل کمشنر پنجاب حیر محمد عثمان
صاحب ملک ہیرا صراف صاحب محلہ کلی زئی الٰہی بخش صاحب
سوداگر پشمینہ کوچہ جراحاں میاں چنن دین صاحب ہیڈ
کلرک ٹریفک آفس لاہور میاں اسلام الدین کلرک ایضاً
میاں سیف الدین ایضاً حافظ عبدالعزیز صاحب نقشہ نویس
دفتر چیف انجینیر ریلوے منشی نور الٰہی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
ضلع لاہور حکیم مبارک دین صاحب بھاٹی دروازہ میرزا
فدا حسین صاحب کلرک ریلوے عبدالرحمن صاحب ڈسٹرکٹ
اوورسیر عبداللطیف صاحب شاہ دین صاحب مطبع پنجاب ارزوک

محمود علی خان نقشہ نویس دفتر سول سکرٹریٹ گورنمنٹ
پنجاب محمد فضل الٰہی کمیشن ایجنٹ سعادت علی خان صاحب
نائب داروغہ ایکاری لاہور منشی کرم الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ
نصرت الاسلام مولا بخش صاحب نیولائل پریس شیخ گلاب الدین
صاحب انور علی صاحب پنشنر خواجہ عزیز الدین صاحب سوداگر
برنج جلال الدین صاحب محرر چونگی بابو عبید محمد صاحب نقشہ نویس
دفتر فنانشل کمشنر عبداللہ خاں فدا علی صاحب کلرک دفتر
نہر شیخ گلاب الدین صاحب مختار عدالت میاں مہتاب الدین
صاحب سپر دائزر پبلک ورکس ڈاکٹر غلام علی صاحب ایل ایم
ایس میرزا امان اللہ بیگ صاحب پنشنر منشی محمد امیر الدین صاحب
کوٹھی دار منشی خیر الدین صاحب حاجی عبدالصمد صاحب میونسپل
کمشنر و ٹھیکہ دار لاہور +

وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ مانانوالہ قاضی سید محمد
صاحب ذیلدار مالگذار کوٹ قاضی - قاضی سراج الدین صاحب
نمبر دار مولوی وزیر محمد صاحب مدرس اول عربی و فارسی شیخ
غلام قادر صاحب سوداگر چرم منشی نبی بخش صاحب مدرس مشن
سکول شیخ محمد حیات صاحب تاجر کتب بابو فضل دین صاحب
گڈس کلرک شیخ پیر محمد صاحب سوداگر غلام رسول صاحب
نقشہ نویس میاں شیخ محمد دین صاحب محرر کمیٹی میاں شیخ نیاز احمد
صاحب سوداگر حکیم سلطان علی صاحب شیخ دین محمد صاحب ٹھیکہ دار
منشی نجم الدین صاحب اسٹام فروش میاں عمر بخش صاحب
سوداگر شیخ احمد جان صاحب ماسٹر عنایت صاحب مشن سکول
شیخ الٰہی بخش صاحب سوداگر آہن حافظ گلاب خان صاحب اوورسیر
سفری ڈاک قاضی محمد یوسف صاحب مالگذار +

جموں

خلیفہ نور الدین صاحب تاجر کتب مولوی محمد صادق صاحب
فارسی مدرس ہائی سکول خواجہ جمال الدین صاحب لاہوری
بی اے - ہیڈ ماسٹر ہائی سکول محمد شاہ صاحب ٹھیکہ دار
مستری محمد عمر صاحب مستری محمد دین صاحب ملازم ریلوے
احمد پور حافظ محمد دین صاحب ٹھیکہ دار وردی پولیس میاں
اللہ دتا صاحب سوداگر چرم شیخ محمد دین صاحب سوداگر چرم

منشی نبی بخش صاحب سوداگر۔ اللہ دتا صاحب +

خوشاب ضلع شاہپور پنجاب

مولوی حبیب شاہ صاحب قریشی بلند خاں صاحب سید حیدر شاہ صاحب مولوی فضل دین خاں صاحب مولوی غلام احمد صاحب ہیکی مولوی فتح دین صاحب مولوی غلام احمد صاحب بہادر خاں صاحب ذیلدار رئیس سید عبد المجید شاہ صاحب قریشی جولئے خاں صاحب انہیر عالم خان صاحب میونسپل کمشنر پیر رنگ شاہ صاحب قریشی پیر غلام مرتضےٰ شاہ صاحب قریشی پیر جلال الدین صاحب قریشی مولوی دین محمد صاحب قریشی سید راجہ شاہ صاحب سید ستار شاہ صاحب سید عالم شاہ صاحب عبد المجید صاحب سید جلال شاہ صاحب

گڑیانی ضلع رہتک

وزیر محمد خان ہیڈ ماسٹر مدرسہ گڑیانی عبد الصمد خاں صاحب دفعدار محمد اسمٰعیل خان ہاسپٹل اسسٹنٹ کریانوالہ ضلع گجرات۔ ایاز محمد خاں صاحب نائب مدرس کلانور ضلع گورداسپور پنجاب امیر خان صاحب محرر کمیٹی عطا محمد خاں صاحب ذیلدار و ممبر دسٹرکٹ بورڈ شاہ محمد خاں صاحب سوداگر عمدہ خان صاحب سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول بہادر گڈھ سردار خاں صاحب دفعدار سلوتری نمبر ۳ رسالہ پنجاب کریم بخش صاحب سوداگر اسپان قاضی سید محمود الحسن صاحب قادری قاضی عزیز الحسن صاحب سید رحمت علی شاہ صاحب عنایت خان صاحب جمعدار محمد حیدر خان صاحب سوداگر اسپان عبد اللطیف خان سوداگر قاضی محمد یعقوب صاحب محمد یعقوب خان سوداگر عبد المناف صاحب سوداگر عبد الصمد صاحب سوداگر خدا بخش پنشن خوار ریاست گوالیار الٰہی بخش صاحب سوار پنشن خوار غلام دین خان سوداگر اسپان ڈاکٹر محمد ظہیر الدین خان صاحب منظور احمد صاحب سوداگر اسپاں نیاز احمد صاحب سوداگر اسپاں عطا محمد خاں صاحب سوداگر اسپاں نیاز محمد خان سوداگر سردار خاں و عبد اللہ خان و محمد حسن خان و عبد الرزاق خاں صاحب سوداگران +

جہلم

منشی محمد نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم مولوی برہان الدین صاحب میاں عبد اللہ خان برادر تحصیلدار صاحب جہلم شیخ غلام محی الدین صاحب عرضی نویس مولوی حافظ محمد قاری صاحب

مولوی غلام علی صاحب رہتاسی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست مولوی گلاب دین صاحب رئیس رہتاس اللہ دتا صاحب نائب محافظ دفتر سپرنٹنڈنٹ جھنگ محمد امین صاحب تاجر کتب مولوی خان ملک شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی ساکن کھوتیاں شیخ ابراہیم جہلم

الہ آباد

شیخ عبد الغنی صاحب کمپازیٹر سید رمضان علی صاحب ہیڈ کانسٹیبل پولیس دفتر الہ آباد سید جیون علی صاحب سید فرزند حسین صاحب ایضاً دلدار علی صاحب انسپکٹر سید احسان علی صاحب زمیندار جہروند سید اہتمام علی صاحب ہیڈ کانسٹیبل پنشنر شیخ امیر علی صاحب پنشنر عبد الغنی صاحب ہیڈ ؍ ؍ سید منصب علی صاحب ڈاکٹر محلہ کٹڑہ شیخ نعمت اللہ صاحب ہیڈ کانسٹیبل شیخ غلام محمد صاحب انسپکٹر پولیس محمد احمد خاں صاحب ہیڈ کانسٹیبل پنشنر محمد عبد الرحمٰن خاں صاحب ایضاً سید نیاز علی صاحب بدایونی محلہ دوندی پور حال محرر ملک ریاست رامپور قاضی احسن الدین صاحب قریشی اکبر آبادی پولیس الہ آباد حاجی نجف علی صاحب شیخ حرمت علی صاحب کرادی محلہ بالس دری شیخ خدا بخش صاحب ولد غوث محمد صاحب جونپوری حال الہ آباد شیخ اکبر علی صاحب حسینی خاں صاحب محلہ کٹرہ سعد اللہ خاں صاحب +

انبالہ

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر نہر میاں محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس +

کپورتھلہ

منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس میاں روشن دین صاحب ٹھیکہ دار منشی اروڑا صاحب نقشہ نویس عدالت منشی عبد الرحمٰن صاحب اہلمد جرنیلی قاضی شیخ احمد صاحب منشی فیاض علی صاحب میاں حبیب الرحمٰن صاحب مالک و نمبردار موضع حاجی پور حسو خان صاحب میاں سردار خاں صاحب کورٹ دفعدار رسالہ امپیریل سروس مولوی محمد حسین صاحب ٹھیکیدار موضع بھاگو ارائیں حکیم سید جہتاب علی اہلمد نظامت بشیر احمد کنسٹیبل

قصور

شیخ امین الدین صاحب میونسپل کمشنر میر افضل بیگ صاحب مختار عدالت حکیم فتح محمد صاحب ڈاکٹر بوٹا خان

صاحب اسسٹنٹ سرجن مولوی فضل حق صاحب مدرس اسلامیہ
سکول میاں حسین خان صاحب سکول ٹھیکہ دار +

لدھیانہ

منشی رحیم بخش صاحب ممبر میونسپل کمیٹی منشی عبدالحق صاحب
لدھیانہ شہاب الدین صاحب لدھیانہ منشی ابراہیم صاحب تاجر
قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار شکرم شہزادہ عبدالمجید صاحب
محلہ اقبال گنج مولوی نور محمد صاحب بانگٹ تاج محمد صاحب
کلرک میونسپل کمیٹی کرم الٰہی صاحب کانسٹیبل میرزا حکیم رحمت اللہ
صاحب تاجر کتب سید عنایت علی شاہ صاحب محلہ صوفیاں +

پشاور

مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار بابو الٰہی بخش صاحب جہلمی
کلارک محکمہ ملٹری ورکس چھاونی کوہ جرات علاقہ پشاور شیخ
عبدالرحیم صاحب محلہ کوٹلہ فیلبانان احمد جان ولد محمد کمال
صاحب محلہ نو +

بٹالہ

منشی عبدالعزیز صاحب عرف نبی بخش نمبردار و ممبر کمیٹی بابو علی محمد
صاحب مالک مطبع شعلہ نور میاں محمد امین صاحب میاں محمد اکبر
صاحب ٹھیکہ دار لکڑی +

پٹیالہ

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب سول سرجن چھاونی پٹیالہ شیخ
منشی محمد حسین صاحب مرادآبادی شیخ عبید اللہ صاحب مولوی
حافظ عظیم بخش صاحب مولوی محمد یوسف صاحب +

بلاد متفرقات

ڈاکٹر عبدالشکور صاحب سرسہ ضلع حصار مولوی غلام امام
صاحب عزیز الواعظین منی پور ملک آسام منشی زین الدین صاحب
محمد ابراہیم صاحب انجینیر چیچ پوکلی کالی چوکی بمبئی سید تفضل حسین
صاحب تحصیلدار شکوہ آباد ضلع مین پوری منشی عبدالعزیز صاحب
محرر دفتر زمین غربی دہلی سیٹھ عبدالرحمن صاحب حاجی اللہ رکھا
صاحب ساکن بمبئی مدراس سیٹھ محمد صالح صاحب مدراس سیٹھ
محمد علی صاحب بنگلور مولوی حسن علی صاحب واعظ اسلام بھاگلپور
صوبہ بہار مولوی انور حسین صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی
شیخ مولوی حسین عرب صاحب یمانی محدث بھوپال مولوی محمد بشیر صاحب
بھوپال سابق مہتمم مدرس ریاست مذکور ابو الحبیب محبوب احمد

صاحب مدرس مدرسہ ملتان بابو الٰہی بخش صاحب گڈس کلرک ریلوے
اسٹیشن پھلور منشی محمد فضل حق صاحب مختار کار ساکن سراوہ ضلع میرٹھ
میاں عبدالواسع صاحب مولوی عبداللہ ملتان اندرون پاک دروازہ
سید فضیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر ڈنگہ ضلع گجرات بابو غلام
محی الدین صاحب گوڈس کلارک پھلور چودہری رستم علی صاحب
ڈپٹی انسپکٹر گورداسپور مولوی سید محمد عسکری خان صاحب تحصیلدار
کروہ ضلع الہ آباد مولوی پیر مردان علی صاحب منتظم صدر محاسب سرکار
نظام حیدرآباد مولوی سید ظہور علی صاحب وکیل حیدرآباد دکن شیخ
یوسف علی صاحب رئیس نشام ضلع حصار درجہ اول انسپکٹری ریاست
جیند مرزا محمد امین بیگ رئیس بہالوجی ریاست کیتھری علاقہ جے پور
خلیفہ رشید الدین صاحب ڈاکٹر حکروتہ مولوی جمال الدین صاحب
سیدوالہ ضلع منٹگمری مولوی عبداللہ صاحب ٹھٹھا شیر کا ضلع منٹگمری
حاجی سید عبدالہادی صاحب اورسیر ضلع شملہ میرزا نیاز بیگ صاحب
ضلعدار نہر ضلع ملتان منشی احمد جان صاحب مدرس گوجرانوالہ غلام
جیلانی صاحب مدرس گھروتہ مولوی وزیر الدین صاحب مدرس مدرسہ
ریاست نادون مولوی حاکم شاہ صاحب مدرس امانت خان صاحب
عرضی نویس مولوی عبدالحکیم صاحب آصف موضع دہاواڑہ علاقہ بمبئی
مولوی محمد فضل آل صاحب کملہ گجرات پنجاب مولوی محمد اکرم صاحب
مولوی محمد شریف صاحب مولوی نظام الدین صاحب رنگپور ضلع
جھنگ حافظ نور احمد صاحب سوداگر لودیانہ مولوی سید لطف
حسین صاحب تاجر دہلوی پھاٹک حبش خان محمد عبدالرحیم صاحب
موس پاٹر سدر انبالہ فضل حسین صاحب قصبہ جہاو ضلع بجنور
حافظ امام الدین صاحب امام مسجد کپورتھلہ مستری جانی صاحب
کپورتھلہ حافظ محمد علی امام مسجد کپورتھلہ میاں محمد صاحب زمیندار
نوٹ :- مولوی صادق حسین صاحب اٹاوہ +

امرتسر

شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر اخبار فیروز میاں عطاء اللہ
صاحب سوداگر میاں قطب الدین صاحب سوداگر مولوی
قاضی سید امیر حسن صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ مولوی غلام محمد صاحب
مختار عدالت و سپرنٹنڈنٹ مطبع روز بازار حافظ عبدالرحمن
صاحب ملازم محکمہ دفتر مال صاحب ڈپٹی کمشنر میاں فیروز دین سوداگر
و پروپرائٹر اخبار فیروز میاں علی محمد صاحب مدرس ایم بی سکول
مولوی نیاز علی خان صاحب سوداگر مالک مطبع وکیل پنجاب

شیخ کرم الٰہی صاحب سار جنٹ پولیس میاں اسد اللہ صاحب سوداگر
پشمینہ میاں غلام رسول صاحب ٹھیکہ دار مستری کریم بخش صاحب
میاں خیر الدین صاحب ٹھیکہ دار حکیم رحیم بخش صاحب میاں
نور الدین صاحب سوداگر پشمینہ محمد غلام قادر صاحب ٹھیکہ دار
داروغہ فضل دین صاحب میاں حبیب اللہ خان صاحب خیر الدین
صاحب سوداگر حافظ احمد صاحب سوداگر میاں محمد عبد اللہ صاحب
سوداگر شال مرچنٹ میاں نقو شاہ صاحب گدی نشین لوپوکے
تحصیل اجنالہ +

ہوشیار پور و جالندھر

امیر المومنین صاحب سررشتہ دار محکمہ نہر منٹگمری باشندہ
ہوشیار پور احمد جان صاحب امین محکمہ نہر ساکن نند اچور ضلع
ہوشیار پور حکیم غلام رسول صاحب شیخ رحمت علی صاحب کتب
فروش شیخ مہر علی صاحب رئیس اعظم ہوشیار پور شیخ جان محمد صاحب
ممبر میونسپل کمیٹی شیخ محمد بخش صاحب طالب العلم گورنمنٹ کالج لاہور
مستری محمد صدیق صاحب فیض محمد صاحب تار بابو ہوشیار پور
محمد حیات خاں صاحب عرضی نویس حسین بخش صاحب ٹھیکہ دار جالندہر
محی الدین صاحب پوسٹل کلارک ہوشیار پور حکیم غلام رسول صاحب
شیخ رحمت علی صاحب تاجر کتب عبد العلی صاحب رئیس جالندہر
شیخ محمد بخش صاحب عرضی نویس سید محبوب عالم سرراہ ذیلدار جالندہر
محمد وزیر علی صاحب رئیس جالندہر شیخ شادی صاحب سوداگر فضل الدین
سوداگر شیخ عمر بخش صاحب مولوی عبد الکریم صاحب رحمت علی صاحب
کلرک محکمہ ڈاک پیر بخش صاحب سوداگر شمس الدین صاحب سوداگر چرم
امام الدین صاحب سوداگر کرم الٰہی صاحب سوداگر الہ یار صاحب سوداگر
چراغ الدین " حاجی خلیل اللہ صاحب " خدا بخش صاحب "
سید رستم علی صاحب محمد علی صاحب نمبردار بستی سید مہتاب علی صاحب
سید سندھی شاہ صاحب حسنی چشتی منشی علی گوہر صاحب پرنچوسٹ ماسٹر
عمر بخش صاحب مونتا عدالت سید محمد صاحب منشی فاضل صاحب مدرس
نواب خاں صاحب شیخ نور احمد صاحب محمد بخش صاحب نائب شرف
سید امیر الدین صاحب نقل نویس صدر محمد عالم خاں صاحب نائب شرف
محمد گوہر صاحب سابق شرف عدالت حال پنشنر حکیم ابراہیم صاحب بستی
سید شاہ قلی سید قاضی دوست محمد آنریری مجسٹریٹ شہر جالندھر
نبار محمد صاحب وکیل ہیرا نواب بیگ صاحب سار جنٹ درجہ نمبر ا محمد اکبر علی صاحب
نمبردار بستی

سید غلام حسین ڈاکٹر سید احمد شاہ صاحب مترجم ڈسٹرکٹ مولوی رحمت علی
صاحب غلام حسین سابق صوبہ دار میجر سردار بہادر آنریری مجسٹریٹ
و سب رجسٹرار شہر جالندھر حیدر خاں صاحب نمبردار افغاناں +

مالیر کوٹلہ

نواب صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔ مولوی مرزا
خدا بخش صاحب اتالیق نواب صاحب موصوف۔ نواب خاں صاحب
حکیم الٰہی بخش صاحب +

بلاد متفرقات

منشی عبد المجید صاحب محرر دفتر ان گورداسپور۔ شہامت خاں صاحب
عرضی نویس نادون ضلع کانگڑہ عبد الرحمٰن خان صاحب مختار عدالت سلیمانی
صاحب نائب تحصیلدار برکتعلی شاہ صاحب عرضی نویس مولوی حکیم فضل محمد
صاحب برکتعلی صاحب کلرک پبلک بک چھاؤنی جالندہر شاہدین صاحب
عرضی نویس محمد بخش صاحب اپیل نویس شیخ گڑھ غلام رسول صاحب
نائب مدرس سکول بجواڑہ۔ غیاث الدین صاحب طالب علم ایف اے کلاس
رانا۔ محمد بخش صاحب ذیلدار ہریرہ +

سہارنپور وغیرہ

عبد المجید صاحب سہارنپور محمد خاں صاحب سامانہ ریاست پٹیالہ
محمد یٰسین خان پوہٹر ضلع سہارنپور محمد عارف صاحب ساکن تھانہ بھون
ضلع مظفر نگر احمد حسن صاحب گنگوہ ضلع سہارنپور محمد امیر خاں صاحب پٹھیڑ
ضلع سہارنپور علی محمد صاحب سہارنپور عبد اللطیف خاں صاحب پٹواری
فہیم الدین صاحب تاجر کتب سہارنپور محمد اسمٰعیل صاحب بیلدار ریاست
مالیر کوٹلہ عبد العزیز صاحب سہارنپور امیر حسن صاحب ساکن سہارنپور
غلام محمد خاں ساکن سہارنپور محمد نعیم خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ و
رئیس سہارنپور احسان الحق صاحب گنگوہ ضلع سہارنپور محمد یوسف
صاحب رئیس انصاری رحمت اللہ خان صاحب سہارنپوری محمد حسین صاحب
سوداگر حاجی محمد عمر صاحب سوداگر شہر سہارنپور احمد بیگ صاحب سوداگر
حافظ محمد حسین صاحب سوداگر " حاجی محمد اسمٰعیل صاحب " نور احمد صاحب
محمد ابراہیم صاحب رئیس سہارنپور فضل رحیم صاحب رئیس " مولوی
قمر الدین صاحب مدرس عربی سہارنپور محمد زکریا صاحب ساکن سہارنپور
امام علی صاحب نمبردار بلاس پور ضلع سہارنپور علاء الدین صاحب
سہارنپور احمد جان صاحب سہارنپور احمد حسین صاحب سہارنپور
محمد یٰسین صاحب سوداگر سہارنپور زین الدین احمد صاحب سوداگر
سہارنپور

منشی رحیم بخش صاحب سہارنپور محمد ابراہیم صاحب ،، نبی بخش صاحب ،، حبیب اللہ صاحب ،، محمد ابراہیم صاحب سوداگر ،، وحید صاحب امروہہ ضلع مرادآباد حکیم اللہ خاں صاحب ضلع بلند شہر ظہور الدین صاحب کماتولی ضلع مظفر نگر اللہ دیا صاحب ٹھانہ بھون ضلع مظفر نگر بخش صاحب حسین بخش صاحب ،، قلو محمد صاحب ،، رحیم بخش صاحب ،، محمد اسمٰعیل صاحب رئیس سہارنپور سید حیدر حسن صاحب سہارنپور حافظ الدین ،، محمد صدیق صاحب سہارنپور حافظ نور رمضان صاحب پانی پت ضلع کرنال محمد علاؤ الدین صاحب عبد الرحمٰن صاحب سہارنپور ذوالفقار خاں صاحب سوداگر سہارنپور محمد ابراہیم صاحب سہارنپور سردار خان تھانہ دار خان صاحب پنشنر سہارنپور عمر خاں صاحب سہارنپور حافظ کریم بخش صاحب سہارنپور عبد الکریم صاحب ،، عبد الغنی و کریم صاحبان ،، علاؤ الدین صاحب مدرس مدرسہ انجمن اسلام سہارنپور ساکن نور محل ضلع جالندھر +

ملتان و علاقہ ملتان

میرزا نیاز بیگ صاحب ساکن کلانور ضلع گورداسپور الطاف حسین صاحب سب اورسیر سوہال نہر سدنی ملتان عبد الغنی صاحب سب اورسیر میاں محمد صاحب ٹھیکہ دار محمد بخش صاحب میٹ سوہال نہر سدنی اسسٹنٹ سب اورسیر محب علی صاحب گرداور ملتان امام بخش صاحب پنسال نویس اللہ دتا صاحب ،، نہر راجباہ ضلع ملتان غلام صاحب چپراسی سوہال نہر سدنی محمود بخش صاحب گرداور نہر ضلع ملتان برکت علی صاحب گرداور ،، الٰہی بخش صاحب امیدوار ساکن ملتان سابق محرر محکمہ انہار ملتان اللہ داد صاحب گرداور نہر محمد حسن صاحب زمیندار مہتاب نمبردار موضع ہتار ضلع ملتان +

اجنالہ ضلع امرتسر وغیرہ

برکت علی شاہ صاحب اجنالہ ضلع امرتسر ڈاکٹر محمد یٰسین صاحب ڈپٹی نہر کے اسسٹنٹ جیوال ضلع امرتسر امام الدین صاحب کاندار کرم دین صاحب متعلم ساکن فتح گڈھ ضلع لاہور مولوی غلام محمد صاحب مدرس اول جیروال ضلع امرتسر شیخ نبی بخش صاحب کاندار بلند خان صاحب غیس نیپال ضلع امرتسر حیدر حسین صاحب قانونگو اجنالہ ضلع امرتسر محمد وارث صاحب محرر ،، فضل دین صاحب عرضی نویس علی بخش صاحب نمبردار ملک پور ضلع امرتسر کریم بخش صاحب نمبردار عبد الواحد صاحب پٹواری روڑے خان جمعدار ملک پور پیر بخش صاحب لوہار ساکن لوہار کہ ضلع ،، حسن محمد صاحب شیخ دلاور صاحب زمیندار نبی بخش صاحب مدرس اجنالہ ضلع امرتسر محسن علی صاحب دوم مدرس ،، متوطن قلعہ سوبہا سنگھ سیالکوٹ غلام دستگیر صاحب نائب مدرس اجنالہ متوطن جیروال ،، شیخ رحیم بخش صاحب قطب شاہ صاحب ،، غلام حسین صاحب قاضی ،، قاضی غلام رسول صاحب جیروال کرم الدین صاحب پٹواری نیپال خدا بخش صاحب نائب تحصیلدار حصہ دار ڈہ پہلووال ضلع ،، غلام رسول صاحب ڈہ پہلووال ،، عبد اللہ خان صاحب پنشن خوار جیروال محمد ابراہیم صاحب نوہیاں شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر جیروال ،، شیخ عمر بخش صاحب حوالدار عیسیٰ پور خلیل خان صاحب اعلیٰ نمبردار عمر پورہ شاہسوار صاحب مالک عمر پورہ ،، ابراہیم خان صاحب حصہ دار عمر پورہ فتح خان صاحب حصہ دار عمر پور فضل دین صاحب موروثی عمر پورہ فیروز خان صاحب حصہ دار عمر پور دین محمد صاحب اجنالہ میاں میرا صاحب حصہ دار کمال پور میاں بڈھا صاحب حصہ دار ساہوکار قسوکے نبی بخش صاحب لیجیت چماری الہ داد خاں صاحب ولد علی اکبر خان نمبردار محلانوالہ قاضی امام الدین صاحب قسوکے چوہدری امام الدین صاحب علاقہ امرتسر غلام محمد صاحب نمبردار کمال پور خورد محمد یار علی نمبردار شہزادہ ،، مقبول حسین صاحب ہیڈ ماسٹر سکول رام داس فضل حسین صاحب گرداور قانونگو حلقہ چماری ضلع امرتسر قاضی اکبر علی صاحب وثیقہ نویس جترہ کلو خان صاحب نمبردار اعلیٰ ،، ہاشم علی صاحب وثیقہ نویس ،، حکیم گوہر علی صاحب ،، صادق شاہ صاحب چمیاری ،، محمد خان صاحب نمبردار جیروال ضلع امرتسر +

بلاد متفرقات

فتح محمد صاحب برزدار بلوچ ساکن لیہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان سید بہادر علی شاہ صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ عبد اللہ خان صاحب لیہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان شمس الدین صاحب میونسپل کمیٹی کشمیر ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور پیر بخش صاحب تار بابو وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ مولا داد صاحب اسسٹنٹ منیجر سیالکوٹ غلام جیلانی صاحب سوداگر سیالکوٹ محمد ابراہیم صاحب ،، امرتسر مولا بخش صاحب گماشتہ ،، غلام رسول صاحب سوداگر ،، الٰہی بخش صاحب سابق ڈپٹی انسپکٹر لاہور ،، شیخ عبد اللہ صاحب قریشی جزیرہ مکہ معظمہ محمد حافظ صاحب ڈپٹی انسپکٹر کشمیر ساکن بھیرہ ضلع شاہپور رحیم بخش صاحب نقشہ نویس لاہور محمد شریف صاحب ٹھیکہ دار سیلاں ضلع گجرات نور علی صاحب سوداگر پشاور کرم الدین صاحب سوداگر وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ شیخ عبد الغفار صاحب سوداگر کشمیر محمد خلیل صاحب سوداگر سید غلام رسول صاحب واعظ گشت دار جموں شہاب الدین صاحب متصرم کشمیر ارجن ضلع راولپنڈی عبد العزیز صاحب سوداگر کشمیری غلام محمد عبد الرحیم صاحب سوداگر عبد العزیز صاحب سابق منشی حوالات کشمیر سید حسن علی صاحب متصرم بندوبست بٹالہ ضلع گورداسپور حاجی محمد نور الدین صاحب سابق وزیر اعظم جموں غلام جیلانی صاحب سوداگر ماسٹر خدا بخش صاحب کشمیر حبیب اللہ صاحب پال ریزیڈنٹ کشمیر سید حبیب شاہ صاحب تحصیلدار غلام محی الدین صاحب ... فضل الٰہی صاحب سب اورسیر مولوی محمد حافظ اللہ صاحب کشمیری بابو محمد دین صاحب دفتر ریذیڈنسی کشمیر بابو دل محمد صاحب ایضاً

[illegible]

نوٹ ان صاحبوں کے سوا اور بہت سے صاحب ہیں جنھوں نے نوٹس پر دستخط کئے ہیں اگر سب لکھے جاتے تو چار ہزار سے زیادہ نوبت پہنچتی مگر طول سے اندیشہ کر کے اسی قدر پر کہ (۴۷۰) ہیں کفایت کی گئی ہے +

(یہ وہ خطوط ہیں جو مسلمانوں کی خدمت میں دستخط کرانے کے لئے بھیجے گئے ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - امابعد اے غمخواران دین اسلام ومحبان خیر الانام علیہ الف الف سلام مَیں اسوقت ایک نہایت ضروری التماس آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور

خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں

کہ اس التماس کے قبول کرنے کے لئے آپ لوگوں کے سینے کو کھولے اور اس مقصد کے فوائد آپ لوگوں کے دلوں میں الہام کرے کیونکہ کوئی امر گو کہ کیسا ہی عمدہ اور سراسر خیر اور مصلحت پر مبنی ہو مگر تب بھی اسکی بجاآوری کے لئے جبتک خدا تعالےٰ سے قوت نہ ملے ہرگز انسان ضعیف البنیان سے ہو نہیں سکتا اور وہ

التماس یہ ہے

کہ آپ صاحبوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہوگی کہ ان دنوں میں دینی مباحثات ومناظرات کا اسقدر ایک طوفان برپا ہے کہ جہاں تک تاریخ وفا کر سکتی ہے اسکی کوئی نظیر پہلے زمانوں میں معلوم نہیں ہوتی اور اس معاملہ میں اسقدر تالیف بڑھ گئی ہیں کہ پادری صاحبان کی ایک رپورٹ میں ہمنے پڑھا ہے کہ چند سال میں چھ کروڑ کتابیں انکی طرف سے شائع ہوئیں ایسا ہی اہل اسلام کیطرف سے کروڑہا تو نہیں مگر صدہا رسالوں تک تو نوبت پہنچی ہوگی اور آریہ صاحبوں کی کتابیں جو اسلام کے مقابل پر یا عیسائیوں کے مقابل لکھی گئیں اگرچہ تعداد میں تو کم ہیں مگر گالیاں دینے اور دل آزار کلمات لکھنے میں اول نمبر پر ہیں اور یہ بے تہذیبی اور بدزبانی دن بدن بڑھتی جاتی ہے آپ جانتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جو کسی قوم کے پیشوا کو گالی دینا اس کا اصول نہیں کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم اُن پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ ہریک قوم میں کوئی نہ کوئی مصلح گذرا ہے اور ہمیں یہ بھی تعلیم دیگئی ہے کہ ہم پورے علم کے بغیر کسی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہ کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اُولٰئک کان عنہ مسئولا ٭ سو یہ پاک عقائد ہمیں بے جا بدزبانیوں اور متعصبانہ نکتہ چینیوں سے

٭ نوٹ یعنی جس بات کا تجھ کو یقینی علم نہیں دیا گیا اس بات کا پیرو کار مت بن اور یاد رکھ کہ کان اور آنکھ اور دل جسقدر اعضاء ہیں ان سب اعضاء سے بازپرس ہوگی ÷ منہ ۱۲

محفوظ رکھتے ہیں مگر ہمارے مخالف چونکہ تقوے کی راہوں سے بالکل دُور اور بے قید اور خلیع الرسن ہیں اور قرآن کریم جو سب سے پیچھے آیا اُن کو طبعاً بُرا معلوم ہوتا ہے لہذا وہ جلد فحش گوئی اور بدزبانی اور توہین کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور سچی باتوں کے مقابل پر افتراؤں سے کام لیتے ہیں چنانچہ اس تیس ۳۰ سال کے عرصے میں ہمارے مخالفوں نے اس قدر فحش گالیاں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتابوں میں دی ہیں اور اس قدر افترا اسلامی تعلیم پر کئے ہیں کہ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ تیرہ سو گذشتہ سالوں میں اسلام کے ابتدائی زمانہ سے آج تک اس کی نظیر نہیں پاؤ گے اور اسی پر بس نہیں بلکہ یہ ناجائز طریق ترقی پر ہے اس لئے ہر یک ایسے سچے مسلمان کا فرض ہے کہ جو درحقیقت اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے کہ ایسے موقعہ پر بے غیرتوں اور بے ایمانوں کے رنگ میں بیٹھا نہ رہے بلکہ جیسا کہ اپنی حفظ عزت کے لئے کوشش کرتا ہے اور جب عزت برباد ہونے کا کوئی موقعہ پیش آوے تو جہاں تک طاقت وفا کرتی اور بس چل سکتا ہے اپنی آبرو کے بچاؤ کے لئے کوئی تدبیر باقی نہیں چھوڑتا بلکہ ہزار ہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیتا ہے ایسا ہی شریف اور سچے مسلمانوں کے لئے بھی زیبا ہے کہ اس پیارے رسول کی عزت کے لئے بھی جسکی شفاعت کی امید رکھتے ہیں کوشش کریں اور ایمانی نمونہ دکھلانے سے نامراد نہ جائیں +

شاید بعض صاحبوں کی یہ رائے ہو کہ کیا ضرور ہے کہ اسلام کیطرف سے مذہبی تالیفات ہوں اور کیوں اس طریق کو اختیار کیا جائے کہ مخالفوں کی تحریرات کا جواب ہی نہ دیں اسکے جواب میں عرض کیا جاتا ہے کہ اول تو کوئی مذہب بغیر دعوت اور امر معروف اور نہی منکر کے قائم نہیں رہ سکتا اور اگر ایسا ہونا فرض بھی کرلیں تو پھر اسلام جیسا کوئی مذہب مصیبت زدہ نہیں ہوگا کیونکہ جس حالت میں پادری صاحبان و آریہ صاحبان وغیرہ پورے زور سے اسلام پر حملے کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسکو نابود کر دیں اور ہر یک رنگ سے کیا علم طبعی کے نام سے اور کیا علم طب اور تشریح کے بہانہ سے اور کیا علم ہیئت کے پردہ میں انواع اقسام کے دھوکے لوگوں کو دے رہے ہیں اور ٹھٹھے ہنسی اور تحقیر کو انتہا تک پہنچا دیا ہے پھر اگر ہمارے معزز بھائیوں کی طرف سے یہی تدبیر ہے کہ چپ رہو اور گھٹتے جاؤ تو یہ خاموشی مخالفوں کی یکطرفہ ڈگری کا موجب ہوگی اور نعوذباللہ ہماری خاموشی

ظاہر کرے گی کہ ہر یک الزام ان کا سچا ہے اور اگر ہم الزامی جواب دیں چنانچہ کئی سال سے دیے جاتے ہیں تو کوئی انکی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور ہمارا وقت برباد جاتا ہے اور بار بار وہی باتیں اور وہی بہتان ہتک آمیز الفاظ کے ساتھ سناتے ہیں جو لوگ حیا اور شرم کو چھوڑ دیں اُن کا منہ بجز قانون کے اور کون بند کرے اور ہم اپنے بھائیوں کے صوابدید سے کل مناظرات اور مباحثات اور تحریر اور تقریر سے دست بردار ہو سکتے ہیں اور چپ رہ سکتے ہیں مگر کیا ہمارے معزز بھائی ذمہ وار ہو سکتے ہیں کہ مخالفانہ حملہ کرنیسے ہندوستان کے تمام پادریوں اور آریوں اور برہموؤں کو بھی چپ کرا دینگے اور اگر نہیں کرا سکتے اور اُنکی گالیوں اور سب وشتم کی کوئی اور تدبیر اُنکے ہاتھ میں نہیں تو پھر یہ بات کیوں حرام ہے کہ ہم اپنی محسن گورنمنٹ سے اس بارہ میں مدد لیں اور ان آیندہ خطرات سے اپنی قوم اور نیز دوسری قوموں کو بھی بچالیں جو ایسے بے قیدی کے مناظرات میں ضروری الوجود ہیں سو بھائیو یہ تدبیر عمدہ نہیں ہے کہ ہر روز ہم گالیاں سنیں اور روا رکھیں کہ ہندوؤں کے لڑکے بازاروں میں بھٹکر اور عیسائیوں کی جماعتیں ہر یک کوچہ گلی میں ہمارے نبی پاک صلعم کو گندی گالیاں نکالیں اور آئے دن پر توہین کتابیں شائع کریں بلکہ اسوقت ضروری تدبیر یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے سرکاری قانون سے مدد لیں اور اُس درخواست کے موافق جو گورنمنٹ کی توجہ کے لئے علیحدہ لکھی گئی ہے اس مضمون کا گورنمنٹ عالیہ سے قانون پاس کرا دیں کہ آیندہ مناظرات و مجادلات میں بغرض رفع فتنہ و فساد عام آزادی اور بے قیدی کو محدود کر دیا جاوے اور ہر یک قوم کے لوگ اعتراض اور نکتہ چینی کے وقت ہمیشہ دو باتوں کے پابند رہیں +

(۱) یہ کہ ہر یک فریق جو کسی دوسرے فریق پر کوئی اعتراض کرے تو صرف اس صورت میں اعتراض کرنے کے وقت نیک نیت سمجھا جائے کہ جب اعتراض میں وہ باتیں نہ پائی جائیں جو خود اس کے مسلم عقیدہ میں پائی جاتی ہیں یعنے ایسا اعتراض نہو جو وہ اس کے عقیدہ پر بھی وارد ہوتا ہو اور وہ بھی اس سے ایسا ملزم ہو سکتا ہو جیسا کہ اس کا مخالف اور اگر کوئی اس قاعدہ سے تجاوز کرے اور وہ تجاوز ثابت ہو جاوے تو بغیر حاجت کسی دوسری تحقیقات کے یہ سمجھا جاوے کہ اُس نے محض بدنیتی سے ایک مذہبی امر میں اپنے مخالف کا دل دکھانے کے لئے یہ حرکت کی +

(۲) یہ کہ ہر ایک معترض ایسے اعتراض کرنے کا ہرگز مجاز نہ ہو کہ جو اُن کتب مشہورہ کے مخالف

ہو جن کو کسی فریق نے حصر کے طور پر اپنی مسلّمہ کتابیں قرار دیکر انکی نسبت اشتہار شائع کرایا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا کرے تو قانوناً یہ قرار دیا جائے کہ اُس نے ایک ایسا امر کیا جو نیک نیتی کے برخلاف ہے اور جو شخص ان دونوں تجاوزوں میں سے کوئی ایک تجاوز کر کے یا دونوں کر کے کسی قسم کی صریح ہجو یا اشارہ یا کنایہ سے کسی فریق کا دل دُکھاوے تو وہ دفعہ ۲۹۸ تعزیرات کا جرم قرار دیکر اس سزا کا مستوجب سمجھا جائے جو قانون کی حد تک ہے *

یہ قانون ہے جس کا پاس کرانا ضروری ہے سولے بزرگو اور دین اسلام کے غمخوار و برائے خدا اس تجویز پر غور کر کے اُس درخواست کو اپنے دستخطوں سے مزین کرو جو اس قانون کے پاس کرنے کے لئے لکھی گئی ہے تا فساد انگیز جھگڑے کم ہو جائیں اور گورنمنٹ کو آرام ملے اور ملک میں صلحکاری اور امن پیدا ہو اور ملک کے باشندوں کے کینے ترقی کرنے سے روکے جائیں۔ بھائیو اس قانون کے پاس ہونے میں بہت ہی برکتیں ہیں اور سچے دین کو اس سے بہت ہی مدد ملتی ہے اور مفسدوں اور افترا پردازوں کے مُنہ بند ہو جاتے ہیں گورنمنٹ کے کسی منشاء کے مخالف یہ کارروائی نہیں بلکہ ہماری دانا گورنمنٹ خود ایسی باتوں کو ہمیشہ سوچتی ہے جس سے اس ملک کے فتنے اور فساد کم ہوں اور لوگ ایک دل ہو کر گورنمنٹ کی خدمت میں مشغول رہیں اور نیز یہ وہ مبارک طریق ہے جس سے آیندہ بیجا حملہ کرنیوالے رک جائینگے اور ہر ایک جاہل متعصب مناظرہ اور مجادلہ کیلئے جرأت نہیں کر سکے گا اور یہ امر تمام اُن لوگوں کے لئے مفید ہے جو یاوہ لوگوں کا کسی تدبیر سے مُنہ بند کرنا چاہتے ہیں اور اگر کسی صاحب نے ایسے مبارک محضر پر دستخط نہ کئے جس سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت مفتری لوگوں کے افتراؤں سے بچ جاتی ہے اور اسلام بہت سے کمینہ اور دروغ حملوں سے امن میں آجاتا ہے تو اُن کا اسلام نہایت بودا اور تاریکی میں پڑا ہوا ثابت ہوگا اور ہم عزم بالجزم رکھتے ہیں کہ جیسا کہ اس موقعہ پر ہم دینی غمخواروں کا با عزت نام مخلصانہ دعائے خیر کے ساتھ نہایت شوق سے شائع کرینگے تا انکی مردی اور سعادت عامہ خلائق پر ظاہر ہو ایسا ہی ہم ایک پُر درد تقریر کے ساتھ ان بخیل اور پست فطرت لوگوں کے نام بھی اپنے رسالہ میں شائع کر دینگے جنھوں نے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا فخر الاصفیاء کی حمایت عزت کیلئے کچھ بھی غمخواری اور حمیت ظاہر نہ کی۔ بھائیو کیا یہ مناسب ہے کہ آپ لوگ تو عزت کی کرسیوں پر بیٹھیں اور بڑے بڑے القاب پائیں اور ہمارے پیارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر یک طرف سے گالیاں دیجائیں اور تحریر اور تقریر میں

سراسر افترا سے نہایت بے عزتی اور توہین کیجائے اور آپ لوگ ایک ادنیٰ تدبیر کرنے سے بھی دریغ کریں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ شریف اور نجیب لوگ ہرگز دریغ نہیں کرینگے اور جو خبیث النفس دریغ کرے گا وہ مسلمان ہی نہیں ہے ❊

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد　　که از بہرِ دنیا دہد دیں بباد

راقم خاکسار خادم دین مصطفےٰ غلام احمد قادیانی

۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

یہ وہ درخواست ہے جو براد منظوری گورنمنٹ میں بعد تکمیل دستخطوں کے بھیجی جائیگی

درخواست

یہ درخواست مسلمانان برٹش انڈیا کیطرف سے جنکے نام ذیل میں درج ہیں بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہٗ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو ان ناجائز جھگڑوں سے بچانے کیلئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہنچ گئے ہیں اور خطرناک حالت پیدا کرتے جاتے ہیں اور ایک وسیع بے قیدی ایک طوفان کیطرح نمودار ہوگئی ہے دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرمایا جاوے اور اسی طرح اُس وسعت اور بے قیدی کو روک کر اُن خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں جن کا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایک دوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نہ کریں جو خود اپنے پر وارد ہوتا ہو یعنے اگر ایک فریقِ دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جس کا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی

کہ شان ہو جسکو اس فریق کے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف سے مانتے ہوں تو اسکو اس امر کے بارے میں قانونی ممانعت ہو جائے کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اس صورت میں ہرگز نہ کرے جبکہ خود اس کی کتاب یا اسکے پیشوا پر وہی اعتراض ہو سکتا ہو دوسری شرط یہ ہے کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمائی جاوے جو ان کتابوں کی بنا پر نہو جنکو کسی فریق نے اپنے مسلّم اور مقبول کتابیں ٹھہرا کر انکی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے کھلے اعلان کے ساتھ شائع کرا دی ہو اور صاف اشتہار دیدیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں جنپر میرا عقیدہ ہے اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارے میں ایک قانون پاس ہو کر اسکے خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہندیا جس دفعہ کی رو سے سرکار مناسب سمجھے سزایاب ہوتے رہیں اور جن ضرورتوں کی بناء پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کے لئے مجبور ہوئے ہیں وہ یہ تفصیل ذیل ہیں :-

اوّل یہ کہ ان دنوں میں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اسقدر ترقی پذیر ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اسکے اسقدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہے کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں اور ایک ورکے ساتھ فحش گوئی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا دریا بہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور اس **مقدس کتاب** کے لئے جو اُس پاک نبی کی معرفت اُنکو ملی نہایت غیرتمند ہیں لہذا جو کچھ دوسری قومیں طرح طرح کے مفتریانہ الفاظ اور رنگارنگ کی پُرخیانت تحریر اور تقریر سے انکے نبی اور انکی آسمانی کتاب کی توہین سے انکے دل دکھا رہے ہیں یہ ایک ایسا زخم انکے دلوں پر ہے کہ شاید انکے لئے اس تکلیف کے برابر دنیا میں اور کوئی بھی تکلیف نہو اور اسلامی اصول ایسے مہذبانہ ہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں مثلاً ایک معترض جب ایک بے جا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السلام پر کرتا ہے اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بسا اوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں تو اہل اسلام اُسکے مقابل پر اُسکے پیغمبر اور مقتدا کو کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہے تو ہر ایک مسلمان اُس نبی سے **ایسا ہی پیار کرتا ہے جیسا کہ اس کا فریق مخالف** - وجہ یہ کہ مسلمان اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسری قوموں کی نسبت بھی وہ جلدی نہیں کرتے کیونکہ انھیں یہ تعلیم دیگئی ہے کہ کوئی ایسا

آباد ملک نہیں جسمیں کوئی مصلح نہیں گذرا اس لئے گزشتہ نبیونکی نسبت خاصکر اگر وہ اسرائیلی ہوں
ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کرسکتا بلکہ اسرائیلی نبیوں پر تو وہ ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا کہ
نبی آخر الزمان کی نبوت پر۔ تو اس صورت میں وہ گالی کا گالی کے ساتھ مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہاں جب
بہت دکھ اٹھاتا ہے تو قانون کے رو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا ہے مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت
کرنے پر موقوف ہے جس کا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رو سے بہت مشکل امر ہے لہذا ایسا مستغیث
اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اس لئے یہ بات بالکل
سچی ہے کہ جسقدر تقریروں اور تحریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے ابھی تک اس کا کوئی
کافی تدارک قانون میں موجود نہیں اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنے کیلئے کوئی ایسا معیار اپنے
ساتھ نہیں رکھتی جس سے صفائی کے ساتھ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہو جائے یہی سبب ہے کہ
نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلآزار کتابوں کی کروڑوں تک نوبت پہنچ گئی ہے لہذا ان شرائط
کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کے کھلنے کے لئے بطور موید ہوں اور صحت نیت اور عدم صحت
کے پرکھنے کیلئے بطور معیار کے ہو سکیں سو وہ معیار وہ دونوں شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کردی گئی ہیں۔
کیونکہ کچھ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے جو وہی اعتراض اسپر بھی اسکی
الہامی کتابوں کی رو سے ہوتا ہے یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا جنکو فریق
معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دیکر انکے بارے میں اپنے مذہبی مخالفونکو بذریعہ کسی چھپے
ہوئے اشتہار کے مطلع کر دیا ہے تو بلاشبہ ثابت ہو جاتا ہے کہ کسی شخص معترض نے صحت نیت کو چھوڑ
دیا ہے تو اس صورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چھپانا چاہتے
ہیں وہ تمام حیلے نکمے ہو جاتے ہیں اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھلجاتی ہے اور اگرچہ یہ نہیں
کہہ سکتے کہ یاوہ گو لوگوں کی زبانیں روکنے کے لئے ایک یہ کامل علاج ہے مگر اسمیں بھی کچھ شک نہیں
کہ بہت کچھ یاوہ گوئیوں اور ناحق کے الزاموں کا اس سے علاج ہو جائے گا +

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونے کے لئے یہ ہے کہ اس بے قیدی سے ملک
کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے ایک شخص سچی بات کو سنکر پھر اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ
کسی طرح جھوٹ اور افترا سے مدد لے کر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے اور فریق ثانی کو خواہ نخواہ

ذلت پہنچاوے سو ملک کو تہذیب اور راست روی میں ترقی دینے کے لئے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کے لئے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے جس سے بہت جلد دلوں میں سچی پرہیزگاری پیدا ہو جائے گی ÷

تیسری ضرورت اس قانون کے پاس کرنے کی یہ ہے کہ اس بے قیدی سے ہماری محسن گورنمنٹ کی قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض ہے چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر ایک نیک کام میں اوّل درجہ پر ہے تو کیوں اس قدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی مباحثات میں اس کے قانون میں احسن انتظام نہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی بے قیدی سے صلحکاری اور باہمی محبت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس کو نابود کر دیوے اور اس تمام نااتفاقی کی جڑ مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی ہے گورنمنٹ اپنی رعایا کے لئے بطور معلّم کے ہے پھر اگر رعایا ایک دوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانونی حکمت عملی سے اُس درندگی کو دُور کر دے ÷

چوتھی یہ کہ اہلِ اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے جنکی دلی خیر خواہی روز بروز ترقی پر ہے اور اپنے جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور اسکی مہربانیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بے جا خیال کرتے ہیں اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہیں پس اس صورت میں ان کا حق بھی ہے کہ انکی دردناک فریاد کی طرف گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہیں جس کا صرف مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور دوسروں کو نہیں بلکہ ہر ایک قوم اس فائدہ میں شریک ہے اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک کی صلحکاری اور امن پیدا ہوتا ہے اور مقدمات کم ہوتے ہیں اور بدنیت لوگوں کا مُنہ بند ہوتا ہے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس کا اثر مسلمانوں سے خاص نہیں ہر یک قوم پر اس کا برابر اثر ہے۔ آخر ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کے ساتھ ہمارے سروں پر خوش و خورم رکھے اور ہمیں سچی شکر گذاری کی

توفیق دے اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور عاجزانہ درخواست کی طرف توجہ دلاوے کہ ہر یک توفیق اسی کے ارادہ اور حکم سے ہے۔ آمین +

المتلمسین } اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جن کے نام علیحدہ نقشوں میں درج ہیں +

۲۲- ستمبر ۱۸۹۵ء

تمام شد

قابل توجہ ناظرین

ا اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اُسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا جیسا کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنے والے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر

سچے دل سے ایمان رکھتے تھے اور آنحضرت کے
بارہ میں پیشگوئی کی تھی بلکہ ایک شخص یسوع نام
کو مانتے ہیں جس کا قرآن میں ذکر نہیں اور کہتے ہیں
کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں
کو بٹ مار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں
کہ یہ شخص ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذب تھا اور اس نے یہ بھی
پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئینگے سو آپ خوب جانتے ہیں
کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی بلکہ
ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہو کر خدائی کا دعوے
کرے تو ہم اس کو جہنم میں ڈالینگے اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع
کے ذکر کرنے کے وقت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا
چاہیئے ایسا آدمی اگر نابینا نہ ہوتا تو یہ نہ کہتا کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئینگے
اور اگر ایماندار ہوتا تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ ہمارے
بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ
کلمات اس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن و حدیث میں نام و
نشان نہیں +

ومن یقل منھم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ
جھنم کذلک نجزی الظلمین

عبد الرحمن کاتب